﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 24/جولائی و 31/جولائی 2009ء | شمارہ 30-31

یکم و 07 شعبان 1430 ہجری قمری ❁ 24/وفا و 31/وفا 1388 ہجری شمسی

مسیح ومہدیؑ کے کام

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی ختم کریں گے (یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا)۔ اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔"

(بخاری کتاب الاَنبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خداتعالیٰ نے ارادہ کرلیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔ اب نیم مُلّاں دشمنِ اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک کئے جائیں گے۔

اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آئے گا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائے گا اور اپنا غلبہ دکھائے گا اور لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی پیشگوئی کو پوری کردے گا اور پیشگوئی وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمْ کو روحانی طور پر کمال تک پہنچائے گا۔

تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔

❁ ......"ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اُس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بُلاتے ہیں۔ ہم نے اس نُورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے"۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 5-6)

❁ ......"مَیں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ...... قرآن شریف...... کے ذریعہ سے خدا کی طرف انسان کو ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے۔ اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اُس کی پیروی سے آخر کار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے اَنَاالْمَوْجُوْد ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308)

❁ ......"ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کردیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے"۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 309)

❁ ......"کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال اس صُحفِ مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو............ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا"۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 257-258)

❁ ......"خداتعالیٰ نے ارادہ کرلیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔ اب نیم مُلّاں دشمنِ اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک کئے جائیں گے اور قہری طمانچہ حضرتِ قہار کا ایسا لگے گا کہ خاک میں مل جائیں گے۔ ان نادانوں کو حالت موجودہ پر بالکل نظر نہیں۔ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سا نظر آوے۔ لیکن اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آئے گا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائے گا اور اپنا غلبہ دکھائے گا اور لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی پیشگوئی پوری کردے گا اور پیشگوئی وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمْ کو روحانی طور سے کمال تک پہنچائے گا۔ کیونکہ دین کا زمین پر بوجہ کمال قائم ہو جانا محض جبر واکراہ سے ممکن نہیں۔ دین اُس وقت زمین پر قائم ہوتا ہے کہ جب اس کے مقابل پر کوئی دین کھڑا نہ رہے اور تمام مخالف سپر ڈال دیں۔ سو اب وہی وقت آگیا۔ اب وہ وقت نادان مولویوں کے روکنے سے رُک نہیں سکتا۔ اب وہ ابن مریم جس کا روحانی باپ زمین پر بجز معلّمِ حقیقی کے کوئی نہیں جو اس وجہ سے آدم سے بھی مشابہت رکھتا ہے بہت سا خزانہ قرآن کریم کا لوگوں میں تقسیم کرے گا۔ یہاں تک کہ لوگ قبول کرتے کرتے تھک جائیں گے اور لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ کا مصداق بن جائیں گے اور ہر یک طبیعت اپنے ظرف کے مطابق پُر ہو جائے گی"۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 476)

❁ ......"تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو............ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن ہی میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں نجات دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی...... یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں"۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اداریہ

قرآنی حقائق ومعارف اوراس کی روحانی تاثیرات وبرکات کاظہورخلافت حقّہ سے وابستہ ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔اوّل خلافت راشدہ کا زمانہ۔ پھرفیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے۔ اور بعداس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں جو ایسی خیر وبرکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کے پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس تنزیل کی محافظت کریں گے۔ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کے وجود کا فائدہ کیا ہے جس فائدہ کے وجود پر اس کی حقیقی حفاظت موقوف ہے تو اس دوسری آیت سے ظاہر ہے۔ هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة:3) اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے بڑے فائدے دو ہیں جن کے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔

ایک حکمت فرقان یعنی معارف ودقائق قرآن۔ دوسری تاثیر قرآن جو موجب تزکیہ نفوس ہے۔ اور قرآن کی حفاظت صرف اسی قدر نہیں جو اس کے صحف مکتوبہ کو خوب نگہبانی سے رکھیں کیونکہ ایسے کام تو اوائل حال میں یہود اور نصاریٰ نے بھی کئے یہاں تک کہ توریت کے نقطے بھی گن رکھے تھے۔ بلکہ اِس جگہ مع حفاظت ظاہری، حفاظتِ فوائد وتاثیرات قرآنی مراد ہے۔ اور وہ موافق سنّت اللہ کے تبھی ہوسکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلّی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہوں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورة النور:56)

پس یہ آیت درحقیقت اس دوسری آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظت قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا۔ اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر ان کے آنے کے بعد جو اُن سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں‘‘۔(تذكرة الشهادتين روحانی خزائن جلد نمبر6صفحه339-337)

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علّت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کے تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اول قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیاں کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب واسرار اور نکات سے پُر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے‘‘۔ (كتاب البريه ۔ روحانی خزائن جلد 13صفحه 294تا 297۔ حاشيه)

حضور علیہ السلام کے بعد خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ سے یہ فیضان مسلسل جاری ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن مجید کے علوم ومعارف سے پوری طرح آگاہی کے لئے اور اس کی عظیم روحانی برکات وتاثیرات کا مہبط بننے کے لئے قرآن مجید سے بہت ہی پیار کریں، اس کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں اور اس زمانہ میں اس کی وہ سچی اور پاک اور نورانی تفسیریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہمیں ملتی ہیں ان کا محبت اور اخلاص کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے اپنے دل ودماغ کی روشنی کا سامان کریں اور قرآنی برکات کے مورد بنتے ہوئے دوسروں کو اس نور ہدایت کی طرف بلانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کردیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (نصیر احمد قمر)

قرآن مجید کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُردو منظوم کلام سے انتخاب

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسن یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر52

ممتاز مصری احمدی

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب سے ایک انٹرویو

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب ایک ممتاز مصری عرب احمدی ہیں۔آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔آپ متعدد کتب کے مصنف ہیں اور کئی اہم جماعتی کتب کے ترجمہ کی بھی آپ کو سعادت ملی ہے۔گزشتہ چار پانچ سال سے آپ ایم ٹی اے پر Live عربی پروگرام ''الحوار المباشر'' کے پینل کا اہم ترین حصہ ہیں۔

کافی عرصہ سے خاکسار ان سے درخواست کررہا تھا کہ وہ اپنی یادیں رقم فرمائیں تا کہ ان کی فراہم کردہ معلومات جماعت کی تاریخ میں محفوظ ہوجائیں۔جلسہ سالانہ یوکے2009ء کے موقعہ پرشائع ہونے والے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی خصوصی اشاعت میں طبع ہونے والی ''مصالح العرب'' کی قسط کے لئے مکرم نصیر احمد قمر صاحب مدیر الفضل کے مشورہ سے یہ طے ہوا کہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا انٹرویو اس میں دیا جائے۔چنانچہ جب اس بار وہ ''الحوار المباشر'' کے لئے تشریف لائے تو ان کے ساتھ یہ انٹرویو6/جولائی2009ء کو ریکارڈ کیا گیا۔ یہ انٹرویو عربی زبان میں تھا اور کافی طویل تھا۔اس کا ایک حصہ اردو زبان میں ڈھال کر ہدیہ ٔ قارئین ہے۔

(انٹرویو میں سے سوالات قصداً حذف کردیئے گئے ہیں تا کہ سوال و جواب کی بجائے ایک مسلسل سرگزشت کی صورت میں واقعات کا بیان ہو اور قارئین کی دلچسپی کا موجب ہو۔)

خاندانی پس منظر

میرے آباء واجداد باپ کی طرف سے البانیہ سے اور ماں کی طرف سے ترکی سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے قدیم زمانہ میں مصر میں سکونت اختیار کی،تاہم جب میری پیدائش ہوئی تو میرا خاندان مکمل طور پر مصری شہریت کا حامل اور مصری معاشرہ میں ضم ہو چکا تھا۔

میرے آباء واجداد کا سیاست سے بڑا گہرا تعلق تھا۔1919ء میں انگریزوں کے خلاف مصریوں کے انقلاب میں میرے والد صاحب اور میری پھوپھیوں کا بڑا کردار تھا۔ جب انگریزوں نے اس انقلاب کے مصری راہنما سعد زغلول کو ملک بدر کیا تو میری ایک پھوپھی سعد زغلول کی بیوی صفیہ کے ساتھ تھیں۔سعد زغلول کی بیوی صفیہ وہ واحد خاتون ہیں جن کو مصریوں کی مادرملت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔میری پھوپھی کو صفیہ سے اس قدر محبت تھی اور اتنے قریبی تعلقات تھے کہ انہوں نے اپنی ایک پوتی کا نام بھی صفیہ رکھا تھا۔میرے والد صاحب بھی انقلاب کے عرصہ میں مختلف پمفلٹس تقسیم کیا کرتے تھے ۔یوں میری پرورش ایک ایسے گھرانہ میں ہوئی جو وطن کی آزادی کی خاطر جدوجہد میں اہم کردار ادا کرنے والا تھا۔

میری والدہ ایک متدین عورت تھیں۔ ہر دوسرے سال حج کرتی تھیں اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔

چھوٹی عمر میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر پختہ یقین

والدہ سے مَیں نے خدا کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا۔دوسری عالمی جنگ میں جب بمباری ہوتی تو ہم اپنے گھر کے تہ خانے میں چلے جاتے تھے۔میری والدہ کہا کرتی تھیں کہ اگر آیۃ الکرسی پڑھیں تو بندہ اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں رہتا ہے۔گو کہ مَیں چھوٹا تھا لیکن مَیں نے بھی اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے بھی آیۃ الکرسی پڑھائیں اور شاید کثرت سے پڑھنے کی وجہ سے مَیں نے ان دنوں میں اسے حفظ بھی کرلیا تھا۔میرا یقین اس بارہ میں اس قدر بڑھا کہ جب ان حملوں کے دوران لوگ خوفزدہ ہوتے تو مَیں انہیں کہتا تھا کہ ڈرتے کیوں ہو آیۃ الکرسی پڑھو تو اللہ تمہیں محفوظ رکھے گا ۔یوں میرے دل میں شروع سے ہی خدا تعالیٰ کی ذات پر ایسا یقین پیدا ہوگیا تھا۔

اسی عرصہ میں میری والدہ اور والد کی علیحدگی ہوگئی اور مَیں اپنے والد کے ساتھ قاہرہ چھوڑ کر اسکندریہ میں سکونت پذیر ہوگیا۔ وہاں بھی ایک دفعہ فضائی حملہ ہوا اور ہم اپنے گھر کے تہ خانہ میں چلے گئے ۔مَیں سب کو کہنے لگا کہ اگر آپ آیۃ الکرسی پڑھیں تو خدا تعالیٰ آپ سب کو بچالے گا۔کچھ دیر بعد بڑی زوردار آواز آئی اور اگلے دن پتہ چلا کہ ہماری بلڈنگ کے سامنے سڑک کے پار دوسری بلڈنگ پر بم گرا اور وہ ساری تباہ ہوگئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو محفوظ رکھا۔

ایک قصہ کا ذہن پر گہرا اثر

پرائمری سکول میں ہماری درسی کتب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بھی مذکور تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس ایک عصا تھا جس کو انہوں نے سمندر میں مارا تو سمندر پھٹ گیا اور فرعون کو اللہ تعالیٰ نے غرق کیا۔ یہ قصہ مجھے بہت پسند آیا۔ میں اکثر سوچتا تھا کہ اگر اللہ انسان کے ساتھ ہو تو انسان سب کچھ کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑے دشمن پر غلبہ پا سکتا ہے۔ میرے دل میں بڑی شدت کے ساتھ یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ میں بھی بڑا ہو کر خدا تعالیٰ کا بندہ بنوں شاید یوں وہ مجھے بھی ایک عصا دے دے اور میں اس کے ذریعہ عجیب عجیب کام کیا کروں۔

اس عمر میں مجھے یہ سبق بڑی اچھی طرح یاد ہوگیا کہ خدا تعالیٰ سے مانگیں تو ضرور مدد کرتا ہے۔لہذا کئی دفعہ جب مجھے سبق یاد نہ ہوتا تھا تو میں خدا سے دعا کرتا تھا کہ اس دفعہ مجھے استاد کی سزا سے بچالے اگلی دفعہ یاد کر کے آنے کی کوشش کروں گا۔اور اکثر یوں ہوتا کہ میری باری آنے تک اس استاد کا پیریڈ ختم ہو جاتا اور یوں میں اس کی سزا سے بچ جاتا۔

ایک حادثہ سے معجزانہ حفاظت

میرے والد صاحب نے دوسری شادی کرلی اور ہم بہن بھائی اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ رہنے لگے۔میرے بھائی کہتے کہ یہ سوتیلی ماں ہے اور ہماری دشمن ہے لیکن مجھے ایسا نہ لگتا تھا بلکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی۔

3/جنوری1949ء کے دن میں سکول جانے کے لئے ٹرین کے انتظار میں تھا۔اس دن بہت ہجوم تھا مجھے پائیدان پر ایک پاؤں رکھنے کی جگہ ملی۔ایک ہاتھ سے مَیں نے ہینڈل کو پکڑا ہوا تھا جبکہ میرے دوسرے ہاتھ میں کتابیں تھیں۔ٹرین چلی تو سٹیشن پر کھڑا ایک شخص مجھ سے ٹکرا گیا۔میرا پاؤں پائیدان سے پھسل گیا اور مَیں ٹرین کے دو ڈبوں کے درمیان نیچے لٹکنے لگا۔ اس وقت میرے اندر سے مجھے یہ آواز آئی کہ ہینڈل کو ہرگز نہیں چھوڑنا چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا۔میری کتابیں گر گئیں اور بعض میرے سامنے ٹرین کے پہیوں کے نیچے کٹنے لگیں۔کچھ دیر بعد ٹرین رک گئی، مَیں بعض افراد کی مدد سے باہر نکلا۔لیکن یہ محض خدا کا فضل تھا کہ مجھے خراش تک نہیں آئی تھی۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب

اخوان المسلمین سے رابطہ

جب مَیں نے جوانی میں قدم رکھا تو میرا تعارف ایک ایسے شخص سے ہوا جس کا تعلق مصر کی مذہبی جماعت اخوان المسلمین سے تھا۔ وہ مجھے ایک تبلیغی دورہ پر لے گیا جہاں مَیں نے زندگی میں پہلی دفعہ صحیح طور پر نماز ادا کی۔ وہ شخص نماز میں شامل ہوگیا اور جب مَیں وضو کر کے پہنچا تو ایک دو رکعتیں گزر چکی تھیں۔ مَیں جلدی جلدی گزری ہوئی رکعات پڑھ کر باجماعت نماز میں شامل ہوا اور باقی نماز جماعت کے ساتھ مکمل کی۔ بعدازاں اس شخص نے مجھے سمجھایا کہ کس طرح گزری ہوئی رکعات کو مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ شخص جس کا نام احمد فرّاج تھا بعد میں بہت مشہور شخصیت بن کر ابھرا۔ شروع میں ریڈیو پر اور بعدازاں ٹی وی پر دینی پروگرام پیش کرتا رہا۔اس شخص نے مجھے اخوان المسلمین کی جماعت سے متعارف کروایا۔ یوں مَیں نے دین اخوان المسلمین سے سیکھا۔اور دینی کتب کا مطالعہ کیا۔

نزول مسیح سے جُڑی ایک خواہش

اس مطالعہ کے دوران حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے وقت کی علامات کا ذکر پڑھتا اور دجال کے خروج کی علامات کا بھی مطالعہ کیا۔ان علامات سے یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور کسی وقت نزول فرما سکتے ہیں ۔اور جو لوگ اس کے ساتھ مل کر دجال سے لڑیں گے تو ان کا جنت میں اعلیٰ مقام ہوگا ۔لہذا میری شدید خواہش اور دعا کی تھی اللہ مجھے اتنی زندگی دے دے کہ مَیں مسیح کے نزول کا زمانہ پاؤں اور سب کچھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد میں شامل ہوں۔

مصر میں انقلاب اور اخوان المسلمین کا مؤقف

مَیں نے اپنی کالج کی تعلیم مکمل کی لیکن افسوس کہ میرے نمبر اتنے نہ آئے کہ مجھے قاہرہ میں یونیورسٹی میں داخلہ مل سکے لہذا میں واپس سکندریہ آگیا۔اسی اثناء میں مصر میں فوجی انقلاب آگیا جو انقلابِ 23/جولائی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ انقلاب 1952ء میں آیا جس کی بنا پر جمال عبدالناصر مصر کے حکمران بنے۔

ابتداء میں ہمیں پتہ چلا کہ اخوان المسلمین اس انقلاب کے مؤیدین میں سے ہیں بلکہ انقلاب کے دوسرے دن ہی ہمیں جماعت اخوان المسلمین کی طرف سے ہدایت ملی کہ ہم ملک کی اہم عمارتوں اور مقامات کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔اور یہ پتہ چلا کہ جو فوجی افسران اس انقلاب میں شریک ہوئے ہیں ان میں سے کئی اخوان المسلمین میں سے ہیں۔ایک تبدیلی جس کو مَیں نے بڑی شدت سے محسوس کیا یہ تھی کہ اخوان المسلمین کی جملہ میٹنگز میں اب دینی امور اور تربیتی باتوں کی بجائے سیاسی گفتگو ہونے لگی ۔بعد میں پتہ چلا کہ حکومت اور اخوان المسلمین کی آپس میں کوئی کھٹ پٹ ہوگئی ہے۔ کیونکہ انقلاب کے وقت یہ اتفاق ہوا تھا کہ حکومت میں اخوان المسلمین سے چار وزراء لئے جائیں گے۔لیکن اب حکومت صرف دو وزراء لینے پر راضی تھی۔ جب اخوان المسلمین نے اس امر کی بڑی شدت سے مخالفت شروع کی تو حکومت نے ان کے دو زعماء کو اپنے ساتھ ملا کر وزارتیں دے دیں۔ چونکہ یہ امر اخوان المسلمین کی مرکزی قیادت کے فیصلہ کے خلاف تھا لہذا ان دو زعماء کا جماعت سے اخراج کر دیا گیا۔ان میں سے ایک شیخ احمد حسن باکوری تھے جو وزیر اوقاف بنے اور وہ اخوان المسلمین کے ابتدائی کارکنان میں سے تھے۔

اخوان المسلمین۔ایک سیاسی تنظیم یا مذہبی جماعت

انقلاب کے بعد اخوان المسلمین کی تمام میٹنگز پر سیاسی ماحول غالب رہا۔حتیٰ کہ ہماری طرف سے یہ اعلان طبع کر کے تقسیم کیا گیا کہ ہم ایک سیاسی تنظیم ہیں۔اور جب اس سلسلہ میں ایک فارم پُر کروایا گیا اور دستخط لئے گئے تو مَیں بڑا حیران ہوا کہ ہم تو ایک دینی جماعت ہیں پھر اس طرح کے اعلان کیوں کئے

جارہے ہیں؟ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ اب ملک کے قانون کے تحت حکومت میں صرف سیاسی جماعتیں ہی شامل ہوسکتی ہیں۔اور ہم ہیں تو دینی جماعت لیکن حکومت میں شامل ہونے کے لئے سیاسی جماعت ہونے کا اعلان کررہے ہیں۔

پھر کچھ عرصہ بعد اس جیسا ایک اور اعلان چھپا جس پر ہم سب سے دستخط لئے گئے۔اس کا مضمون یہ تھا کہ ہم تو دینی جماعت ہیں۔پوچھنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اب چونکہ حکومت نے تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دینے کا فیصلہ کرلیا ہے لہذا ہماری جماعت نے یہ اعلان اس لئے کیا ہے تاکہ تحلیل ہونے سے بچ جائے۔ میں سخت شش وپنج میں مبتلا تھا کہ محض چند سیٹوں اور کرسی کی خاطر ہماری جماعت اپنی شناخت تبدیل کرتی جارہی ہے۔

اس کے بعد اخوان المسلمین نے ایک اور حکمت عملی اپنانی چاہی کہ عددی اکثریت اختیار کی جائے اور اس طرح ایک ایسی سیاسی قوت بن کر ابھرے کہ جس کی بات کو حکومت قبول کرنے پر مجبور ہو۔لہذا ہم لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی مہم میں شامل ہو گئے۔ہمارا طریقہ واردات یہ رہا کہ اگر کسی طالبعلم کو دیکھتے کہ یہ نماز وغیرہ پڑھتا ہے یا اس کا دینی رجحان ہے تو اس سے پوچھتے کہ وہ کون ہے اور اس کا جواب جو بھی ہوتا ہم اسے یہی کہتے کہ آپ تو اخوان میں شامل ہو۔ میں اس حالت سے بہت پریشان تھا۔لہذا میں نے فیصلہ کرلیا کہ اس سے اپنی قیادت کے سرکردہ افراد کو ضرور آگاہ کروں گا۔لہذا میں نے ان کے نام ایک خط میں سب کچھ لکھ دیا کہ اس طرح کے تصرفات ہماری جماعت کے لئے سخت مضر ہیں۔لیکن کچھ دنوں بعد جماعت کے لوگوں کا میرے ساتھ رویہ عجیب سا ہونے لگا۔بعد میں میرے ایک دوست نے جو کہ طب کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی جارہے تھے بتایا کہ اخوان المسلمین نے مجھے اپنی جماعت سے نکال دیا ہے۔

اخوان المسلمین سے اخراج

ایک نعمت ثابت ہوا

یہ محض خدا کا فضل تھا کہ اخوان المسلمین نے مجھے اپنی جماعت سے اخراج کے ساتھ اپنے افراد جماعت کی لسٹوں سے بھی میرا نام خارج کردیا۔چند دنوں بعد ہی حکومت نے اخوان المسلمین کے خلاف آپریشن شروع کیا اور ان کی گرفتاریاں ہونے لگیں۔میرے کئی کلاس فیلوز اور دوست بھی جیل چلے گئے۔لیکن مجھے بفضلہٖ تعالیٰ کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

زمانہءطالبعلمی میں فکرعفّت وایمان

اسکندریہ میں یونیورسٹی میں مجھے داخلہ مل گیا جہاں ہوسٹل میں میں تین چار اور طلباء کے ساتھ رہنے لگا لیکن زمانہ طالبعلمی کی شرارتوں اور بعض اوقات بے راہرویوں کو دیکھ کر مَیں نے سوچا کہ میری خیر اسی میں ہے کہ مَیں شادی کرلوں تا ان گناہوں سے بچ جاؤں جن میں میرے ساتھی پڑے ہوئے ہیں۔یہ سوچتے ہی یہ خیال آیا کہ ایک طالبعلم جس کے پاس اپنے لئے ذریعہ معاش کوئی نہیں ہے اس کو کون اپنی بیٹی دے گا۔ یہ سوچتے ہی مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا جس کی بنا پر کچھ امید بندھ گئی۔وہ یوں ہے کہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ میری ایک پھوپھی مصری راہنما سعد زغلول کی بیوی مصریوں کی مادر ملت صفیہ کی بہت قریبی ساتھی تھیں اور انہوں نے اپنی ایک پوتی کا نام بھی مادر ملت کے نام پر صفیہ رکھا تھا۔جب یہ بچی صفیہ پیدا ہوئی تو میری پھوپھی نے اسے کپڑوں میں لپیٹ کر میرے ہاتھوں میں پکڑاتے ہوئے کہا لو اپنی بیوی کو سنبھالو۔ اس طرح بچپن سے ہی میرے ذہن میں تھا کہ میری شادی اس لڑکی کے ساتھ ہوگی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی کسی طالبعلم کو رشتہ دے دے جس کا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو پھر بھی مجھے صفیہ کے والد سے رشتہ مانگنے کیلئے بات کرنی چاہئے۔

شادی کے لئے کوشش

اور احمدیت سے تعارف

صفیہ کے والد کے ساتھ میری بہت کم ملاقات ہوئی تھی کیونکہ وہ اکثر سفر میں رہتے تھے۔تاہم ان کی بابت یہ سنا تھا کہ وہ اپنی ماں کے بہت لاڈلے ہیں شاید اس کی وجہ یہ تھی کی ان کے والد اور بڑے بھائی یکے بعد دیگرے وفات پا گئے تھے۔اور وہ اپنی ماں کا واحد سہارا رہ گئے تھے۔لہذا وہ ان کی ہر فرمائش پوری کرتی تھیں۔یوں یہ نہایت ناز ونعم میں پل کر جوان ہوئے۔ اچانک وہ ہندوستان گئے تو وہاں کسی ایسے شخص کی بیعت کرآئے جسے وہ نبی خیال کرتے تھے چنانچہ انہوں نے اب داڑھی بھی رکھ لی تھی اور بالکل بدل گئے تھے۔

مَیں جب ان سے ملا اور صفیہ کے رشتہ کی بات کی تو انہوں نے کہا تمہاری اس کے ساتھ شادی نہیں ہو سکتی کیونکہ تم احمدی نہیں ہو۔مَیں نے کہا وہ کیا ہوتا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ جو مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ پر ایمان لاتا ہے۔مَیں نے بڑے فخر سے کہا کہ مَیں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ آسمان پر ہیں اور ان کے آنے کی تمام علامات مجھے حفظ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میری بات سن کر وہ مسکرائے اور مجھے چند کتابیں دیتے ہوئے کہا کہ یہ پڑھو پھر ہم اس موضوع پر بات کریں گے۔مَیں واپس اسکندریہ آگیا اور کتابیں یہ سوچتے ہوئے ایک طرف رکھ دیں کہ یہ ایک خاص عقیدہ سے متعلق ہیں۔پھر ایک دن میرے دل نے کہا کہ مَیں یہ کتابیں پڑھ کے دیکھوں تو سہی۔ دوسری طرف یہ خیال آتا کہ میرا خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب اور احادیث پر قوی ایمان ہے اس کے بعد کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔کہیں میں ان کتب کو پڑھ کر گمراہی کا شکار نہ ہو جاؤں۔لیکن میرا ضمیر مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے فلاں فلاں موقعہ پر نقصان سے بچایا ہے کیا وہ تجھے اب محفوظ نہیں رکھے گا۔ بہرحال اپنے نفس کے ساتھ بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد مَیں نے ایک کتاب کھول کر ورق گردانی شروع کی۔اس کے ایک دو موضوعات نے مجھے خاص طور پر اپنی طرف کھینچا۔ یہ مضامین عیسائیت کے رد میں تھے جبکہ مجھے عیسائیت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔ یہ مجلّہ البشارۃ الإسلامیۃ الأحمدیہ کی ایک جلد تھی۔ مجھے کاتب کا اسلوب بیان اور عیسائیت کے ردّ میں بائبل کی عبارات کا استعمال نہایت اعلیٰ درجہ کا اور دلچسپ لگا۔ چنانچہ مَیں نے فیصلہ کیا کہ دیگر مضامین کی بجائے عیسائیت کے ردّ والے مضامین ہی پڑھتا جاتا ہوں۔جب یہ مضامین ختم ہوگئے تو میرے ضمیر نے کہا کہ باقی مضامین بھی پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ چنانچہ کافی سوچ بچار کے بعد مَیں نے پہلا مضمون پڑھنے کی ہمت کی جو کہ احمدی مبلغ مولانا ابوالعطاء صاحب کا شیخ الأزہر یا اور کسی عالم کے ساتھ وفات مسیح پر مناظرہ تھا۔میرا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور انہوں نے واپس آنا ہے۔اور میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی زندگی دے کہ میں انہیں نازل ہوتا دیکھ لوں اور ان کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد کروں۔میں یہ بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا کہ کس طرح شیخ الأزہر ایسے مضمون کے بارہ میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے جو میرے نزدیک ایسے ہی ثابت شدہ تھا جیسے کہ خدا کا وجود۔جب مناظرہ پڑھنا شروع کیا تو دوسری بات جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا یہ تھی کہ احمدی مبلغ قرآن سے دلیلیں دے رہا تھا جبکہ شیخ الأزہر کے پاس قرآن سے کوئی دلیل نہ تھی۔احمدی مبلغ اسے بار بار کہتا تھا کہ مجھے تــوفّــی کی صرف ایک مثال قرآن کریم سے یا حدیث شریف سے یا پرانے عربی ادب سے لا دو جس میں خدا فاعل ہو اور انسان مفعول ہو اور کوئی قرینہ ایسا نہ ہو جو تــوفّــی کے اصل معنوں سے پھیرنے والا ہو تو سوائے موت کے اس کے اور بھی کوئی معنی ہو سکتے ہوں۔لیکن شیخ الأزہر کو کوئی جواب نہ سوجھتا تھا۔ یہ مناظرہ پڑھنے کے بعد میرے ضمیر نے مجھے جھنجوڑا اور پوچھا کہ اب کیا کرنا ہے؟ تو مَیں نے کہا کہ مَیں تو قرآن کے ساتھ ہوں۔اگر قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے تو یہی درست ہے۔تاہم انہوں نے چونکہ دوبارہ نزول فرمانا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ کرکے نازل فرما دے۔چنانچہ اس کے بعد ایک اور مضمون پڑھا جس میں قاطع دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا کی سنت ہے کہ وہ مرنے والوں کو واپس نہیں بھیجا کرتا۔مَیں نے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر احادیث میں مذکور نزول مسیح کا کیا معنی ہوا؟ چنانچہ اس مضمون پر مجھے ایک اور تحریر مل گئی جس میں نزول کے معنی کی تشریح کی گئی تھی۔مَیں نے کہا یہ ٹھیک ہے کہ نزول کا معنی ہے کہ اس امت سے کوئی شخص مبعوث ہوگا لیکن یہ شخص عربوں میں سے ہونا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے،قرآن عربی زبان میں ہے، تمام بنیادی کتب عربی میں ہیں،لہذا یہ مبعوث ہونے والا موعود بھی عرب میں سے ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس موضوع پر مجھے ایک اور مضمون مل گیا جس میں بتفصیل بیان کیا گیا تھا کہ آنے والا عربوں میں سے نہیں ہوگا اور اس مضمون میں وہ اسباب بھی مذکور تھے جن کی بنا پر عربوں میں سے اس موعود کا آنا محال تھا۔مَیں نے یہ بات بھی پورے انشراح کے ساتھ مان لی اور کہا کہ سب کچھ درست ہے لیکن ایسا شخص نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہو گئی ہے۔چنانچہ اس موضوع پر بھی کئی مضامین اور کتب کے مطالعہ نے مجھے یہ ماننے پر مجبور کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے باوجود بھی یہ موعود نبی آسکتا ہے۔

نیز مجھے بعض اور بھی ایسے مضامین پڑھنے کا موقع ملا جس سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے آپ کی اتباع میں اسلام کا خادم بن کر آئے تو اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے۔لیکن اب سوال یہ تھا کہ مجھے کیسے پتہ چلے کہ واقعی یہ وہی شخص ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔چنانچہ ان کتب میں مجھے ایسے مضامین بھی پڑھنے کو مل گئے جن کا عنوان تھا کہ ہم سچے موعود کو کس طرح پہچان سکتے ہیں۔اس کے بعد میں مطمئن ہوگیا۔اور میں خدا کے حضور پکار اٹھا کہ اے رب میں اب حق کو قبول کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔لہذا مَیں نے 1956ء میں بیعت کر لی۔اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ مَیں خدا تعالیٰ کے قریب ہوگیا ہوں اور ایک عجیب اطمینان اور سکون نصیب ہوا جس کا وصف بیان سے باہر ہے۔

میری بیعت کے بعد میرے سسر نے اپنی بیٹی کی میرے ساتھ شادی پر رضامندی کا اظہار فرما دیا اور یوں ہماری شادی ہوگئی اور صفیہ اور میرا 45 برس کا ساتھ رہا۔اس کے بعد وہ مجھ سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئی۔

مکرم احمد حلمی صاحب کا ذکر خیر

میرے سسر کا نام مکرم احمد حلمی صاحب ہے۔ آپ جوانی میں اپنے ایک مصری دوست مکرم محمود ذہنی صاحب کے گھر گئے جہاں انہوں نے میز پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ پڑا ہوا دیکھا۔آپ نے وہ کتاب اٹھا کر ورق گردانی کرنی شروع کردی۔پہلی نظر میں ہی یہ کتاب آپ کے دل میں اتر گئی۔آپ نے اپنے دوست سے یہ کتاب عاریۃً مانگ لی۔گھر آکر پڑھنا شروع کیا اور اس وقت تک اس کو نہ چھوڑا جب تک پہلے صفحہ سے لے کر آخر تک مکمل پڑھ نہ لیا۔اور اس کتاب کے پڑھنے کے ساتھ ہی آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ کرلیا۔

آپ جماعت احمدیہ مصر کے ابتدائی مخلص ارکان میں سے تھے اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد خلیفہ وقت کی زیارت کے لئے 5/اگست 1939ء کو قاہرہ سے قادیان تشریف لائے یوں قادیان تشریف لانے والے آپ دوسرے مصری احمدی بن گئے۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور دوسرے بزرگان سلسلہ سے ملاقات کرنے اور مرکز احمدیت کے فیوض سے متمتع ہونے کے بعد 26/ اگست 1939ء کو عازم مصر ہوگئے۔اس دوران دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔جب آپ قادیان سے واپس مصر آرہے تھے تو عدن کی بندرگاہ سے آپ نے اپنی والدہ کو بحری جہاز کے نام اور اس کے مصر پہنچنے کے وقت سے بذریعہ تار آگاہ کردیا،ایک دو دن بعد ریڈیو پر یہ خبر نشر ہوئی کہ جرمنی کی بحری افواج نے اس بحری جہاز کو غرق کردیا ہے جس کے بارہ میں مکرم احمد حلمی صاحب نے تار دیا تھا کہ وہ اس میں مصر آرہے ہیں۔یہ خبر آپ کی والدہ کے اعصاب پر بجلی بن کر گری، اور گہرے صدمہ کا باعث بنی۔وہ فوراً سجدہ میں گر گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو جانتا ہے کہ میرے پاس میرے بیٹے احمد کے سوا کوئی

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر ہونے اور کسی وقت نازل ہونے کا جو اُن کا باطل اور جھوٹا نظریہ ہے اس سے توبہ کرکے مسیح محمدی جو عین اپنے وقت پہ مبعوث ہوا اس کی پیروی کریں اور آنحضرت ﷺ کی بات کو پورا کرتے ہوئے اس تک آپ کا سلام پہنچائیں اور اس کی وجہ سے پھر وہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں گے۔

احمدی بھی یاد رکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جو حق و باطل کے معرکے میں دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ جلد ہی براہین احمدیہ کا بھی ترجمہ ہو کے آجائے گا۔

جو انگریزی میں پڑھنے والے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو خریدیں اور پڑھیں اور ان سے دلیلیں لیں اور اپنے مخالفین کو دلائل سے قائل کریں

ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کا کام ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 3/جولائی 2009ء بمطابق 3/وفا 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

رَفَعْ ایک لفظ ہے۔اس کے معنی اٹھانے اور بلند کرنے کے ہیں۔ یہ مادی چیزوں کی بلندی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ناموری اور شہرت کا ذکر بلند کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جیسا کہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو اَلرَّافِع ہے جو ہر قسم کی بلندیوں کو عطا کرتی ہے۔اس بات کا،اس صفت کا مَیں گزشتہ خطبوں میں ذکر بھی کر چکا ہوں۔اللہ تعالیٰ جہاں رَافِع ہے جو بلندیاں عطا فرماتا ہے وہاں وہ خود بھی اُن بلندیوں پر ہے جن کا احاطہ انسانی عقل نہیں کر سکتی۔ وہ باوجود قریب ہونے کے دُور ہے اور باوجود ہر جگہ موجود ہونے کے بہت بلند ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے رَفِيْعُ الدَّرَجَات کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قدر و مرتبت اور ہر لحاظ سے بہت بلند شان ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے درجات کی بلندی سب صفات کا وہ اعلیٰ ترین مقام ہے جن کا نہ صرف یہ کہ انسانی سوچ احاطہ نہیں کر سکتی بلکہ اس سے اَور بلند مقام کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور اس وجہ سے وہ ربّ العرش بھی ہے۔ایک انتہائی بلند مقام پر بیٹھا ہوا ہے لیکن صرف عرش پر بیٹھ کر معاملات حل نہیں کر رہا۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر جگہ موجود بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’عرش الٰہی ایک وراء الوراء مخلوق ہے۔(یعنی بہت دُور اور بلندی پہ چیز ہے جہاں تک نظر نہیں پہنچ سکتی)۔ جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دور ہے‘‘۔ فرمایا: ’’لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے‘‘(کہ ایسا عرش ہے جو آسمان سے بھی قریب ہے اور زمین سے بھی قریب ہے)۔فرمایا کہ ’’عرش مقام تنزیہ ہے‘‘۔(یعنی ہر ایک سے پاک چیز ہے)اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔جیسا کہ فرماتا ہے هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید:5)(کہ تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے)اور (پھر فرماتا ہے) مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ (المجادلہ:8) (کوئی تین آدمی علیحدہ مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے جبکہ ان میں وہ چوتھا ہوتا ہے)۔اور (پھر) فرماتا ہے کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورة ق: 17)(اور ہم اس سے یعنی انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 491)

پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے جس کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس اقتباس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ باوجود دُور ہونے کے ہر وقت انسان کے ساتھ ہے۔ باوجود عرش پر بیٹھنے کے انتہائی قریب ہے۔کوئی جگہ نہیں جہاں خدا موجود نہ ہو۔ بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو انسان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔اور جو اس کے مقرب ہیں ان میں اس کی صفات زیادہ روشن نظر آتی ہیں اور ان میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ وہ ان کو اپنی قربت کا احساس دلاتا رہتا ہے۔اپنی قربت کا پتہ دیتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں سے بھی بچاتا ہے اور ان کے درجات بھی بلند فرماتا ہے۔لیکن اس کے باوجود جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش بہت بلند ہے جس تک کسی انسان کی پہنچ نہیں۔

اس مضمون کو ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

’’اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الرعد:3)۔تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔اس آیت کے ظاہری معنی کے رو سے اس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوراء ہونے کی ایک حالت ہے جو اُس کی صفت ہے۔ پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلّی طور پر اپنے نور سے سورج چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اس میں پھونک دیئے۔تو اس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہ قائم کی۔مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزہ کا ذکر کر دیا‘‘۔(یعنی کہ بہت بلندی اور ہر عیب سے پاک ہونے کا

ذکر کر دیا۔ فرمایا) ''خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوراء مقام پر ہے''۔ (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23صفحہ277)

وہ مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے صفات بھی دی ہیں، انسان کو پیدا بھی کیا۔ اپنی صفات سے بہت رنگین کیا بلکہ حکم دیا کہ اللہ کی صفات کا رنگ اختیار کرو۔لیکن اس کے باوجود وہ بہت بلند مقام پر ہے۔ بلند شان والا ہے۔

پس یہ ہے ہمارا خدا جو تمام صفات کا حامل ہے۔ رفیع الدرجات ہے۔عرش کا مالک ہے اور اس کے اس مقام کے باوجود شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔فرماتا ہے مَیں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور باوجود شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے انسان کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ وہ خود اپنے مقربین کو اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔جیساوہ فرماتا ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ(انعام:104) یعنی نظریں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور وہ انسان کی نظر تک پہنچتا ہے۔ انسان نہ ہی اپنے علم کے زور سے اور نہ ہی اپنے رتبے اور مقام کی وجہ اس کو دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنا اظہار فرماتا ہے۔ پس خدا وہ ہے جو پردہ غیب میں ہے اور کبھی بھی کسی رنگ میں بھی اس کے مادی وجود کا تصور قائم نہیں ہوسکتا۔ جبکہ عیسائیوں نے اپنے غلط عقیدے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے خدائی کا مقام دے دیا۔ خدا تعالیٰ کا مقام تو بہت بلند اور ہر عیب سے پاک ہے۔اس کو کسی کی حاجت نہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ جہاں اس بات سے ان دونوں کے فوت ہونے کا پتہ چلتا ہے، وفات کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے کھانے کی حاجت ہو، وہ خدا کس طرح ہوسکتا ہے۔ دوسروں کی حاجات کس طرح پوری کرسکتا ہے اور اس طرح بے شمار باتیں ہیں اور دلیلیں ہیں جو ان کو ایک انسان ثابت کرتی ہیں۔ احمدیوں کے علاوہ یعنی احمدیوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد لاعلمی کی وجہ سے یا اپنے علماء کے پیچھے چل کر جن کو قرآن کریم کا صحیح فہم و ادراک نہیں قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو الفاظ آئے ہیں رَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران :56) یا رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ (النساء:159) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف ان کا رفع کرلیا۔اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے یا خدا تعالیٰ نے انہیں اسی جسم کے ساتھ اُٹھا لیا اور وہ کسی وقت پھر دنیا کی اصلاح کے لئے اتریں گے۔ پہلے چودھویں صدی میں آنا تھا۔اب وہ گزر گئی تو قیامت کے قریب آنے کا کہا جاتا ہے یا اور بہت ساری کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ بہرحال مسلمان نہیں جانتے کہ غیر ارادی طور پر اس غلط استنباط سے وہ عیسائیوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس بات کو لے کر جو عیسائی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فوقیت ثابت کرتے ہیں۔ گو کہ اب بعض علماء اور بعض مسلمان ملکوں میں جو پڑھا لکھا طبقہ ہے اس غلط مطلب کی اصلاح کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کہ ان آیات میں جو نئے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔

گزشتہ دنوں ایران کے صدر صاحب نے بھی ایک بیان دیا تھا۔جس میں انہوں نے عیسائیوں کو مخاطب کر کے جو بیان دیا تھا اس سے یہی لگتا تھا کہ ان کے ذہن میں یہی ہے یا کم از کم وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں۔اس بیان میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی برائی نہیں بیان کی تھی بلکہ ان کی تعلیم کے حوالے سے عیسائیوں کو نصیحت کی تھی۔قطع نظر اس کے کہ یہ صدر صاحب خود کس حد تک راہ ہدایت پر قائم ہیں، مَیں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوت ہونے کا تصور ہے جو ان کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اسی طرح تُرکی میں ہمارے مبلغ جلال شمس صاحب ہیں، جو یہیں رہتے ہیں انہوں نے بتایا کہ تُرکی میں قرآن کریم کے جو نئے تراجم شائع ہو رہے ہیں ان میں سے قرآن کریم کے کئی تراجم میں انہوں نے ان آیات کا ترجمہ اب حضرت عیسیٰ کی وفات بیان کیا ہے۔لیکن ابھی بھی اُمّت مسلمہ میں رَفَعُکَ اِلَیَّ کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں مغربی ممالک سے مجھے کسی نے لکھا تھا کہ ایک زیر تبلیغ دوست ہیں وہ کہتے ہیں باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے لیکن رَفع کے مسئلے پر ابھی تسلی نہیں ہوئی۔تم لوگ جو یہ دلیلیں دیتے ہو مجھے سمجھ نہیں آتیں۔ برصغیر اور اکثر مسلمان ممالک جو ہیں ان کا ایک بہت بڑا طبقہ جس کو مذہب سے دلچسپی ہے بشمول بعض عرب ممالک کے وہ مسلمان جو عربی بھی جانتے ہیں، عربی کے الفاظ کا فہم بھی زیادہ ہے ان میں سے بہت سی اکثریت یہی کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا پاکستان سے ہمارے ایک غیراز جماعت دوست یہاں آئے تھے۔ (مختلف غیراز جماعت دوست جن کے کچھ تعلقات ہیں، یا کسی ذریعہ سے رابطہ ہوتا ہے اکثر ملنے آتے رہتے ہیں۔تو انہوں نے یہ کہا کہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ جب مَیں نے ان کو آیات کا حوالہ دیا تو پھر بہرحال وقت بھی تھوڑا تھا وہ یہ کہہ کر اٹھ کر چلے گئے کہ انشاء اللہ پھر آؤں گا تو بات کریں گے۔لیکن کئی ماہ گزر چکے ہیں وہ ابھی تک تو نہیں آئے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لوگوں میں، مسلمانوں میں علماء نے یا غلط مفسرین نے اتنا زیادہ گھوٹ کر یہ پلا دیا ہے اور دلوں میں ڈال دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد زیادہ شدت سے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں اور انہی کی بعثت ثانی ان کے اپنے وجود میں ہونی ہے۔لیکن جو سعید فطرت ہیں وہ کسی مذہب کے بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔

چند دن ہوئے ایک انگریز عیسائی دوست جو پی۔ایچ۔ڈی کر رہے ہیں یا کر لی ہے، سائنس کے مضمون کے سٹوڈنٹ ہیں، وہ ملنے آئے تھے۔احمدیت سے بہت قریب ہیں۔ان کو احمدیت میں دلچسپی ہے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے اور کفارہ والے جو نظریات ہیں ان کو نہیں مانتے اور اسی وجہ سے وہ اسلام کے قریب ہوئے ہیں۔تو وہ عیسائی جو نیک فطرت ہیں اپنے نظریہ کو غلط کرتے ہوئے اسلام کے قریب ہو رہے ہیں اور جن لوگوں کو اسلام کا دفاع کرنا چاہئے وہ مخالفین کے دلائل کو مضبوط کر رہے ہیں۔ اسی طرح بے شمار عیسائی جو اسلام میں احمدیت کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک انسان اور ایک نبی مانتے ہیں جو اپنے وقت میں آیا اور اپنی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوا۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمان اپنے اس عقیدہ کی بنیاد قرآن کریم کی آیات پر رکھتے ہیں۔ یہ دو آیات مَیں پیش کرتا ہوں۔لیکن اس کے بعد پھر ان کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس میں سے کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کروں گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ(آل عمران :56)اس کا ترجمہ ہے کہ جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ یقیناً مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔(فوقیت دینے والا ہوں)۔ پھر میری طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے۔اس کے بعد مَیں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔یہ آل عمران کی آیت ہے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا(النسآء:158-159) اور ان کے قول کے سبب سے کہ یقیناً مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے اور یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے کر مار سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کرلیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ترتیب وار اپنے تئیں فاعل ٹھہرا کر چار فعل اپنے یکے بعد دیگرے بیان کئے ہیں''۔ (یعنی خدا تعالیٰ نے یہ کام کرنے والا ٹھہرایا ہے اور وہ کام کیا کئے ہیں۔ وہ کون سے فعل تھے؟)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

”فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ! مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں“۔(پہلی بات یہ کہ مَیں وفات دینے والا ہوں۔ دوسری بات)”اپنی طرف اٹھانے والا ہوں“۔(تیسرے)”اور کفار کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں۔اور“ (چوتھی بات)”تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دینے والا ہوں“۔(یہ بھی بعد میں کسی وقت وضاحت کروں گا۔بعضوں کے ذہنوں میں اس کا بھی سوال اٹھتا ہے)۔فرماتے ہیں کہ:

”اور ظاہر ہے کہ یہ ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں“۔(ان کی جو ایک ترتیب ہونی چاہئے تھی اسی طرح بیان ہوئے ہیں)۔”کیونکہ اس میں شک نہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلایا جاوے اور اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ کی خبر اس کو پہنچ جائے، پہلے اس کا وفات پانا ضروری ہے۔پھر بموجب آیت کریمہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ اور حدیث صحیح کے اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔اور وفات کے بعد مومن کی روح کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع لازمی ہے“۔(خدا تعالیٰ کی طرف رفع لازمی ہے)”جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ناطق ہیں“۔ان کی بہت ساری تصدیق کرتی ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3صفحہ606)

مَیں پہلے یہ بیان کردوں کہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی ایک اور آیت اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ کی مثال فرمائی یہ پوری آیت اس طرح سے ہے کہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (الفجر: 29) اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس سے راضی رہتے ہوئے اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ۔اس سے راضی رہتے ہوئے اور اس کی رضا پاتے ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ اس کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ ”خدائے تعالیٰ نے مسیح کو موت دے کر پھر اپنی طرف اٹھالیا۔جیسا کہ یہ عام محاورہ ہے کہ نیک بندوں کی نسبت جب وہ مر جاتے ہیں یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔جیسا کہ آیت اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر ناظر ہے اور جسم اور جسمانی نہیں اور کوئی جہت نہیں رکھتا پھر کیونکر کہا جائے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ضرور اس کا جسم آسمان میں پہنچ گیا ہوگا۔یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے؟ راست باز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ ان کا گوشت اور پوست اور ان کی ہڈیاں خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں“۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 246-247)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو علم کلام ہمیں دیا ہے اسے مختلف ذریعوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔قرآن کریم کی آیات کی جو تفسیر فرمائی ہے وہ ایسی ہے کہ جب تک پاک دل ہو کر اس کو سمجھا نہ جائے غیروں کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔بہرحال جس نے سمجھنا نہ ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت نہ عطا فرمائے اس کو وہ بہرحال سمجھ نہیں آئے گی۔جیسا کہ اس نے لکھا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔اسی اقتباس کو جو پڑھ رہا تھا جاری رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فرماتے ہیں کہ ”پھر بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا جو مَیں تجھے کفار کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہود چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کر کے اُس الزام کے نیچے داخل کریں جو توریت باب استثناء میں لکھا ہے جو مصلوب لعنتی اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بے نصیب ہے جو عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا نہیں جاتا۔سو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اس آیت میں بشارت دی کہ تو اپنی موت طبعی سے فوت ہوگا اور پھر عزت کے ساتھ میری طرف اٹھایا جائے گا اور جو تیرے مصلوب کرنے کے لئے“۔(تجھے صلیب دینے کے لئے)”تیرے دشمن کوشش کر رہے ہیں ان کوششوں میں وہ ناکام رہیں گے۔اور جن الزاموں کے قائم کرنے کے لئے وہ فکر میں ہیں ان تمام الزاموں سے مَیں تجھے پاک اور منزّہ رکھوں گا۔یعنی مصلوبیت اور اس کے بدنتائج سے“(صلیب دینے کا یہودیوں کا جو نظریہ تھا اس کے بدنتائج سے)”جو لعنتی ہونا اور نبوت سے محروم ہونا اور رفع سے بے نصیب ہونا ہے“(یعنی اپنے درجات بلند ہونا اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے)”اور اس جگہ تَوَفّی کے لفظ میں بھی مصلوبیت سے بچانے کے لئے ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ توفّی کے معنے پر غالب یہی بات ہے کہ موت طبعی سے وفات دی جائے۔یعنی ایسی موت سے جو محض بیماری کی وجہ سے ہو نہ کسی ضربہ سقطہ سے۔اسی وجہ سے مفسرین صاحب کشاف وغیرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کی یہ تفسیر لکھتے ہیں کہ اِنِّی مُمِیْتُکَ حَتْفَ اَنْفِکَ ۔(کسی چوٹ سے یا گرنے سے یا کسی وجہ سے جو وفات ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ وفات اس کے لئے تَوَفّی کا لفظ نہیں آتا۔بلکہ جو وفات طبعی موت سے وفات دی ہو وہی موت ہے جہاں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔فرمایا)”ہاں یہ اشارہ آیت کے تیسرے فقرہ میں کہ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ہے اور بھی زیادہ ہے۔غرض فقرہ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جیسا کہ تیسرے مرتبہ پر بیان کیا گیا ہے ایسا ہی ترتیب طبعی کے لحاظ سے بھی تیسری مرتبہ پر ہے“۔(یعنی مَیں تجھے پاک کروں گا۔بچاؤں گا ان لوگوں سے)۔”کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰؑ کا موت طبعی کے بعد نبیوں اور مقدسوں کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوگیا۔تو بلاشبہ وہ کفار کے منصوبوں اور الزاموں سے بچائے گئے اور چوتھا فقرہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ جیسا کہ ترتیباً چوتھی جگہ قرآن کریم میں واقعہ ہے ایسا ہی طبعاً بھی چوتھی جگہ ہے۔کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے متبعین کا غلبہ ان سب امور کے بعد ہوا ہے۔سو یہ چار فقرے آیت موصوفہ بالا میں ترتیب طبعی سے واقعہ ہیں“۔(یہ قدرتی ترتیب ہے)”اور یہی قرآن کریم کی شان بلاغت سے مناسب حال ہے۔کیونکہ امور قابل بیان کا ترتیب طبعی سے بیان کرنا کمال بلاغت میں داخل اور عین حکمت ہے“۔(قرآن کریم کی یہی شان ہے اور یہی اس کی بلاغت ہے اور یہی اس کا حکیم ہونا ہے یہ حکمت کی باتیں کرنا ہے کہ اس میں ترتیب پائی جاتی ہے ہر چیز میں)۔”اسی وجہ سے ترتیب طبعی کا التزام تمام قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔سورۃ فاتحہ میں ہی دیکھو کہ کیونکر پہلے ربّ العَالَمِیْن کا ذکر کیا پھر رَحْمٰن، پھر رَحِیْم پھر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن اور کیونکر فیض کے سلسلہ کو ترتیب وار عام فیض سے لے کر اخصّ فیض تک پہنچایا“۔(ایک عام فیض ہے جو ہر ایک کے لئے ہے اور ایک خاص فیض ہے جو خاص لوگوں کے لئے ہے)۔فرمایا”غرض موافق عام طریق کامل البلاغہ قرآن کریم کی آیت موصوفہ بالا میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں“۔(قرآن کریم جو ہے جو ایسی کامل کتاب ہے، فصاحت و بلاغت کا منبع ہے وہ اس کا جو عام طریق ہے اس کے مطابق ہی یہ ترتیب بھی بیان ہوئی ہے)۔فرمایا کہ”آیت موصوفہ بالا میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں لیکن حال کے متعصب مُلّا جن کو یہودیوں کی طرز پر یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ “(یعنی الفاظ کو اپنی جگہ سے ادل بدل دیتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)”کی عادت ہے اور جو مسیح ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے بے طرح ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور کلام الٰہی کی تحریف وتبدیل پر کمر باندھ لی ہے وہ نہایت تکلّف سے خدا تعالیٰ کی ان کی چار ترتیب وار فقروں میں سے دو فقروں کی ترتیب طبعی سے منکر ہو بیٹھے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ اگرچہ فقرہ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور فقرہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ بترتیب طبعی واقع ہیں۔لیکن فقرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور فقرہ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ترتیب طبعی پر واقع نہیں ہیں“۔(پہلے دو فقرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور پھر فرمایا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ ……جو آخر میں فرمایا۔یہ فقرے تو کہتے ہیں ترتیب کے لحاظ سے ٹھیک ہیں۔لیکن مُتَوَفِّیْکَ اور رَافِعُکَ اِلَیَّ یہ ترتیب صحیح نہیں ہے)۔”بلکہ دراصل فقرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ موخر اور فقرہ رَافِعُکَ اِلَیَّ مقدم ہے“۔(یعنی ان کے خیال میں مُتَوَفِّیْکَ بعد میں آنا چاہئے تھا اور رَافِعُکَ اِلَیَّ وہ پہلے ہونا چاہئے تھا اور ہے)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”افسوس کہ ان لوگوں نے باوجود اس کے کہ کلام بلاغت نظام حضرت ذات احسن المتکلّمین جلّ شانہ کو اپنی اصل وضع اور صورت اور ترتیب سے بدلا کر“(یعنی یہ جو کلام ہے بلا بلیغ کلام جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو سب کلام کرنے والوں سے زیادہ خوبصورت کلام کرتا ہے اور جو بڑی شان والا ہے۔اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس کو)”اپنی اصل وضع اور صورت اور ترتیب سے بدلا کر مسخ کر دیا“۔(ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو تو مسخ کر دیا)”اور چاروں فقروں میں سے دو فقروں کی ترتیب طبعی کو مسلّم رکھا اور دو فقروں کو دائرہ بلاغت اور فصاحت سے خارج سمجھ کر اپنی طرف سے ان کی اصلاح کی۔یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کیا“۔(دو کے بارہ میں تو کہہ دیا کہ ان کی ترتیب بڑی ٹھیک ٹھاک ہے۔اور جہاں اپنی دلیل چونکہ نہیں بنتی تھی اس لئے ان کی ترتیب بدل دی۔ جو پہلے تھا اس کو بعد میں کر دیا اور جو بعد میں تھا اس کو پہلے کر دیا)۔”مگر باوجود اس قدر یہودیانہ تحریف کے پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ فقرہ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ فقرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ پر مقدم سمجھنا چاہئے تو پھر بھی اس سے محرفین کا مطلب نہیں نکلتا۔کیونکہ اس صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اے عیسیٰ مَیں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور وفات دینے والا ہوں اور یہ معنی سراسر

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

غلط ہیں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آسمان پر ہی وفات ہو۔ وجہ یہ کہ جب رفع کے بعد وفات دینے کا ذکر ہے اور نزول کا درمیان کہیں ذکر نہیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آسمان پر ہی حضرت عیسیٰؑ وفات پائیں گے۔ ہاں اگر ایک تیسرا فقرہ اپنی طرف سے گھڑا جائے اور ان دونوں فقروں کے بیچ میں رکھا جائے اور یوں کہا جائے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ رَافِعُکَ وَمُنَزِّلُکَ وَمُتَوَفِّیْکَ تو پھر معنی درست ہو جائیں گے۔ مگر ان تمام تحریفات کے بعد فقرات مذکورہ بالا خدا تعالیٰ کا کلام نہیں رہیں گے بلکہ بباعث دخل انسان' (جو انسان نے اس میں دخل دیا ہے اس کی وجہ سے)'' اور صریح تغیر و تبدیل و تحریف کے اسی محرف کا کلام متصور ہوں گے جس نے بے حیائی اور شوخی کی راہ سے ایسی تحریف کی ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کارروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہوگی''۔

(ازالہ اوہام ۔ روحانی خزائن ۔ جلد 3 صفحہ 606 تا 609)

پھر آپ ابن عباسؓ کی تفسیر کو سامنے رکھ کر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''تفسیر معالم کے صفحہ 162 میں زیر تفسیر آیت یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ لکھا ہے کہ علی بن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اِنِّیْ مُمِیْتُکَ یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں اس پر دوسرے اقوال اللہ تعالیٰ کے دلالت کرتے ہیں''۔ (یعنی یہ جو بات ہے اس کی تشریح اللہ تعالیٰ کے جو اپنے قول ہیں، قرآن میں بیان ہوئے وہ ان پر دلیل ہیں) جیسا کہ فرمایا ''قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ (السجدہ:12) (یعنی تو کہہ دے کہ موت کا جو فرشتہ تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں وفات دے گا اور پھر فرمایا) '' اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ '' (النحل:33) (یعنی وہ لوگ جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں۔ اور پھر فرمایا) ''اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ'' (النحل:29) (جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں)۔'' غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ '' اور ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے'' (ان کی تفسیر قرآن کے بارہ میں)۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ224-225)

یہ صرف تین آیات نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان کیا ہے کہ قرآن شریف میں اول سے آخر تک جس جس جگہ توفی کا لفظ آیا ہے ان تمام مقامات پر تَوَفِّی کے معنی موت ہی لئے گئے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپؑ بڑے زوردار الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن شریف سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اگر حضرت عیسیٰؑ حقیقت میں موت کے بعد پھر جسم کے ساتھ اٹھائے گئے تھے تو قرآن شریف میں عبارت یوں چاہئے تھی یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ ثُمَّ مُحْیِیْکَ ثُمَّ رَافِعُکَ مَعَ جَسَدِکَ اِلَی السَّمَآءِ یعنی اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا، پھر زندہ کروں گا، پھر تجھے تیرے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھاؤں گا۔ لیکن اب تو بجز مجرد رَافِعُکَ کے جو مُتَوَفِّیْکَ کے بعد ہے کوئی دوسرا لفظ رَافِعُکَ کا تمام قرآن شریف میں نظر نہیں آتا جو ثُمَّ مُحْیِیْکَ کے بعد ہو۔ اگر کسی جگہ ہے تو وہ دکھلانا چاہئے''۔ فرمایا ''میں بدعویٰ کہتا ہوں کہ اس ثبوت کے بعد کہ حضرت عیسیٰ فی الحقیقت فوت ہو گئے تھے۔ یقینی طور پر یہی ماننا پڑے گا کہ جہاں جہاں رَافِعُکَ یا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ہے اس سے مراد ان کی روح کا اٹھایا جانا ہے جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ ضروری کو چھوڑ کر غیر ضروری کا خیال دل میں لانا سراسر جہل ہے''۔ (ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 235)

جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم اول سے آخر تک اسی بات سے بھرا پڑا ہے۔ تئیس (23) آیات درج فرمائی ہیں جہاں توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور وہاں وفات ہی مراد لی گئی ہے۔

پھر ازالہ اوہام میں ہی ایک جگہ آپ نے 30 آیات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ۔ازالہ اوہام ۔ جلد 3 صفحات 423 تا 438)

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وسیع لٹریچر چھوڑا ہے جس میں قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ثابت کی ہے۔ سو یہ مسلمانوں کے لئے دلیل کے ساتھ بڑے کھلے اور واضح ثبوت ہیں۔ اور عیسائیوں کے لئے ان کی کتاب سے حضرت عیسیٰؑ کا انسان ہونا ثابت کر کے اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہونے کی حیثیت سے ان کے رفع روحانی کو ثابت کیا ہے، نہ کہ خدا یا خدا کا بیٹا ہونا جس نے عیسائیت کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر ہونے اور کسی وقت نازل ہونے کا جو ان کا باطل اور جھوٹا نظریہ ہے اس سے توبہ کر کے مسیح محمدی جو عین اپنے وقت پہ مبعوث ہوا اس کی پیروی کریں اور آنحضرت ﷺ کی بات کو پورا کرتے ہوئے اس تک آپ کا سلام پہنچائیں اور اس کی وجہ سے پھر وہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں گے۔

احمدی بھی یاد رکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جو حق و باطل کے معرکے میں دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں۔

یہ چند ایک اقتباسات ہیں جو میں نے اس معاملے میں پڑھے ہیں۔ بے شمار اور ہیں، اگر ان کو پڑھنا شروع کیا جائے تو کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔ علاوہ اور مضامین کے اس میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور روحانی رفع کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال ہوتا ہے۔ یہاں جن کی اٹھان اٹھی ہوئی ہے۔ جو اس ماحول میں زیادہ رچ بس گئے ہیں کہ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بہت مشکل ہیں اس لئے اس کی بجائے اپنے طور پر اپنے لوگوں کے لئے جو یہاں پڑھے لکھے ہیں ان کے لئے لٹریچر بنانا چاہئے۔ بے شک اپنا لٹریچر پیدا کرنا چاہئے لیکن اس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب و اقوال پر ہی ہوگی اور آپ کے کلام پر ہی ہوگی۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ مشکل ہے اس لئے ان ملکوں کے جو لوگ ہیں یا جو بچے ہیں یا نوجوان ہیں وہ براہ راست یہ لٹریچر یا کتب نہیں پڑھ سکتے۔ یہ کتب صرف پاکستان یا ہندوستان کے لئے لکھی گئی تھیں۔ یہ غلط سوچ ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دی جانی چاہئے اور یہ بڑوں کا کام ہے کہ دیں۔ اور اسی طرح ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظاموں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دلائیں۔ یہ بات غلط ہے کہ کیونکہ یہ مشکل ہے اس لئے ہم نہ پڑھیں۔ آہستہ آہستہ پھر بالکل دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں جو عظمت و شوکت ہے وہ ان کا خلاصہ بیان کر کے یا اس میں سے اخذ کر کے نہیں پیدا کی جا سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو کتب ہیں ان کے اقتباسات مختلف عناوین کے تحت انگلش میں بھی Essence of Islam کے نام سے پانچ والیومز (Volumes) میں ٹرانسلیشن ہو گئے ہیں اور مزید بھی ہو رہے ہیں۔ ان کو انگریزی دان طبقے کو پڑھنا چاہئے۔ گو کہ اصل الفاظ میں اور ترجمہ میں بھی بڑا فرق ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ترجمہ اصل الفاظ کے قریب ترین رہتا ہے اور جن کتب کے مکمل ترجمے ہو چکے ہیں وہ کتب بھی ہر احمدی گھر میں ہونی چاہئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ جلد ہی براہین احمدیہ کا بھی ترجمہ ہو کے آ جائے گا۔ تو جو لوگ انگریزی میں پڑھنے والے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو خریدیں اور پڑھیں اور ان سے دلیلیں لیں اور اپنے مخالفین کو دلائل سے قائل کریں اور جتنے اُردو پڑھنے والے ہیں ان کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مکمل سیٹ رکھنا چاہئے۔ اب نئی کتب چھپ رہی ہیں جو کمپیوٹر پہ نئی کمپوز ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ جلسہ تک کچھ جلدیں آ بھی جائیں گی تو احمدیوں کو جن کے گھروں میں کتب نہیں ہیں ان کو بھی خریدنا چاہئے۔ میں نے گزشتہ ایک خطبہ میں بیان کیا تھا کہ ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر یا بعض صفات پر آپ کی بیان کردہ جو تفسیریں تھیں ان پر غور کر کے اب مجھے قرآن کریم کی سمجھ آنی شروع ہوئی ہے۔ تو قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

قرآن کو یاد رکھنا

قرآن مجید کے متعلق خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ارشادات سے انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قرآن کی اصل غرض

✿......''اصل غرض قرآن کی تو تقویٰ اور اعمال صالحہ، خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی، خود پسندی اور خود رائی، عجب، بدنظری، دنیا پرستی سے بچنا ہے''۔

(حقائق الفرقان جلد2 صفحہ128)

قرآن شریف عزت عطا کرتا ہے

✿......''مَیں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔ اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم از کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے...... اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو...... بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ (ہے)۔ قرآن شریف!''

(حقائق الفرقان جلد2 صفحہ57)

قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو

✿......''مَیں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے...... ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ **قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو**''۔

(حقائق الفرقان جلد3 صفحہ342)

✿✿✿✿✿✿

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ترجمہ سیکھیئے!

✿......''ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ **ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو**۔ اگر ہم کبڈی کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم دوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی اگر ہم قرآن شریف کی تعلیم اور اس کے مطالب کو سمجھنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض چیزوں میں رشک جائز ہوتا ہے اور انہی جائز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی معاملات میں، نیکی اور تقویٰ کے امور میں اور اعمال صالحہ کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے''۔

(انوار العلوم جلد16 صفحہ 438)

تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہئے

✿......''قرآن شریف ایک جامع کتب ہے اس میں سے سب کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ تدبیر اور غور سے پڑھا جائے۔ دیکھو میں چونکہ صحت کا کمزور تھا اور شروع سے ہی مدرسہ میں میرا لحاظ کیا جاتا تھا۔ اس لئے پرائمری سے انٹرنس تک میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ مگر میں نے صرف قرآن مجید پڑھا۔ فلسفہ، منطق وغیرہ میں نے نہیں پڑھا۔ مگر اب تک میں خدا کے فضل سے اور صرف قرآن مجید پڑھنے کے باعث ہر ایک بڑے انسان سے، غیر مذاہب کے پیشواؤں سے، بڑے بڑے لیکچراروں اور مدبروں سے گفتگو کرنے پر کبھی نہیں جھجکا اور نہ کسی بڑے سے بڑے لیکچرار، پرنسپل، بشپ تک نے میرے سامنے کبھی گفتگو کی جرأت کی...... مگر یہ میرے ذہن کی کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ میرے پاس قرآن کی تلوار ہے۔ **پس اگر تم بھی قرآن، حدیث اور احمدیت کی کتابیں پڑھو گے تو پتہ لگے گا کہ اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے...... تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہئے''۔**

(انوار العلوم جلد نمبر12 صفحہ 556)

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریقہ

✿......''**قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔** بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے۔ اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی۔ اگر تین دن بھی نہ آ سکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آ سکیں تو ایک دن ہی سہی۔ مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو''۔

(انوار العلوم جلد نمبر10 صفحہ 92)

خدا کا مقرب بننے کا ذریعہ

✿......''ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ **خواہ کوئی اسی برس کا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی قرآن کریم کے پڑھنے اور معنی سیکھنے کی کوشش کرے۔** کون کہتا ہے کہ بڑی عمر میں پڑھا نہیں جاتا۔ جس طرح وہ دنیا کے کاموں میں محنت کرتے اور مشکلات اٹھاتے اور وقت صرف کرتے ہیں اگر اس کا نصف حصہ بھی قرآن شریف کے سیکھنے میں لگائیں تو سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ تو پڑھ لے۔ اور انسان با خدا انسان بنے نہ کہ میاں مٹھو بنے۔ قرآن شریف کے معنے نہ سمجھنا اور یونہی پڑھنا میاں مٹھو بننا ہے۔ پس تم ترجمہ سیکھو اور معنی اور مطلب سمجھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے.......... جب سیکھ جاؤ گے تو اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو گے۔ جب عمل کرو گے تو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤ گے''۔

(خطبات محمود جلد نمبر1 صفحہ 171)

✿✿✿✿✿✿

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

ساری جماعت کی ذمہ داری

✿......''مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہئے جب تک وہ بچہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے''۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 6/مارچ 1966ء)

قرآن کریم کی محض تلاوت کافی نہیں

✿......''مَیں ...... ہر احمدی مسلمان کو عموماً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی محض تلاوت کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ہمارا تعلق ہو۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کا اثر قبول کریں۔ یہ کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہے کہ آپ نے اس کی تلاوت کی اور اس کا آپ کو فائدہ پہنچ گیا۔ گو قرآن کریم سراپا برکت ہے۔ اس کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ تو برکت مل جائے گی۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وہ برکت نہیں ملے گی جس کے لئے قرآن کریم کا نزول ہوا تھا''۔

(خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 254)

موصی صاحبان و موصی صاحبات کا فرض

✿......''مَیں نے موصی صاحبان اور موصی صاحبات سے بھی کہا تھا کہ وہ کم از کم دو افراد کو ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم سکھائیں اگر ترجمہ نہ آتا ہو۔ اور اگر ترجمہ آتا ہو تو پھر اس کی تفسیر سکھائیں۔ قرآن کریم ناظرہ آنا چاہئے، اس کا ترجمہ آنا چاہئے اور اس کی تفسیر آنی چاہئے۔ غرض قرآن کریم کو سمجھنے کی قابلیت پیدا کرنی چاہئے''۔

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 690)

✿......''نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو اور اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے۔ قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم کے ترجمہ کی طرح ایسی نہیں کہ پڑھ لیا اور آ گیا اور کام ختم ہو گیا کیونکہ قرآن کریم میں تو علوم کے غیر محدود خزانے ہیں۔ اسی لئے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر موصی کو قرآن کریم کی تفسیر آتی ہو۔ دنیا میں ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آئے گا جو قرآن کریم کی پوری تفسیر جانتا ہو کیونکہ اس کتابِ مکنون سے نئے سے نئے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم مختلف علوم کی طرف راہنمائی کرتا ہے بہر حال قرآن کریم کی تفسیر کو پورے طور پر حاصل کر لینا تو ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے اور یہ فرض ہے ہر احمدی کا (خصوصاً نظام وصیت میں منسلک ہونے والوں کا) کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علومِ قرآنی کے حصول کی کوشش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالتا رہے۔ اگر موصی قرآن کریم سے غافل ہوں اور جاہل ہوں تو موصی ہونے کی بنیادی شرط کو پورا نہیں کر سکتے۔ **اس لئے ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو''۔**

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 561)

✿✿✿✿✿✿

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

قرآن کو محبت سے پڑھیں

✿......''محبت کے بغیر قرآن کریم اپنے معنی آپ کو نہیں دے گا۔ یہ ایک زندہ کتاب ہے۔ یہ کوئی مردہ کتاب تو نہیں۔ اور زندہ چیز یونہی بے وجہ مفت میں اپنی چیزیں نہیں لٹاتی پھرتی۔ جو اس سے پیار کرتا ہے اس کو فائدہ دیتی ہے۔ جو پیار نہیں کرتا اس کو نہیں دیتی۔ پس قرآن کریم کا اپنے پڑھنے والوں سے بھی یہی سلوک ہے۔ جو لوگ محبت کرتے ہیں قرآن ان کو نہ ختم ہونے والے تحفے دیتا چلا جاتا ہے۔ جو سرسری نظر سے بیکار سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ صرف سرسری سی ملاقات ہی ہوتی ہے''۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 111)

قرآن کریم تجوید کے ساتھ اور سمجھ کر پڑھیں

✿......''والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ **لیکن محض پُرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔** ایسے قاری اگر قرآن کریم کے معنی نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں، تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل رُوح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں **تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے خواہ تھوڑا پڑھا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ۔ مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھا جائے** اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے۔ اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے''۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ405)

ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے

✿......''ایک امر بہر حال یقینی اور قطعی ہے کہ جو کچھ بھی ہم نے ہدایت پانی ہے اسی کتاب سے پانی ہے۔ پس سب سے پہلے تو عبادت کے تعلق میں کلام الٰہی کا پڑھنا ایک بنیادی امر ہے جس کی طرف مَیں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے بہت کم ایسے خاندان ہیں جن میں روزانہ تلاوت ہوتی ہو۔ شاذ کے طور پر ایسے بچے ملیں گے جو صبح اٹھ کر نماز سے پہلے یا نماز کے بعد تلاوت کرتے ہوں اور یہ جائزہ فیملی یعنی خاندانوں کی ملاقات کے دوران مَیں نے لیا اور اکثر بچوں کو اس بات سے بے خبر پایا.......۔ **ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے** اور قرآن کریم سے دو باتیں لازم ہیں۔ ہدایت ہے مگر نہیں بھی

ہے۔ ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے ان کے لئے ’’ذٰلِکَ الْکِتٰبُ‘‘ دُور کی کتاب رہے گی جو بظاہر ان کے سامنے ہے مگر ان سے دور ہٹی رہے گی۔ تو جب تک یہ کتاب قریب نہ آئے اس دنیا کے مسائل حل نہیں ہو سکتے ......کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے۔ پس بچپن ہی سے اس بات پر زور دیں۔ ....اگلی نسلیں آپ کی ذمہ داری ہیں اور آئندہ صدی ان اگلی نسلوں کی ذمہ داری ہوگی۔ پس آج اگر آپ نے ان کو قرآن کریم پر قائم نہ کیا تو باقی ساری باتیں جو اس کے بعد بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے۔ مگر تلاوت کے ساتھ ان نسلوں میں، ان قوموں میں جہاں عربی سے بہت ہی ناواقفیت ہے، ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔

ترجمہ کے لئے مختلف نظاموں کے تابع تربیتی انتظامات جاری ہیں مگر بہت کم ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے جب مَیں ایسی رپورٹیں دیکھتا ہوں کہ ہم نے فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی یا فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی تو مَیں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس کلاس میں سارے سال میں بھلا کتنوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا اور جو فائدہ اٹھاتے بھی ہیں تو چند دن کے فائدے کے بعد پھر اس فائدے کو زائل کرنے میں باقی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہی بچے ہیں جن کو آپ نے قرآن کریم سکھانے کی کوشش کی۔ چند دن بعد ان سے پوچھ کے دیکھیں تو جو کچھ سیکھا تھا سب بھلا چکے ہوں گے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا ہی نہیں گیا کہ **قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا معنی نہیں رکھتا۔ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔**

وقتی طور پر فوائد تو ہیں لیکن ان فوائد کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ان کی دین سے محبت، دین کے لئے وقت نکالنا، دین کے لئے محنت کرنا ان کو گھیر کر قرآن کی طرف لے آئے۔ اگر یہ فائدہ نہ ہو تو وہ کوششیں بے کار ہیں............حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ رسول شکوہ کرے گا اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا۔ پس آپ وہ قوم نہ بنیں جن سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکوہ ہو کہ اے خدا! میری کہلانے والا، مراد کہلانے کا مضمون اس میں داخل ہے، میری کہلانے والی قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا مہجور کی طرح چھوڑ کر چلی گئی۔ ....

عبادت کی جان قرآن کریم ہے۔ عبادت سے پہلے بھی قرآن ہے یعنی تہجد کے وقت بھی جتنی توفیق ملے۔ قرآن کریم فرماتا ہے قرآن کی تلاوت کیا کرو اور عبادت کے دوران بھی تلاوت ہے اور عبادت کے بعد بھی تلاوت ہے۔

پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا، یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت نہیں ہو سکتی اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان، اکثر صدران، اکثر امراء بالکل غافل ہیں۔ ان کو بڑی بڑی مساجد دکھائی دیتی ہیں، ان کو بڑے بڑے اجتماعات نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے جوش سے اور ذوق وشوق سے لوگ دور دور کا سفر کر کے آئے ہیں اور چند دن ایک جلسے میں شامل ہو گئے۔ لیکن یہ چند دن کا سفر تو وہ سفر نہیں ہے جو سفر آخرت کے لئے ممد ہو سکتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زادِ راہ قرآن کریم ہے‘‘۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 592-594)

✿✿✿✿✿✿

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآن کریم کی تلاوت سمجھ کر کریں

’’ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم قرآن کریم پڑھنے کے لئے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھی ہوتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کے گرد حلقے بنا لیتے ہیں‘‘۔

(سنن ابی داؤد ۔ کتاب الوتر باب فی ثواب قراءۃ القرآن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ **جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔** اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔ ‘‘

(خطبات مسرور جلد نمبر3 صفحہ 565)

قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ حبل اللہ ہیں

’’اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔ اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

......ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی یا کون سی ہے جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا، قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیا۔ وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔ جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔ وہ رسّی تھی نبی کریم ﷺ کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لیے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ ان صحابہؓ نے اپنی زندگی کا یہ مقصد بنا لیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے باہر نہیں نکلنا اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد آپؐ کے پہلے چار خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں، ان کے توسط سے مسلمانوں نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی اور جب تک مسلمانوں نے اس رسّی کو پکڑے رکھا وہ صحیح راستے پر چلتے رہے۔ اور جب فتنہ پردازوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور انہوں نے فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اس رسّی کو کاٹنے کی کوشش کی تو ان کی طاقت جاتی رہی......‘‘

(مشعل راہ جلد نمبر5 حصہ سوم صفحہ 73-74)

قرآن کریم کو ایک مہجور کی طرح نہ چھوڑیں

’’......آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھائے اور کبھی بھی یہ آیت جو مَیں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ **ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ ’’جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے‘‘۔** ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں اور عزت اس وقت ہوگی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہوگا‘‘۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ نمبر3 صفحہ 132-133)

روزانہ قرآن کریم پڑھیں اور کلاسوں میں شامل ہوں

’’قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو پتہ لگے گا کہ ہم نے کیا کیا کچھ کرنا ہے، کیا کیا کچھ اللہ میاں نے ہمیں حکم دیئے ہیں، کیا تعلیم دی ہے۔ تو اس طرح آپ کو بہت سارے فائدے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اکثر بچے ہمارے جو دس سال سے اوپر کے ہیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھتے ہوں گے۔ اگر نہیں پڑھتے تو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روز کم از کم ایک رکوع پڑھا کریں اور کلاسوں میں بھی شامل ہوا کریں۔ خدام الاحمدیہ اگر کلاسیں لگاتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ نہیں لگاتی تو کلاسیں لگانی چاہئیں۔ تاکہ بچوں کو بتائیں تو جب آپ لوگ اس طرح تعلیم حاصل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے بہت مفید وجود بن جائیں گے، جماعت کا ایک بہت مفید حصہ بن جائیں گے‘‘۔

(مشعل راہ جلد نمبر5 حصہ2 صفحہ 165)

✿✿✿✿✿✿✿

ایک دن دُنیا میں گونجے گی یہی آوازِ حق

بند تُم نے کر دیئے جلسے جو پاکستان میں — اب منعقد شان سے ہوتے ہیں انگلستان میں
ہوں میسر جن کو پر اُڑ کر پہنچتے ہیں ضرور — اور جو بے پر ہیں رہتے ہیں اِسی ارمان میں
ایم ٹی اے کا ہو بھلا یہ زخمِ فرقت کی دوا — اِس کا حصہ خُوب ہے اس درد کے درمان میں
گھر میں ہر اِک احمدی کے جلوہ فرما ہیں حضور — تازگی آتی ہے اُن کو دیکھ کر ایمان میں
سلسلہ جلسوں کا امریکہ میں، کینیڈا میں بھی — پھر تسلسل جرمنی میں، چین میں، جاپان میں
نُورِ حق سے جگمگا اُٹھا ہے افریقہ بھی آج — سب پہ بازی لے گیا مہدیؑ کی وہ پہچان میں
الغرض میں نام گنواؤں تو کس کس ملک کا — سب کے سب باندھے گئے بیعت کے اک پیمان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت — وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں
جب بصد حسرت وطن کو الوداع کہنا پڑا — اِک توکل کے سِوا کُچھ بھی نہ تھا سامان میں
خوف کی حالت کو بدلا امن میں اللہ نے — ہم پہ اپنا ہاتھ رکھا اُس نے ہر بحران میں
دل مگر کُڑھتا ہے اب حالت تمہاری دیکھ کر — گِھر گیا پیارا وطن اک مستقل بحران میں
نفرتوں کی جھاڑیاں، ظلم و جفا کے خار ہیں — اور کُچھ باقی نہیں اس قریۂ ویران میں
جِس نے کیکر بوئے ہوں وہ آم کھائے کس طرح — لُوٹ اتنی تو نہیں اس عالمِ اِمکان میں
خوف اور وحشت کے سائے آج ہر چہرے پہ ہیں — گِھر گئی ناؤ تمہاری سر پھرے طوفان میں
مر گئے عیسیٰ مسیحؑ، ان کا رفع بھی ہو چکا — سچ بتاؤ کیا یہی لکھا نہیں قرآن میں
راز جو کھولا تھا مہدیؑ نے سوا سو سال قبل — اب ثبوت اس کے ملے ہیں وادیٔ قُمران میں
ایک دن دُنیا میں گونجے گی یہی آوازِ حق — ہم میں بھی وہ گونج ہے جو گونج ہے آذان میں
شعر اُمڈے ہی چلے آتے ہیں عؔرشی غیب سے — مَیں نے لکھی ہیں کئی نظمیں عجب وجدان میں

(ارشاد عرشی ملک۔ اسلام آباد پاکستان)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے ایمان افروز واقعات

(ریاض محمود باجوہ۔ ربوہ)

قرآن کریم ایک حیرت انگیز اور انقلاب آفریں کلام ہے جس نے کفر، جہالت، برائی، بغض وعناد، تعصب اور کبر وغرور کے اندھے کنوؤں اور تاریک گڑھوں کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑے لوگوں کو خدانما، قطب، غوث، ولی اور صوفی بنا کر زمینی سے آسمانی بنا دیا۔ اس مقدس کلام کی تاثیرات کا ذکر خداتعالیٰ نے متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے۔

فرماتا ہے: ''جب ان کافروں پر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو سچائی کے آنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے''۔

(سورۃ احقاف)

پھر فرمایا: ''اگر یہ قرآن کریم ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اسے دیکھتا کہ وہ (ادب سے) جھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا''۔ (سورۃ الحشر)

خود آنحضرت ﷺ کے بارے میں بخاری کتاب التفسیر میں یہ واقعہ درج ہے کہ آپؐ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے فرمائش کی کہ مجھے قرآن کریم سناؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ بھلا میں آپؐ کو کیا سناؤں۔ خود آپؐ پر تو قرآن اترا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بات یہ ہے کہ مجھ کو قرآن دوسرے شخص سے سننا اچھا لگتا ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی تھوڑی دیر بعد آپؐ نے فرمایا بس کر۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ جمع ہو جاتے۔ (سیر الصحابہ جلد اوّل صفحہ92)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بھی قرآن کریم ہوا کہ آپ گھر سے آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے تلوار سونت کر نکلے۔ رستہ میں نعیم بن عبداللہ ملے اور انہوں نے کہا عمر پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارا بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ آپ بہن کے گھر آئے اور بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے کہا عمر جو چاہو کر لو ہم اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بہن کی حالت دیکھ کر دل نرم ہوا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے اٹھا کر دیکھا سورۃ الحدید کی آیات تھیں۔ جنہوں نے عمرؓ کو مسخر کر لیا۔

(سیر الصحابہ جلداول صفحہ99,98)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات نے حضرت عمرؓ کے اندر ایک عظیم الشان حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ سیرت ابن اسحاق میں سورۃ طٰہٰ اور التَّکْوِیْر کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ کے حالات مطبوعہ سیر صحابہ جلد1 صفحہ 157,156 پر لکھا ہے کہ ''نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ قرآن پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ مَیں رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے جب سورۃ طور کی آیت آٹھ پر پہنچے تو بہت متاثر ہوئے اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ بظاہر بہت سخت طبیعت تھے لیکن جب قرآن کریم کی کوئی آیت یا حصہ آپ کے سامنے پڑھا جاتا تو فوراً آپ کا دل گداز پڑ جاتا۔

شعر چھوڑ دیئے

حضرت حسان بن ثابتؓ، عامرؓ بن اکوع، طفیل بن عمروؓ، اسود بن سریع، کعب بن زہیر اور عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ سب عرب کے مشہور شاعر تھے مگر قرآن مجید کے سامنے ان سب نے سرِنیاز خم کیا۔

لبیدؔ عرب کا ایک مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے ایک رکن تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا ''جب خدا نے مجھ کو بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں''۔

(سیرت النبی از علامہ شبلی جلد سوم صفحہ289)

علامہ شبلی نے عرب کے بعض ادیبوں، شاعروں اور سرداروں کے متعدد واقعات کا ذکر کیا ہے جن کو قرآن کریم کی تاثیرات روحانیہ نے متاثر کیا اور بعض کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا۔

ضماد ازدی

ضماد ازدی ایک صاحب تھے جو جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، وہ کفار و مشرکین مکّہ سے یہ سن کر کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانے ہو گئے ہیں آپؐ کے علاج کے لئے آئے۔ آپؐ نے مختصر سی حمد اور کلمہ شہادت پڑھا، وہ سن کر متحیر رہ گئے، تین دفعہ پڑھوا کر سنا، پھر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی اور جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں لیکن تمہارا کلام کچھ اور ہی ہے۔ یہ تو سمندر تک میں اثر کر جائے گا''۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل اور قریش کے دیگر اکابر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ محمدؐ کی تحریک روز بروز زور پکڑتی جاتی ہے۔ کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا چاہئے جو جادو، کہانت اور شعر کہنا جانتا ہوتا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کیا ہے؟ قریش کے سردار عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں، کہو تو میں جا کر دیکھوں۔ چنانچہ آستانہ نبویؐ میں آ کر اس نے صلح کی کچھ شرائط پیش کیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں سورۃ حٰم السجدہ پڑھنی شروع کی، کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ واپس پھرا تو چند روز تک گھر سے باہر نہیں نکلا۔ ابوجہل نے جا کر کہا ''کیوں عتبہ! محمدؐ کے یہاں کھانا کھا کر پھسل گئے''۔ عتبہ نے کہا ''تم جانتے ہو کہ مَیں سب سے زیادہ دولت مند ہوں، مجھ کو دولت کی طمع دامن گیر نہیں ہو سکتی، لیکن محمدؐ نے میرے جواب میں جو کلام پیش کیا وہ نہ شعر تھا، نہ کہانت، نہ جادو۔ مَیں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ انہوں نے جو کلام پڑھا اس میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی۔ میں نے ان کو قرابت کا واسطہ دیا کہ چپ ہو جائیں۔ مَیں ڈرا کہ تم پر عذاب نہ آ جائے۔ لوگوں نے کہا محمدؐ نے اپنی زبان سے عتبہ پر جادو کر دیا۔

ولید بن مغیرہ

ولید بن مغیرہ قریش میں بڑا دولت مند اور صاحب اثر تھا، وہ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں آیا اور فرمائش کی کچھ پڑھ کر سنایئے۔ آپؐ نے چند آیتیں پڑھیں، اس نے مکرر پڑھوا کر سنیں، آخر بے خود ہو کر بولا ''خدا کی قسم! اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے۔ اس نخل کی شاخوں میں پھل اور اس کا تنا بھاری ہے، یہ کسی انسان کا کلام نہیں''۔

بنو ذہل بن شیبان کے سردار مفروق کے سامنے آپؐ نے چند آیتیں پڑھیں تو گو وہ مسلمان نہ ہوا، مگر کلام الٰہی سے متاثر ہوا۔

نجاشی شاہ حبشہ

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہا ''خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں''۔

حضرت جبیرؓ بن مطعم

اس قسم کے اور بعض واقعات ابن اسحاق نے ''سیرت'' میں نقل کئے ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم اسیران بدر کو چھڑانے آئے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ طور کی ایک دو آیتیں سن لیں تو فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آیتیں پہنچ گئیں تو مسلمان ہو گئے۔

طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ نے آپؐ کو سورہ طارق پڑھتے سنا تو گو وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے مگر پوری سورہ ان کے دل میں گھر کر گئی۔ یعنی یاد ہو گئی۔

حبشہ کی جماعت

حبشہ سے بیس آدمیوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ آپؐ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ، حضرت ارقم بن ارقمؓ یہ تینوں اصحاب اسی کی کشش مقناطیسی سے کھنچ کر حلقہ اسلام میں آئے۔

(سیرت النبی شبلی جلد سوم صفحہ291,290)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم نیا ایڈیشن صفحہ450)

سورۃ اخلاص سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے سورۃ اخلاص سے محبت کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں امامت نماز کی کرتا تھا۔ نماز پڑھانے کے وقت جب کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا تو اس کو سورۃ اخلاص کے ساتھ۔ یعنی پہلے سورۃ اخلاص پڑھتا اور بعد اس کے کوئی اور سورۃ یا کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا اور ہر رکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔ دوسرے اصحاب اس معاملہ میں اس پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ کیا تو دوسری سورتوں کو کافی نہیں سمجھتا کہ اس سورۃ کو بہرحال ساتھ ملا ہی دیتا ہے اور بسا اوقات اسے کہتے کہ تو اس سورۃ کا بار بار ہر رکعت میں پڑھنا چھوڑ دے۔ وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا کہ تمہارا اختیار ہے کہ مجھے امام بناؤ یا نہ بناؤ۔ میں تمہاری امامت چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سورۃ شریف کا پڑھنا ترک نہیں کر سکتا۔ لوگ اس کو دوسرے سے افضل جانتے تھے اور بہرحال اس کو ہی امام بنانا پسند کرتے تھے۔ اس واسطے یہ جھگڑا اسی طرح سے رہا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے تجھے کون سی بات اس سے مانع ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کا کہنا مانے اور ہر رکعت نماز کے اندر تو نے سورہ اخلاص کا پڑھنا کس واسطے اختیار کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ مجھے یہ سورۃ پیاری لگتی ہے۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا پیار کرنا تجھے جنت میں داخل کر دے گا۔ فقط اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سورۃ شریف سے محبت کرنا خداتعالیٰ کی توحید سے محبت کرنا ہے''۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ558)

ہر حرف پر انگلی رکھتے

''شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک صوفی تھے وہ حافظ تھے اور قرآن شریف کو دیکھ کر بڑے غور سے پڑھتے۔ ہر حرف پر انگلی رکھتے جاتے اور اتنی اونچی آواز سے پڑھتے کہ دوسرا آدمی سن سکے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ کو تو قرآن شریف خوب آتا ہے۔ پھر آپ کیوں اس اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میری زبان، کان، آنکھ، ہاتھ سب خدا کی کتاب کی خدمت کریں''۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ305)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

''مجھے ایک دفعہ ایک نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا (سورۃ الفلق) سے کام لینے سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں لاہور گیا۔ میرے آشنا نے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور مَیں اس کے ساتھ ہو لیا۔ مگر نہیں معلوم کہ کہاں لئے جاتا ہے اور کیا کام ہے اس طرح بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔

میری چونکہ نماز عشاء باقی تھی۔ مَیں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ مجھے ایک موقعہ مل گیا کہ مَیں دعا کر لوں۔ خدا کی قدرت اس وقت مَیں نے اس سورۃ کو بطور دعا پڑھا اور باریک در باریک رنگ میں اس دعا کو وسیع کر دیا اور دعا کی کہ ''اے خدائے قادر و توانا تیرا نام فَالِقُ الْاِصْبَاحِ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ہے۔ مَیں ظلمات میں ہوں۔ میری تمام ظلمتیں دور کر دے اور مجھے ایک نور عطا کر کہ جس سے میں ہر ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آ جاؤں۔ تو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیّرہ اور برہان قاطع اور فرقان عطا فرما۔ مَیں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے تو تُو ان ظلمات کو مجھ سے دور کر کے وہ علوم مجھے عطا فرما اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضہ قدرت اور ربوبیت میں لے کر اپنی

قدرت کا کرشمہ دکھا۔ غرض اس وقت مَیں نے اس رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا کر سکتا تھا۔ بعدہٗ مَیں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کے واسطے تیار کیا گیا تھا وہ بخاری لے کر میرے سامنے بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا یہ مجھے آپ پڑھا دیں۔ وہ صلح حدیبیہ کی حدیث تھی۔ لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور کاملہ قدرت پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے۔ تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو۔ اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتے۔ ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی۔ وہی شخص ایک بار مجھے ملا اور کہا مَیں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ مَیں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی۔ حالانکہ اُس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی۔ غرض یاد رکھو خدا تعالیٰ بڑا قادر خدا ہے اور اس کے تصرفات بہت یقینی ہیں''۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 568,567)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

یہ کہانی 5/ستمبر 1898ء کو بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے سنائی کہ ایک بزرگ کہیں سفر میں جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے آیت پڑھ کر فرمایا تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو چوری چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔ چور کے دل پر اثر ہوا۔ اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا۔ یہاں تک اسے سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔ وہ کھانے کھا کر برتنوں کو جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جواب بڑا نیک بخت اور متقی ہو گیا تھا اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے اور آیت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے آیت پڑھی وہی آسمان اور زمین میں حق ہے۔ یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل پر بیٹھ گئی۔ پھر تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دے دی۔

(حیات احمد جلد اوّل صفحہ 198 مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی)

قلبی جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ قرآن کریم کی روحانی تاثیرات سے متاثر ہو کر اپنے قلبی جذبات و احساسات یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''مَیں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دلرُبا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی ...... مَیں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔

کیا پیارا نام ہے ۔مَیں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان یقین اور عرفان کی لہریں اُٹھتی ہیں''۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 34)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ؎

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

❁❁❁❁❁❁

تعارف و تبصرہ۔۔۔(ناصر پاشا۔لندن)

سہ ماہی ''ھو الشافی'' لندن

کچھ عرصہ پہلے تک جرمنی سے ایک رسالہ ''ھوالشافی'' کے نام سے وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا تھا تاہم بعد ازاں مختلف وجوہات کی بناء پر اس کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اب پانچ سال کے وقفہ کے بعد حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے اِسی نام سے یہ رسالہ لندن سے دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس مرتبہ یہ مفید کاوش مستقل ٹھہرے اور پہلے سے بڑھ کر نافع النّاس ثابت ہو۔

سہ ماہی رسالہ ''ھوالشافی'' کے پہلے شمارہ کے A5 سائز کے کُل 40 صفحات ہیں۔ اگرچہ بنیادی طور پر یہ رسالہ اردو زبان میں ہے لیکن انگریزی زبان میں چند صفحات بھی اس میں شامل ہیں۔ رسالہ کا ٹائٹل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس شعر سے مزیّن ہے:

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام ہے، یہی میری ذمہ داری ہے، یہی میرا فریضہ ہے اور یہی میرا طریق ہے۔

اِس خوبصورت پیشکش میں ایسی منتخب احادیث پیش کی گئی ہیں جن کا تعلق بیماریوں سے بچاؤ سے متعلق دعاؤں سے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ سے ایک اقتباس بھی اِس شمارہ کی زینت ہے جس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ''شافی'' صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہی سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی مخصوص طبیب یا ہسپتال کے بارہ میں خیال کیا جائے کہ وہاں جاؤں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ پھر ''مدر ٹنکچر'' کے کمالات سے متعلق ایک مختصر مضمون ہے۔ اس کے علاوہ شہد اور چائے اور بعض دیگر پھلوں اور سبزیوں کے بارہ میں معلوماتی مضامین بھی اِس رسالہ میں شامل ہیں۔ بہت سے ایسے مفید اور کارآمد ہومیوپیتھی کے نسخے بھی شامل اشاعت ہیں جن کی ضرورت عام طور پر ہر گھر میں ہو سکتی ہے۔ چونکہ اگلا شمارہ آنے سے قبل رمضان المبارک بھی آ چکا ہوگا اس لئے اِس حوالہ سے بھی دو صفحات مرتب کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامی نسخہ جات کے علاوہ مستقل کالم ''بزم شفاء'' میں ہومیو پیتھ اپنے تجربات کو بیان کرتے ہیں جو دیگر ہومیوپیتھی کے ماہرین نیز عوام النّاس کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ خواتین کی مخصوص بیماریوں اور بچوں کی بیماریوں کے حوالہ سے بھی چند صفحات اِس شمارہ میں شامل ہیں۔ انگریزی حصہ میں جو مضامین شامل اشاعت ہیں، اُن میں Homeopathic Nosodes کے علاوہ بچپن کے موٹاپے اور ڈپریشن میں تعلق، Bed Wetting اور ایک مختصر دلچسپ مضمون Was Charles Darwin a reluctant homeopath? بھی شائع ہوا ہے۔ الغرض اِس مختصر رسالہ کو مفید، نافع النّاس اور عام فہم رکھتے ہوئے نئی تحقیق سے ہم آہنگ بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

چونکہ نئے انتظام کے تحت شائع کیا جانے والا یہ پہلا رسالہ ہے اس لئے توقع ہے کہ آئندہ شماروں میں جب مزید ہومیو پیتھ اپنے تجربات سے دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے قلم اٹھائیں گے تو اِس رسالہ میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ مضامین کے تنوع میں بھی اضافہ ہوگا نیز خلق اللہ کی خدمت کی نئی راہیں بھی کھلیں گی۔ انشاءاللہ۔ اللہ کرے کہ اس بار اِس رسالہ کا اجراء مستقل ہو اور یہ پہلے سے بڑھ کر مفید ثابت ہو۔ آمین

اِس رسالہ کے مدیر رانا سعید احمد خان صاحب ہیں جبکہ ادارتی بورڈ میں ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب، ملک ہارون بابر صاحب، ملک ظفر منصور صاحب، ڈاکٹر مدیحہ رانا صاحبہ، بشیر احمد ناصر صاحب اور فرخ سلطان شامل ہیں۔ یہ رسالہ

Howashafi, 4 Kingswood Ave. Thornton Heath, Surrey CR7 7HR

سے شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں اپنے تجربات اور دلچسپ معلومات بھجوانے والے، نیز رسالہ کی خریداری میں دلچسپی رکھنے والے مذکورہ پتہ پر یا فیکس نمبر 0(44) 2083350518 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

e-mail کا پتہ یہ ہے:

howashafi@hotmail.co.uk

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: پیغام حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر 16

اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا۔ جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کے علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے''۔ (سیرت المہدی، بحوالہ الفضل 21/اکتوبر 1957ء صفحہ 6)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔

اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کُل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

اولاد نہیں ہے۔ اور وہ ایک ایسے شخص کو ملنے گیا تھا جو کہتا ہے کہ میں امام مہدی کا خلیفہ ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ وہ حقیقت میں امام مہدی ہے بھی یا نہیں، لیکن تو حق اور سچ کو اچھی طرح جانتا ہے۔ پس اگر وہ سچے امام مہدی ہیں تو میرے بچے کو مجھ تک بخیر وعافیت پہنچادے۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ کئی دن تک مسلسل یہ دعا کرتی رہیں یہاں تک کہ ایک دن ان کا بیٹا واپس آ گیا۔ اور انہوں نے آکر بتایا کہ جس جہاز پر آنے کے بارہ میں انہوں نے تار میں بتایا تھا اس پر سوار نہیں ہوسکے جسکی وجہ سے انہیں کئی دن تک عدن میں رک کر اگلے جہاز کا انتظار کرنا پڑا۔ اور انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ پہلے والا جہاز تباہ ہو چکا ہے۔ اس واقعہ کا میری پھوپھی کے دل پر گہرا اثر ہوا جس کی بنا پر انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔

قدیم مصری احمدیوں کے ساتھ یادیں

مصر کے اوائل احمدیوں میں سے ایک مکرم محمد بسیونی صاحب جماعت احمدیہ مصر کے صدر بھی تھے۔ ہم انکے گھر میں جاتے اور وہاں نماز جمعہ ادا کیا کرتے۔ آپ ایک عظیم انسان تھے۔ ہمیشہ ہماری تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس کا عجیب ملکہ دیا تھا کہ آپ خود ہی غیر محسوس طریق پر کوئی موضوع چھیڑتے پھر اس پر خود ہی اعتراضات کرتے اور ہمیں کہتے کہ اس کا جواب دو۔ اگر ہمیں جواب نہ آتا تو کہتے کہ فلاں فلاں جگہ پڑھ کے آؤ اور اگر اس کے بعد بھی کوئی کمی رہ جاتی تو وہ خود بتادیا کرتے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ یہ طریق تعلیم بہت مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ مجھے ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا خصوصًا یہ کہ جواب دینے کے لئے صحیح اسلوب تفکیر کیا ہے۔

علاوہ ازیں مکرم عبد الحمید خورشید صاحب بھی موجود تھے۔ ان کا بیٹا جلال الدین میرا ہم عمر تھا مکرم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ قادیان تشریف لے جانے والے پہلے مصری احمدی ہیں۔ آپ نے مجھے خود بتایا کہ 1936ء میں آپ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے تو عرض کی کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔

قادیان میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جب آپ کی مصر واپسی کا وقت آیا تو آفندی صاحب حضورؓ کے ساتھ الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس ملاقات میں حضورؓ نے انہیں فرمایا کہ مَیں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے کہ وہ آپ کو جلال الدین اور شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر آفندی صاحب کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ مصر واپس آنے کے چند ماہ کے بعد ہی ان کی بیوی حاملہ ہوئیں اور انہوں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے ہاں جلال الدین پیدا ہوگا۔ بعض احمدیوں خصوصًا مکرم محمد بسیونی صاحب مکرم محمود ذہنی صاحب وغیرہ نے انہیں کہا کہ شاید پہلے عائشہ پیدا ہوجائے اس لئے اتنے یقین کے ساتھ صرف لڑکے کی خبر لوگوں میں پھیلانا شاید مناسب نہ ہو۔ لیکن آپ کا حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر اس قدر پکا یقین تھا کہ آپ نے ان کو جواب دیا کہ جس ترتیب کے ساتھ حضورؓ نے مجھے بشارت دی ہے اسی ترتیب کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے ان کے ہاں جلال الدین پیدا ہوا پھر شمس الدین اور آخر میں عائشہ۔

جلال الدین میرا دوست تھا جس کی بعد میں بیس پچیس سال کی عمر میں اچانک وفات ہوگئی۔ ان کی وفات پر الحاج عبدالحمید خورشید صاحب نے صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی چنانچہ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔

شمس الدین اور عائشہ کے بارہ میں کوئی سلسلہ اخبار منقطع رہا لیکن ابھی کچھ عرصہ قبل مجھے پتہ چلا ہے کہ ان دونوں کی وفات ہوگئی ہے۔ جبکہ مصری احمدی مکرم عمرو عبدالغفار صاحب نے تحقیق کی تو انہیں پتہ چلا کہ مکرم عبدالحمید خورشید نے 80 سال کی عمر میں دوسری شادی کی تھی اور ان کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوئی۔ مکرم عمرو عبدالغفار صاحب ان کی دوسری بیوی اور بیٹے سے بھی ملے اور احمدیت کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ احمدی ہے۔

مصر میں جماعت کے لئے مشکل حالات

مکرم نور الحق تنویر صاحب مبلغ سلسلہ پچاس کی دہائی میں مصر میں عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے اور ان کی کوششوں نے مصر کی جماعت میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ میں اکثر انکے ساتھ رہتا تھا اور مجھے ان سے بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملا۔ دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے مرکز جماعت کی طرف سے مصر میں مبلغ بھجوانا ناممکن ہوگیا اور بلاد عربیہ میں صرف فلسطین میں مبلغ احمدیت مکرم چوہدری محمد شریف صاحب موجود رہے۔ لیکن مصر پر برطانوی تسلط کی وجہ سے نیز سفر کی صعوبتوں کے سبب ان کا بھی مصر میں آنا جانا ممکن نہ رہا تھا۔ 1952ء کے مصری انقلاب کے بعد حکومت نے تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کو تحلیل کر دیا اور اعلان کیا کہ ہر جماعت نئی رجسٹریشن کے لئے درخواست دے۔ اس وقت جماعت احمدیہ نے رجسٹریشن کے لئے دوبارہ درخواست نہ دی اور یوں نہ مرکزی طور پر جماعت رہ سکی اور نہ ہی مرکز جماعت قائم ہوسکا۔

حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ اور تو خط وکتابت یاد نہیں تاہم آپ کی طرف سے بیعت کے قبول ہونے کا خط 1957ء میں موصول ہوا۔

زبانیں سیکھنے سے شغف اور اس کی وجہ

مَیں جرمنی جانا چاہتا تھا اس لئے جرمن زبان بھی سیکھی اور جرمن رسالے خرید کر اکثر پڑھا کرتا تھا۔ گو میری بول چال اتنی اچھی نہیں تھی لیکن پڑھ کر اچھی طرح سمجھ لیتا تھا۔ مجھے زبانیں سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مَیں نے سکول کے زمانہ میں ہی فرنچ سیکھ لی تھی۔ علاوہ ازیں جرمن زبان باقاعدہ کورسز کے ذریعہ سیکھی۔ مصر میں پٹرول نکالنے والی اٹلی کی ایک کمپنی میں کام کے دوران مَیں نے دیکھا کہ اس کے اکثر ملازمین آپس میں اطالوی زبان بولتے ہیں اسی طرح ان کا ایک پرائیویٹ مقامی ریڈیو سٹیشن بھی تھا جس پر اطالوی زبان میں پروگرام نشر ہوتے تھے۔ چنانچہ سن سن کر مجھے ان کی زبان سیکھنے کا بھی شوق ہوگیا اور مَیں نے بازار سے کتاب خرید کر زبان سیکھنی شروع کر دی اور کچھ عرصہ بعد اچھا خاصا گزارا کرنے لگ گیا۔ اس کے علاوہ جب میں کینیڈا گیا تو انگریزی زبان بھی سیکھ لی۔

مجھے یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مختلف زبانیں بولنے والے تھے اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے اتباع کو بھی اللہ تعالیٰ خاص ملکہ عطا فرمائے گا اور ان کے لئے زبانیں سیکھنا آسان کردے گا۔ لہذا خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر اس یقین کی وجہ سے مجھے خدا نے یہ سب زبانیں سکھا دیں۔ لیکن جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے تو مکرم نور الحق تنویر صاحب نے بہت کوشش کی کہ مجھے سکھا دیں لیکن مجھے نہیں آسکی۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس کے جملوں کی بناوٹ زیادہ مشکل ہے اور قواعد کے اعتبار سے ان تمام زبانوں سے مختلف تھی جو مَیں نے سیکھی تھیں۔

حلمی شافعی صاحب کے ساتھ احمدیت تک کا سفر

1962ء سے 1967ء تک میں مصر میں پٹرول نکالنے والی ایک اطالوی کمپنی میں کام کرتا تھا۔ اسی کمپنی میں مکرم حلمی شافعی صاحب بھی کھدائی کے شعبہ میں ملازم تھے۔ جبکہ میں مشینوں کی نقل مکانی والے شعبہ

مکرم حلمی الشافعی صاحب

میں تھا۔ جب مشینوں کے ذریعہ ایک جگہ پر کھدائی ہو جاتی تو ہمارا شعبہ تمام مشینوں کو دوسری جگہ منتقل کر کے دوبارہ انسٹال (Install) کر کے دیتا تھا تا کہ کھدائی والے اپنا کام کرسکیں۔ کام کے بعد ہم اکثر کمپنی کے کلب میں ملتے جہاں شطرنج کھیلتے تھے۔ حلمی شافعی صاحب کہا کرتے تھے کہ مجھے آپ کی جس بات نے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ آپ اپنی گفتگو میں اپنے دیگر نوجوانوں کی طرح ادب سے گرے ہوئے الفاظ استعمال نہ کرتے تھے۔

بہر حال ہماری جان پہچان اور میل ملاپ میں اضافہ ہوتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہم ایک پندرہ روزہ تربیتی کورس میں شریک ہوئے جس میں تدریس بالغاں کے لئے ہمیں تربیت دی جاتی تھی۔ تعلیم بالغان تعلیم بچگان سے اس طرح بھی مختلف ہے کہ بچوں کو اکثر امور کا علم نہیں ہوتا اور تقریباً ہر چیز کو نئے سرے سے سیکھتے ہیں لیکن قرین قیاس ہوتا ہے کہ بالغین کو سکھائے جانے والے اکثر امور کے بارہ میں کچھ علم ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کچھ علم نہ بھی ہو۔ تاہم ہر دو امور کے بارہ میں طریق تدریس مختلف ہے۔ اس تربیتی کورس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جو کچھ ہم نے سیکھا اس کی عملی طور پر پریکٹس بھی کی جائے۔ لہذا ہم سب اس کورس میں شامل ملازمین تعلیم بالغاں کی کلاس کے طلباء کا کردار ادا کرتے اور ہم میں سے ایک کسی بھی موضوع پر لیکچر دیتا جس پر طلباء اعتراض بھی کرتے اسے روکتے ٹوکتے بھی اور مضمون کے بارہ میں متعدد سوالات بھی کرتے۔ اس سلسلہ میں میں نے اپنے لیکچر کا موضوع عیسائی نقطہ نظر سے بائبل اور تثلیث کا عقیدہ چنا۔ جب مَیں لیکچر دے رہا تھا تو عموماً یہی توقع تھی کہ جب اعتراضات اور سوالات ہوں گے تو ہم اس کورس میں سیکھے ہوئے طریقوں سے ان سوالات کو ڈیل کریں گے۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ دیگر ملازمین کو تو اس موضوع کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا تاہم مکرم حلمی الشافعی صاحب بہت مضطرب دکھائی دیئے اور بالآخر زچ ہو کر لیکچر کے دوران کہنے لگے: کیا تم ان باتوں کو مانتے ہو؟ اور بار بار اعتراض کرتے اور بات کاٹتے رہے۔ ان کو سب سے زیادہ اس بات پر غصہ تھا کہ مَیں مسلمان ہو کر کس طرح عیسائیوں کی طرح تین خداؤں کی بات کرتا ہوں اور کس طرح اس مضمون کو عیسائیوں کے اسلوب پر بیان کرتا ہوں۔ جبکہ مَیں نے مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مولانا ابوالعطاء صاحب کی تحریرات سے یہ سب کچھ اخذ کیا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے لیکچر میں تثلیث کے ردّ میں اسلامی نقطہ نظر سے دلائل بھی دیئے۔

چونکہ مکرم حلمی الشافعی صاحب کا تعلق ایک ٹھیٹھ دینی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد صاحب ازہر کے تعلیم یافتہ مولوی تھے۔ اس لئے میرے بیان کردہ امور میں ان کی دلچسپی بڑھی خصوصًا اس بارہ میں کہ میرے پاس ان امور کا علم کہاں سے آیا۔

حلمی صاحب مجھ سے عمر اور علم میں بڑے تھے شاید انہیں اس بارہ میں اس لئے بھی بہت تشویش تھی کہ عیسائیت کے بارہ میں مجھے کس طرح ان سب امور اور ان کے ردّ کا علم ہوگیا جبکہ انہیں اس بابت کچھ خبر نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں مجھ سے ان امور کے بارہ میں بحث کرنی شروع کردی۔ ان کے پاس سلفیانہ طریق کے بعض عقائد تھے جو انہوں نے بغیر سوچ وتفکیر کے حفظ کئے تھے۔ مثلاً یہ کہ نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے۔ ان کی تعریف کے مطابق رسول وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت عطا کی اور اس کی تبلیغ کا بھی

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

حکم دیا جبکہ نبی کو شریعت تو دی لیکن اسے تبلیغ کا حکم نہ دیا۔

اس پر میرا جواب یہ تھا کہ نبی اور رسول میں اس طرح کا فرق کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو رَسُوْلًا نَبِیًّا کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کیونکر ایسی شریعت دے سکتا ہے جس کی تبلیغ کا حکم نہ دے؟

حلمی الشافعی : تا کہ وہ نبی خود اس شریعت کی پیروی کرے۔

مصطفیٰ ثابت : وہ ایسی شریعت کو اپنے اتباع تک پہنچانے کی کوشش کیوں نہیں کرتا جسے وہ خود عملی طور پر اپنا چکا ہے۔

حلمی الشافعی: اس لئے کہ اس کے اتباع دوسرے نبی کی شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔

مصطفیٰ ثابت: ایسی صورت میں یہ نبی بھی دوسرے نبی کی شریعت کی پیروی کیوں نہیں کرسکتا؟

پھر یہ کہ جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل ایک دوسرے سے ملتے تھے تو کون کس کی شریعت کی پیروی کرتا تھا؟ کیا ہر ایک کی اپنی الگ شریعت تھی؟

اس طرح کے سوال حلمی صاحب کو بہت پریشان کرتے۔ کیونکہ انہوں نے اس طرح کے امور زبانی حفظ کئے ہوئے تھے اور ان پر عقلی نقطہ نظر سے کبھی بحث مباحثہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ وہ اس بات سے زیادہ زچ ہوتے کہ میں کم علم و کم عمر ہو کر ایسے سوال کرتا ہوں جن کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

بحث مباحثہ کرتے کرتے ہم وفات مسیح کے مسئلہ تک آپہنچے۔ حلمی صاحب کی میرے ساتھ ان موضوعات پر گفتگو میں دلچسپی بڑھنے کا ایک اور سامان یوں ہوا کہ انہی دنوں میں میرا ایک کلاس فیلو ہمارے ساتھ ہماری اسی کمپنی میں ملازم ہوگیا۔ اس نے حلمی صاحب کو بتا دیا کہ مصطفیٰ ثابت احمدی ہے۔ احمدیت کا تو انہیں علم نہیں تھا اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ شاید میں بہائی ہوں۔ اسی بات کی ٹوہ میں وہ مجھ سے بحث مباحثہ کرتے رہے تا میرے بارے میں انہیں حقیقت حال کا علم ہو؟

اسی اثناء میں مَیں نے اور میری بیوی نے سکاؤٹس کی ایک تنظیم کے تحت پورے مصر کا دورہ کیا جس کے بعد میری بیوی ہماری کمپنی میں بھی آئی جہاں وہ حلمی شافعی صاحب سے بھی ملی۔ حلمی صاحب نے انہیں کہا کہ مصطفیٰ ثابت میری پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ یہ شخص بہت اچھا ہے، نیک اور مہذب ہے، اعلیٰ اخلاق کا مالک ہے، اس میں صرف ایک ہی خرابی ہے کہ یہ احمدی ہے۔ اور مَیں اس وقت تک اس کی جان نہیں چھوڑوں گا جب تک یہ اسلام میں واپس نہ آجائے۔

میری بیوی نے جواب دیا کہ دیکھتے ہیں کون کس کو اپنی طرف لاتا ہے۔

ہماری بات چیت چلتی رہی اور 1967ء کا سن آگیا۔ مجھے اس وقت بہت خوابیں آتی تھیں۔ اور مَیں حلمی صاحب کو کہتا تھا کہ رؤیائے صالحہ نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک ہے۔ اس طرح یہ ایک طرح کی خدائی وحی ہے۔ لیکن وہ کہتے کہ یہ سب غلط باتیں ہیں۔ وحی ختم ہوگئی اور تمہارے رؤیا محض پراگندہ خوابیں ہیں۔

اس دوران میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہماری کمپنی کی جگہ پر اسرائیلی قبضہ ہوگیا ہے۔ اور اس رؤیا کی صداقت پر مجھے اتنا یقین تھا کہ میں نے اپنی تمام کتب یہاں سے منتقل کرنی شروع کردیں۔ جب حلمی صاحب چھٹی پر قاہرہ جانے لگے تو میں نے ان کے ہمراہ اپنی کتب کا آخری سیٹ بھجوا دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے اپنی خواب کی بنا پر خدشہ ہے شاید ہم دوبارہ نہ مل سکیں۔ حلمی صاحب فرمانے لگے کہ ہم ضرور ملیں گے اور جہاں تک تمہاری خوابوں کا تعلق ہے تو وہ اضغاث احلام ہیں۔

5؍ جون 1967ء کو حلمی صاحب چھٹی گزار کر واپس سیناء براستہ سویز آرہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب مَیں پہنچ کر مصطفیٰ ثابت کو بتاؤں گا کہ دیکھو تمہارا مزعومہ رؤیا محض پراگندہ خواب تھی۔ حلمی صاحب سویز تو پہنچ گئے لیکن آگے سیناء میں کمپنی کے ہیڈ کوارٹر جانے سے انہیں روک دیا گیا۔ انہیں بتایا گیا کہ وہاں پر اسرائیلی حملہ ہوگیا ہے۔ اس بات نے حلمی صاحب کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا۔ آپ قاہرہ واپس آگئے۔ لیکن روزانہ میرے گھر خیریت دریافت کرنے کے لئے آتے۔

مَیں سیناء میں پھنس کر رہ گیا۔ اس جگہ پر بہت بڑے بڑے ٹینک تھے جن میں خام تیل تھا۔ اسرائیل نے ان پر بمباری کی اور سب کو آگ لگ گئی۔ میں کئی دن وہاں محصور رہا کیونکہ واپسی کی کوئی صورت نہ تھی۔ بالآخر جب واپسی ہوئی تو اگلے دن حلمی صاحب ملنے آگئے۔ اور خدا کا بڑا شکر ادا کیا کہ مَیں خیر و عافیت سے واپس آگیا ہوں۔

حلمی صاحب بہت جلد اعتراض کرتے تھے۔ میں ان کی طبیعت کو سمجھتا تھا اس لئے ان سے الجھنے کی بجائے انہیں کتاب دیتا اور کہتا کہ اس کو پڑھیں اور جہاں اعتراض پیدا ہو وہاں کاغذ رکھ کر اعتراض لکھ دیں اور مَیں اس کا جواب دے دوں گا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی تو ایک دن انہوں نے وہ تمام کتب مجھ سے مانگیں۔ ان میں حلمی صاحب کے اعتراضات والے اوراق ابھی تک موجود تھے۔ ان کو پڑھ کر فرمانے لگے کہ اگر مجھے یہ نہ یقین ہوتا کہ یہ میری لکھائی ہے تو ضرور کہتا کہ کس غبی نے اس قسم کے اعتراضات لکھے ہیں۔

بہرصورت ہماری بات چیت چلتی رہی۔ اس دوران مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ حلمی صاحب ہمارے ساتھ جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے حلمی صاحب کو بھی بتا دیا اور مجھے بھی یقین ہو گیا کہ اب حلمی صاحب احمدیت قبول کرلیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے صدر جماعت مکرم محمد بسیونی صاحب سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ مکرم محمد بسیونی صاحب نے ان کے جملہ سوالات کے نہایت حکیمانہ اور شافی جواب عطا فرمائے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حلمی صاحب نے بیعت کرلی۔

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

الٰہی وعدوں کے آئینے جگمگا رہے ہیں
فرشتے فتح و ظفر کی نوبت بجا رہے ہیں
فضا کی نبضیں دھڑک رہی ہیں کہ ہر طرف سے
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
وہ آ رہے ہیں ، وہ آ رہے ہیں ، وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

ہوئے ہیں سرمست ایسے اک نام کی مہک سے
لہک رہے ہیں وہ خواب و الہام کی مہک سے
پھر ایک عیسیٰ نفس کے پیغام کی مہک سے
محبتوں کے سفر میں خوشبو لٹا رہے ہیں
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
وہ آ رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

خدا نے چاہا کہ پھر وہ بندوں پہ مہرباں ہو
ہوا کی لہروں کے دوش پر زندگی عیاں ہو
رہے نہ عذر شنید کوئی جو حق بیاں ہو
صدائے لبیک سے قیامت جگا رہے ہیں
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
وہ آ رہے ہیں ، وہ آ رہے ہیں ، وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

وہ دل بکف آ رہے ہیں شام و عرب سے دیکھو
اُٹھے ہیں وہ سیل بن کے شرق و غرب سے دیکھو
فلک ہے مصروف کار نصرت میں کب سے ۔ دیکھو
قدم قدم پرزمیں پہ سجدے بچھا رہے ہیں
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

عدو گرفتار دام خود ہو کے محو ماتم
خدا نے اپنے تمام وعدے نبھائے پیہم
ازل سے ہے پُر فشاں جہاں میں اُسی کا پرچم
اُسی کے پرچم کے سائے میں گیت گا رہے ہیں
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

سعید فطرت کو حرف ابجد نشانِ مولیٰ
جلوس ابرار کی یہ آمد نشانِ مولیٰ
ہمارا دلبر ، ہمارا مرشد نشانِ مولیٰ
ہم اپنے مرشد کی لو سے شمعیں جلا رہے ہیں
یہ راستے منتظر تھے جن کے وہ آ رہے ہیں
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

———— (جمیل الرحمٰن)

خطبہ جمعہ

قطعی اور یقینی یہی امر ہے کہ حضرت مسیح بِجَسَدِہِ الْعُنْصَرِی آسمان پر نہیں گئے بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بیٹھا سمجھنے کی بجائے جو عیسائیوں کا نظریہ ہے، آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپ کی اُمّت میں سے آنے والے کو ہی مانیں کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان بلند ہوتی ہے۔

قرآن شریف میں ہر ایک جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔ تمام مومنوں اور رسولوں اور نبیوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوتا ہے۔ اور کافر کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز-فرمودہ 10/جولائی 2009ء بمطابق 10/وفا 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے لفظ رَفع اور اس کے معانی کا ذکر کیا تھا اور یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ان آیات کی تفسیر فرمائی ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق میں رَافِعُکَ اِلَیَّ یا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کا ذکر آتا ہے اس کا خداتعالیٰ کی قدوسیت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقی مطلب کیا ہے؟ اس مضمون کو آگے چلاتے ہوئے مَیں آج یہ بیان کروں گا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی قرآن کریم میں کسی نبی کے بارہ میں اس قسم کے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کا ذکر ملتا ہے۔ جس سے اس نبی کے بارہ میں بھی مع جسد عنصری آسمان پر جانے کے واقعہ کو منطبق کیا جا سکتا ہو۔

اس سلسلہ میں قرآن کریم کی ایک آیت ہے جو حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یہ سورۃ مریم کی آیات 57-58 ہیں کہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا(مریم :57-58) اور اس کتاب میں ادریس کا ذکر بھی کر۔ یقیناً وہ بہت سچا (اور) نبی تھا اور ہم نے اس کا ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔

اب دیکھیں ان آیات میں حضرت ادریس علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ مقام دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں تو لکھا ہے کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہ خداتعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ لیکن حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کہ ہم نے اسے ایک بلند مقام پر اٹھا لیا۔ پس مسلمانوں کو تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور اب جبکہ خداتعالیٰ کے برگزیدہ اور امام الزمان نے خداتعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ تمام معاملہ جو ہے، آسمان پر جانے کا وہ روز روشن کی طرح کھول دیا ہے کہ تمام انبیاء کا رفع ہوتا ہے اور روحانی ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی رفع ہوا اور وہ روحانی رفع تھا۔ اور یہ جو قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع کا دو آیات میں ذکر کیا گیا ہے یہ خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا اور اس سیاق و سباق کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام لگایا تھا کہ جو صلیب پر چڑھتا ہے وہ لعنتی موت مرتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اس الزام سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بری کرنے کے لئے قرآن کریم میں یہ فرمایا کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قدرتی موت دی اور اس کی طرف رفع ہوا۔

عیسائیوں کے پاس تو اس کی کوئی دلیل نہیں تھی اور ویسے بھی عیسائیت میں بعد میں بہت کچھ متن میں تحریف ہوئی اور ردّ و بدل ہوئی اور تثلیث کا نظریہ پیش کیا گیا اور انہوں نے اس چیز کے زیر اثر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعنتی موت مرنے کو، صلیب پر مرنے کو، کفّارہ کا نام دے دیا اور پھر یہ نظریہ قائم کیا کہ پھر آپؑ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے اور خداتعالیٰ کے ساتھ بیٹھ کر آسمان پر خدائی امور سرانجام دے رہے ہیں اور آخری زمانہ میں دنیا میں عدالت لگانے کے لئے آئیں گے اور جو بھی اس وقت تین خداؤں پر یقین نہیں رکھے گا وہ پکڑا جائے گا۔ بہرحال یہ آج کل کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر خدائی امور کو انجام دینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسلمانوں میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع جسمانی سمجھ کر آخری زمانہ میں ان کے اترنے اور خونی مہدی کے ساتھ مل کر دنیا کو مسلمان کرنے کی باتیں کی جا رہی ہیں اور یہ نظریہ قائم ہے۔ اس ضمن میں مَیں بتا دوں کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے ایران کے صدر کا ذکر کیا تھا کہ ان کا بھی یہ نظریہ ہے۔ وہ ایک اردو اخبار کی خبر تھی جس سے یہ غلط تاثر ملا تھا۔ گو کہ انہوں نے کہا یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی میں یہ تعلیم نہیں دیتے رہے لیکن مَیں نے انگریزی خبر کا جو اصل حوالہ نکالا ہے جس کا اخبار والوں نے اردو میں ترجمہ کیا تھا اس میں آگے جا کے پھر یہی لکھا ہے کہ جب وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور مہدی کے ساتھ مل کر کام کریں گے تو پھر اصلاح ہو گی۔ بہرحال مسلمانوں کا جو بھی نظریہ ہے وہ انہوں نے پیش کیا ہے۔ اور مسلمان جو ہیں ان میں سے اکثریت یہی نظریہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری زمانہ میں آئیں گے اور خونی مہدی کے ساتھ مل کر دنیا کو مسلمان بنائیں گے اور جو مسلمان نہیں ہو گا اس کو قتل کیا جائے گا۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانہ کے امام اور مسیح الزمان کو مان کر اس ظالمانہ خونی انقلاب کا حصہ بننے سے بچے ہوئے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بائبل کیا کہتی ہے وہ بھی پیش کر دوں تا کہ اس حوالے سے بھی ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا موازنہ ہو جائے۔ بائبل حضرت عیسیٰ کے بارہ میں تو کہتی ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔ لیکن حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں بھی پیدائش باب 5 آیت 24 میں لکھا ہے کہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا۔ کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا۔ یہ بائبل کے الفاظ کا اردو ترجمہ ہے اور انگریزی بائبل میں بھی اسی طرح کے ملتے جلتے الفاظ ہیں کہ ’’For God took him‘‘۔

پس اگر بائبل میں مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بارہ میں لوقا باب 24 آیت 51 میں لکھا ہے۔ تو ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں بھی جنہیں بائبل حنوک کہتی ہے، اوپر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ اگر اوپر اٹھایا جانا خدا بننے کا معیار ہے تو حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس معیار پر پورا اترتے ہیں اور اگر ادریس علیہ السلام وہ مقام حاصل نہیں کر سکے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت بھی ثابت نہیں ہوتی۔

جہاں تک قرآن کریم کا سوال ہے تو قرآن کریم کی جو آیت مَیں نے ابھی پڑھی ہے اس میں

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت زیادہ شاندار رفع کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ پس بائبل اور قرآن دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی کسی نبی کے اس طرح اٹھائے جانے کا ذکر ہے اور یہ بات اس چیز کا ردّ کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی غیر معمولی ہستی یا شخصیت تھے یا ان کا کوئی غیر معمولی مقام تھا۔ عیسائی اب نہیں مانتے اور عیسائیت کی تعلیم اتنی توڑی مروڑی جا چکی ہے کہ انہوں نے تو نہیں ماننا لیکن جو مسلمان ہیں ان کو تو اس آیت سے راہنمائی لینی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا تو یہ وعدہ ہے اور ایک سچا وعدہ ہے اور قیامت تک سچا رہے گا کہ قرآن کریم کی تعلیم میں کبھی بھی تحریف نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کے سامان فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کے لئے اپنے ایک برگزیدہ کو بھیج دیا تو اس وقت پھر کوئی بھی تو جواز نہیں رہتا کہ غلط قسم کی تفسیریں اور تشریح کی جائے۔ یہاں مَیں ضمناً یہ بھی بتادوں کہ یہودی لٹریچر میں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو یہ حنوک کہتے ہیں ان کے بارہ میں کافی تفصیل موجود ہے اور واضح لکھا ہے کہ انہیں دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا لیکن جب دنیا گناہوں سے بھر گئی تو خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ بہرحال یہ تو یہودیوں کا نظریہ ہے۔

جہاں تک ہمارا سوال ہے ہم تو انہیں جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا خدا تعالیٰ کا سچا نبی سمجھتے ہیں۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے ایک بلند مقام عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ ہر نبی کو جب اس دنیا میں بھیجتا ہے تو اس دنیا میں بھی بلند مقام عطا فرماتا ہے جو اس کی روحانی بلندی کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ تا کہ دنیا کی اصلاح کر سکے اور جن لوگوں میں بھیجا گیا ہے ان کی اصلاح کر سکے۔ اور اگلے جہان میں بھی انبیاء کو ایک ارفع و اعلیٰ مقام ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا'' (یہ سورۃ مریم کی 58ویں آیت ہے۔)''یعنی ہم نے اس کو یعنی اس نبی کو عالی مرتبہ کی جگہ پر اٹھا لیا۔ اس آیت کی تشریح یہ ہے کہ جو لوگ بعد موت خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ان کے لئے کئی مراتب ہوتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس نبی کو بعد اٹھانے کے یعنی وفات دینے کے اُس جگہ عالی مرتبہ دیا۔ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے جو موت کے بعد ہوتا ہے۔ ورنہ یہ محذور لازم آتا ہے کہ وہ نبی مرنے کے لئے زمین پر آوے''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 385۔حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''افسوس ان لوگوں کو آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں یہ معنی بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں پہلے مُتَوَفِّیْکَ کا لفظ موجود ہے اور بعد اس کے رَافِعُکَ۔ پس جبکہ صرف لفظ رَافِعُکَ میں معنی موت لئے جاسکتے ہیں تو مُتَوَفِّیْکَ اور رَافِعُکَ کے معنی کیوں موت نہیں ہیں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 385 حاشیہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''قطعی اور یقینی یہی امر ہے کہ حضرت مسیح بجسدہ العنصری آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہیں۔ بھلا ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا موت کے بعد حضرت یحییٰؑ اور حضرت آدمؑ اور حضرت ادریسؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ وغیرہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں اٹھائے گئے تو پھر کیونکر معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے ان سب کو آسمانوں میں دیکھا۔ اور اگر اٹھائے گئے تھے تو پھر ناحق مسیح ابن مریم کی رفع کے کیوں اَور طور پر معنے کئے جاتے ہیں۔ تعجب کہ تَوَفِّی کا لفظ جو صریح وفات پر دلالت کرتا ہے جابجا ان کے حق میں موجود ہے اور اٹھائے جانے کا نمونہ بھی بدیہی طور پر کھلا ہے۔ کیونکہ وہ انہیں فوت شدہ لوگوں میں جا ملے جو ان سے پہلے اٹھائے گئے تھے۔ اور اگر کہو کہ وہ لوگ اٹھائے نہیں گئے تو مَیں کہتا ہوں کہ وہ پھر آسمان میں کیونکر پہنچ گئے۔ آخر اٹھائے گئے تبھی تو آسمان میں پہنچے۔ کیا تم قرآن شریف میں یہ آیت نہیں پڑھتے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ کیا یہ وہی رفع نہیں ہے جو مسیح کے بارہ میں آیا ہے؟ کیا اس کے اٹھائے جانے کے معنی نہیں ہیں؟ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (یونس:33) ''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 438)

پس یہ نہ صرف عقلی دلائل ہیں بلکہ قرآن کے صحیح فہم و ادراک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ثابت فرمائے ہیں۔

ایک صاحب جو اپنے آپ کو بڑا عالم دین کہتے ہیں ان کا پہلے بھی مَیں ایم ٹی اے کے حوالہ سے ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں جو یہ ماننے کو تیار نہیں کہ رفع جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ ہمارے ایک احمدی نوجوان جو اُن سے انٹرویو لینے گئے تھے ان سے انہوں نے جو باتیں کہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ مَیں تمہارے علماء سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں اور مرزا صاحب کی کتابیں بھی مَیں نے بہت پڑھی ہیں۔ اور خلاصہ یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریریں مجھے اس بارہ میں قائل نہیں کرسکیں۔ ہدایت دینا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ ابوجہل اور بہت سے سرداران مکہ جو تھے اگر وہ آنحضرت ﷺ کی ذات میں نور نہیں دیکھ سکے یا قرآن کریم کی تعلیم کو ایک شاعرانہ کلام کہتے رہے تو وہ ان کی عقل کا قصور ہے۔ ان کی بدقسمتی تھی۔ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی شان میں تو اس سے کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نورِ فراست عطا فرمایا، جن کی فطرت سعید تھی، انہوں نے قبول کیا۔ پس اگر آپ کے غلام کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو یہ بھی کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف میں ہر ایک جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے کہ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا''۔

ایک تو مثال دی تھی نواب صدیق حسن خان کی کہ انہوں نے اس کو رفع روحانی قرار دیا۔ لیکن مسلمانوں میں بھی بعض ایسے لوگ اُس زمانے میں تھے اور اب بھی شاید بعض ہوں جو یہ کہتے ہیں وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا جو ہے اس سے مراد روحانی رفع ہے۔ فرمایا کہ ''اس پر خود تراشیدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ادریس تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مع جسم آسمان پر اٹھا لیا تھا''۔ اب یہ یہودی نظریہ تو ہے جو مَیں نے بیان کیا لیکن اگر کسی مسلمان کا یہ نظریہ ہے تو پھر اس کو یہ سوچنا چاہئے کہ وہ کس کی پیروی کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''لیکن یاد رہے کہ یہ قصہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کی طرح ہمارے کم فہم علماء کی غلطی ہے اور اصل حال یہ ہے کہ اس جگہ بھی رفع روحانی ہی مراد ہے۔ تمام مومنوں اور رسولوں اور نبیوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوتا ہے۔ اور کافر کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ چنانچہ آیت لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ '' (سورۃ اعراف 41ویں آیت میں ہے یعنی ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے)۔ کا اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور اگر حضرت ادریسؑ معہ جسم عنصری آسمان پر گئے ہوتے تو بموجب نص صریح آیت فِيْهَا تَحْيَوْنَ '' (کہ اسی میں جیو گے۔ یہ قصہ آدم کے بارہ میں بیان ہو رہا ہے۔ کہ یہیں جیو گے، یہیں زمین میں مرنا ہوگا۔ یہ سورۃ اعراف کی آیت 26 ہے۔ فرمایا کہ) ''جیسا کہ حضرت مسیح کا آسمانوں پر سکونت اختیار کر لینا ممتنع تھا ایسا ہی ان کا بھی آسمان پر ٹھہرنا ممتنع ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قطعی فیصلہ دے چکا ہے کہ کوئی شخص آسمان پر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ بلکہ تمام انسانوں کے لئے زندہ رہنے کی جگہ زمین ہے۔

علاوہ اس کے اس آیت کے دوسرے فقرہ میں جو فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ ہے یعنی زمین پر ہی مرو گے، صاف فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک شخص کی موت زمین پر ہوگی۔ پس اس سے ہمارے مخالفوں کو یہ عقیدہ رکھنا بھی لازم آیا کہ کسی وقت حضرت ادریسؑ بھی آسمان پر سے نازل ہوں گے''۔ اگر یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ادریسؑ آسمان پر زندہ ہیں تو پھر ان کو بھی حضرت عیسیٰؑ کی طرح نیچے اترنا ہوگا۔ فرمایا کہ ''حالانکہ دنیا میں یہ کسی کا عقیدہ نہیں'' (یعنی یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت ادریسؑ دوبارہ اتریں گے) فرمایا کہ ''طرفہ یہ کہ زمین پر حضرت ادریسؑ کی قبر بھی موجود ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر موجود ہے''۔ (کتاب البریہ۔روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 237-238۔ حاشیہ)

پس خلاصہ یہ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح حضرت ادریسؑ کے رفع کو رفع جسمانی سمجھتے ہو تو پھر حضرت ادریسؑ کے اترنے کا عقیدہ کیوں نہیں رکھتے؟ ان کے اترنے کا بھی عقیدہ ہونا چاہئے۔

پس اگر دلائل سے دیکھا جائے تو کوئی نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام اور دلائل اور براہین کا مقابلہ کر سکے۔ مسلمانوں پر حیرت ہے کہ ایک طرف تو ختم نبوت کے غلط معنی کرتے ہوئے یہ ماننے کو تیار نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے کوئی نبی آ سکتا ہے اور باوجود قرآن کریم کی اس خبر کے کہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:3) یعنی اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی مبعوث کرے گا جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ اس کو پڑھتے ہیں پھر بھی مانتے نہیں اور آنحضرت ﷺ کے الفاظ کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ پر غور نہیں کرتے۔ اور پھر ساتھ ہی آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی ہے۔ یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کر کے اور اپنے آپ کو نبی اور رسول کہہ کر نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی توہین کی ہے اور ان کے مقام کو گرایا گیا ہے۔ حالانکہ یہی آنحضرت ﷺ کی عظمت اور شان ہے کہ آپؐ کی اُمّت میں سے، آپؐ سے عشق و محبت کی وجہ

سے، خدا تعالیٰ ایک شخص مبعوث فرمائے جس کا مقام نبوت کا مقام ہو اور وہ نبوت کا مقام صرف خدا تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے نہ ہو جیسا کہ سابقہ انبیاء کا تھا۔ ان کو یہ درجہ ملتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے یہ درجہ ملتا رہا اس تعلق کی وجہ سے، جن میں سے بعض نبی صاحب شریعت تھے اور بعض غیر تشریعی نبی تھے جو اپنے سے پہلے نبیوں کی شریعت پر کاربند تھے اور اُسی تعلیم کو انہوں نے جاری رکھا۔ بلکہ آنے والے مسیح کا مقام اور رتبہ اور اس کا رفیع الشان ہونا صرف آنحضرت ﷺ کی پیروی کی وجہ سے تھا اور آپ کی اُمّت میں سے ہونے کی وجہ سے تھا اور آپ کے ساتھ عشق و محبت کی وجہ سے تھا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق تھا کہ آخرین میں مسیح موعود مبعوث ہوگا۔

پس مسلمانوں کو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بیٹھا سمجھنے کی بجائے جو عیسائیوں کا نظریہ ہے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپ کی اُمّت میں سے آنے والے کو ہی مانیں کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ہی شان بلند ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ کہا کہ عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔ اصل میں مرزا صاحب کو یہ کہنے میں اسلام کے زندہ ہونے سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ اپنے دعویٰ کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں اس کی وجہ سے وہ مسلمانوں میں اور عیسائیوں میں بھی رفع کا جو رائج نظریہ ہے اس کے خلاف ہیں اور دوبارہ اترنے کے قائل نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ہم احمدی تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ سب سے ارفع و اعلیٰ مقام آنحضرت ﷺ کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں یہ ممکن ہوتا کہ کوئی انسان جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر جا سکتا تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہی تھی اور اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے معراج کے واقعہ میں جہاں انبیاء کو دیکھا، ان سب انبیاء کو جن کو ہر ایک فوت شدہ تسلیم کرتا ہے انہی میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھا اور حضرت ادریسؑ کو بھی دیکھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جہاں دوسرے آسمان پر دیکھا وہاں وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے مطابق ان سے دو درجے اوپر ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ اور یہی حدیثوں سے ملتا ہے۔ اور آپؐ خود جو تھے وہ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى تک چلے گئے۔ کیونکہ آپ کا مقام سب سے بلند تھا۔ بلکہ معراج کا واقعہ جو بیان کیا جاتا ہے اس میں جب آنحضرت ﷺ کو چھٹے آسمان سے اوپر لے جایا گیا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ رَبِّ لَمْ اَظُنَّ ان يُّرْفَعَ عَلَيَّ اَحَدٌ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے کہ ”اے میرے خداوند مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ کوئی نبی مجھ سے بھی اوپر اٹھایا جائے گا اور اپنے رفع میں مجھ سے آگے بڑھ جائے گا“۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”اب دیکھو کہ رفع کا لفظ محض تحقق درجات کے لئے استعمال کیا گیا ہے“۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 276) یعنی درجات کو ثابت کرنے کے لئے۔

پس یہاں آپ سورۃ بقرہ کی آیت 254 جو ہے اس کا ذکر فرما رہے ہیں جس میں ذکر ہے کہ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ:254) یعنی بعض کو بعض دوسروں پر درجات میں بلند کیا، رفع دیا گیا۔ فرمایا کہ ”آیت...... (اور) احادیث نبویہ کی رو سے یہ معنی کھلے کہ ہر یک نبی اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفع سے حصہ لیتا ہے“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 276)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے مقام اور سب سے افضل ہونے کے بارہ میں جو قرآن کریم میں فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس کی غلط تشریح کر کے دوسرے مسلمان جہاں آپ ﷺ کے مقام کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں وہاں دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ختم نبوت کا مقام نہیں سمجھتے (نعوذ باللہ) انہوں نے اس مقام کو اونچا کرنے کے لئے اس کی کیا خوبصورت تشریح فرمائی ہے۔ اور یہی تشریح اور تفسیر جو ہے وہ ہر احمدی کے ایمان کا حصہ ہے اور اس سے آنحضرت ﷺ کی بلند اور ارفع شان کا ایک شان کے ساتھ اظہار بھی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”پس اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کھو دیں“۔

پہلی بات تو یہ کہ جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو پہلے نبوت مل چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کا پہلا اعزاز چھین کر آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ان کو دوبارہ اس دنیا میں بھیجے اور وہ اپنی پہلی نبوت کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ جن کی مہر کے نیچے کسی اور کو نبوت مل سکتی ہے، کی نبوت کے آخر میں پھر آئیں۔ تو فرمایا کہ اگر وہ دوبارہ آئیں گے تو اپنی نبوت کھو دیں گے۔ جو پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز دیا تھا وہ ضائع ہو جائے گا۔ کیونکہ اب ان کو بہرحال آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنی پڑے گی اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نہیں ہے۔

فرمایا کہ ”یہ آیت آنحضرت ﷺ کے بعد مستقل نبی کو روکتی ہے۔ البتہ یہ امر آنحضرت ﷺ کی شان کو بڑھانے والا ہے کہ ایک شخص آپؐ ہی کی امت سے آپؐ ہی کے فیض سے وہ درجہ حاصل کرتا ہے جو ایک وقت مستقل نبی کو حاصل ہوسکتا تھا۔ لیکن اگر وہ خود ہی آئیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ پھر اس خاتم الانبیاء والی آیت کی تکذیب لازم آتی ہے اور خاتم الانبیاء حضرت مسیح ٹھہریں گے اور آنحضرت ﷺ کا آنا بالکل غیر مستقل ٹھہر جاوے گا کیونکہ آپ پہلے بھی آئے اور ایک عرصہ کے بعد آپ رخصت ہوگئے اور حضرت مسیحؑ آپ سے پہلے بھی رہے اور آخر پر بھی وہی رہے“۔ (اگر یہ مانا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ نے آنا ہے تو آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیّین ہونے کو یہ بات جھٹلاتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو آئے، دنیا میں اپنا مشن پورا کیا اور وفات پا گئے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے بھی آئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو جسم کے ساتھ اٹھا لیا اور پھر دوبارہ نبوت کے ساتھ بھیجے گا)۔ ”غرض اس عقیدے کے ماننے سے کہ خود ہی حضرت مسیحؑ آنے والے ہیں بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور ختم نبوت کا انکار کرنا پڑتا ہے جو کفر ہے“۔

(الحکم جلد 7 نمبر 8۔ مورخہ 28/فروری 1903ء صفحہ 3-4)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم ﷺ کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے تو تمام تار و پود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا اور یہ کہنا کہ ”حضرت عیسیٰؑ نبوت سے معطل ہو کر آئے گا“ نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں“۔ (یہ اگر کہا جائے کہ وہ نبوت سے معطل ہو کر آئیں گے تو یہ بھی نہایت گستاخی کی بات ہے کیونکہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک رتبہ دیا اور نبوت کا مقام دے کر اور قرآن کریم میں ذکر کر کے اور ہر طرح کے الزامات سے بری کر کے ان کے رفع کے بارہ میں فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ کہہ دے کہ نہیں اب نبوت تمہاری ختم ہوگئی۔)

فرمایا ”پھر کون سا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا“۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 217-218۔ حاشیہ)

یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اس زمانے میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسیح موعود اسی امت میں سے آئے گا اور یہ بلند مقام اس کو خدا تعالیٰ نے دیا اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اس بلند مقام کے بعد جو آپ کو آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ہونے کی وجہ سے ملا، آپ سے عشق و محبت کی وجہ سے ملا۔ آپ کو نبی بھی کہا گیا اور رسول بھی۔ بعض احمدی بھی ہیں جن کا صحیح مطالعہ نہیں، یا جماعت کے ساتھ پورے طور پر منسلک نہیں۔ خطبات اور پروگرام وغیرہ نہیں دیکھتے اور سنتے یا نئے شامل ہونے والے ہیں جن کو تربیت کی کمی ہے یا مداہنت وجہ ہے یا کسی اور وجہ سے پوری طرح حق کا اظہار نہیں کر سکتے۔ وہ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کہنے پر سوچ میں پڑ جاتے ہیں یا پوری طرح دوسروں کے سامنے اظہار نہیں کرتے۔ یا یہ کہ اگر نبی مان لیا تو پھر یہ کہہ دیا کہ رسول نہیں ہے۔ یہ جو چیز ہے اور جو ایسی باتیں ہیں وہ جماعتی تعلیم کے خلاف ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے خلاف ہیں۔ بعض شکایات مجھے پہنچی ہیں، ان ہی ملکوں میں سے بعض جگہ بعض لوگ اس قسم کی باتیں کر دیتے ہیں۔ اپنی تبلیغ کرتے ہوئے بھی بعض باتیں کر دیتے ہیں۔ یا آپس میں جب غیروں کے ساتھ مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو اس طرح کی باتیں ہو جاتی ہیں۔ تو اس بارہ میں واضح ہو جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ آنے والے مسیح و مہدی کو آنحضرت ﷺ کی پیروی میں نبوت کا مقام بھی ملنا تھا اور رسول ہونے کا بھی اور

یہ دونوں چیزیں نبی ہونا اور رسول ہونا ایک ہی بات ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک الہام قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰه کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اِسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا، اُس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہیں ہے۔ بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا“۔

(اربعین نمبر 3 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 413۔ حاشیہ)

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرے اور کہیں بھی ہم کسی قسم کی کمزوری دکھانے والے نہ ہوں۔

رَفَع کے معنی کے سلسلہ میں ایک اور بات بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ رَفَع صرف انبیاء کے ساتھ ہی مشروط نہیں ہے بلکہ مومنوں کا بھی رفع ہوتا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ” جب کہ ایک مومن سب باتوں پر خدا تعالیٰ کو مقدم کر لیتا ہے تب اس کا خدا کی طرف رَفع ہوتا ہے۔ وہ اسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور ایک خاص نور سے منور کیا جاتا ہے۔ اس رَفع میں وہ شیطان کی زد سے ایسا بلند ہو جاتا ہے کہ پھر شیطان کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر ایک چیز کا خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ایک نمونہ رکھا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان جب آسمان کی طرف چڑھنے لگتا ہے تو ایک شہاب ثاقب اس کے پیچھے پڑتا ہے جو اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب روشن ستارے کو کہتے ہیں اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو سوراخ کر دیتی ہے اور اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو بہت اونچی چلی جاتی ہو۔ اس میں حالت انسانی کے واسطے ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ جو اپنے اندر ایک نہ صرف ظاہری بلکہ ایک مخفی حقیقت بھی رکھتی ہے۔ جب ایک انسان کو خدا تعالیٰ پر پکا ایمان حاصل ہو جاتا ہے تو اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہو جاتا ہے اور اس کو ایک خاص قوت اور طاقت اور روشنی عطا کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ شیطان کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب مارنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک مومن کے واسطے لازم ہے کہ وہ اپنے شیطان کو مارنے کی کوشش کرے اور اسے ہلاک کر ڈالے۔ جو لوگ روحانیت کی سائنس سے ناواقف ہیں وہ ایسی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں مگر دراصل وہ خود ہنسی کے لائق ہیں۔ ایک قانون قدرت ظاہری ہے۔ ایسا ہی ایک قانون قدرت باطنی بھی ہے۔ ظاہری قانون باطنی کے واسطے بطور ایک نشان کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنی وحی میں فرمایا ہے کہ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ النَّجْمِ الثَّاقِب یعنی تو مجھ سے بمنزلہ نجم ثاقب ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں نے تجھے شیطان کے مارنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ تیرے ہاتھ سے شیطان ہلاک ہو جائے گا۔ شیطان بلند نہیں جا سکتا۔ اگر مومن بلندی پر چڑھ جائے تو شیطان پھر اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ مومن کو چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اس کو ایک ایسی طاقت مل جائے جس سے وہ شیطان کو ہلاک کر سکے۔ جتنے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں ان سب کا دور کرنا شیطان کو ہلاک کرنے پر منحصر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ استقلال سے کام لے۔ ہمت نہ ہارے۔ شیطان کو مارنے کے پیچھے پڑا رہے آخر وہ ایک دن کامیاب ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے جو لوگ اس کی راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ آخر ان کو کامیابی کا مونہہ دکھا دیتا ہے۔ بڑا درجہ انسان کا اسی میں ہے کہ وہ اپنے شیطان کو ہلاک کرے“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 420-421)

اللہ تعالیٰ ہمیں رفع کے حقیقی معنی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور رفع کی صرف علمی بحث میں پڑے رہنے والے نہ ہوں بلکہ اپنے اعمال کی درستی اور خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھانے والے ہوں تا کہ اس تعلق اور قرب کی وجہ سے ہمیشہ شیطان کو ہلاک کرنے والوں میں شامل رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کے سیٹ

”روحانی خزائن“ کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کی خصوصیات

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔ لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تک پہلی بارہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ باقی گیارہ جلدوں پر تیزی سے کام تکمیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یورپ، امریکہ اور کینیڈا کے احباب کے لئے وکالت اشاعت لندن کے زیر اہتمام UK سے یہ سیٹ شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں بیرون پاکستان اس کی طباعت نظارت اشاعت قادیان کے تحت انڈیا سے بھی ہو رہی ہے۔ جن ممالک کی طرف سے ہمیں اس سیٹ کے آرڈرز موصول ہوئے تھے انہیں یہ کتب بھجوا دی گئی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ملک کے شعبہ اشاعت سے رابطہ کر کے یہ سیٹ خریدیں اور ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

مکرم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ جن کی نگرانی میں کمپیوٹر پر ان کتب کی کمپوزنگ کا کام ہو رہا ہے اس کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے بارہ میں لکھتے ہیں:

”اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

(1) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(2)۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تا کہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

(3)۔ فسٹ ایڈیشن میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

(4)۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

(5)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر 2 میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب“ جو پہلے تصدیق النبی کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر 4 کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد 4 میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ 221 پر مراسلت نمبر 1 مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس میں مراسلت نمبر 2 مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر 4 کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر 5 آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد 5 میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب 1896ء کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں جلد نمبر 10 میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ 9/ جنوری 1902ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ 9 تا 30 پر مشتمل ” گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر 18 کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”نجات اور شفاعت کی حقیقی فلاسفی“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی 1902ء صفحہ 175 تا 209 میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد 18 کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے“۔

WIMBLEDON SOLICITORS

FOR SPECIALIST LEGAL ADVICE

IMMIGRATION FAMILY LAW & CHILD CARE*
EMPLOYMENT HOUSING PERSONAL INJURY

24 HOUR HELPLINE: 0795 844 0790 (LEGAL AID AVAILABLE)*

Our Immigration Departmant is headed by Mr.Akeel Ahmad Miyan

191 Merton Road,London SW19 1EE 271 Balham High Road London SW17 7BD
Tel: 020 8543 3302 Fax 020 8543 3303
email: mail@wimbledonsolicitors.net www.wimbledonsolicitors.net

خلافت احمدیہ اور خدمت قرآن

نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْاعَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔

(الجمعة:3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:3) پڑھی (جس کے معنی یہ ہیں کہ" کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی انکے ساتھ نہیں ملے") تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ (جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے) حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دُہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ان کے کاندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے ایک شخص، اور بعض روایات کے مطابق، کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

آنحضرتؐ کے اس ارشاد میں جہاں ایک بہت ہی عظیم الشان بشارت دی گئی ہے وہاں اس میں یہ انذار بھی شامل تھا کہ اُمت محمدیہ پر ایک وقت ایسا آئے گا جب باوجود اس کے کہ قرآن بظاہر تو موجود ہوگا لیکن لوگوں کے دلوں سے اُٹھ جائے گا اور ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اور احادیث نبویہ میں اس زمانے کی مزید علامات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں اور اس زمانے کی تعیین کی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کُتب میں تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اور خاص طور پر سورۃ المومنون کی آیت 19 کے الفاظ وَ اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ (المومنون:19) (یعنی اور ہم اسے لے جانے پر بھی یقیناً قدرت رکھتے ہیں) سے ایک لطیف استدلال فرماتے ہوئے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت کے اعداد بحساب جمل 1274 ہیں اور 1274 کے زمانہ کو جب عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو 1857 ہوتا ہے۔ سو درحقیقت ضعف اسلام کا ابتدائی زمانہ یہی 1857 ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اُٹھا لیا جائے گا"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلدنمبر3صفحہ 489حاشیہ)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

"اس زمانہ میں بلا شبہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے۔ قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اُٹھایا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اس سے لوگ بے خبر ہیں۔ وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِس۔ یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت وَ اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ (المومنون:19) میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3صفحہ 492-493حاشیہ)

الغرض تیرھویں صدی ہجری کا یہ وہ زمانہ تھا جس میں قرآن عملاً زمین سے اٹھ چکا تھا۔ ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جو قرآن پڑھنا ہی نہیں جانتی تھی۔ قرآن غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا تھا۔ جو قرآن پڑھتے تھے ان میں سے اکثریت کا حدیث نبوی کے مطابق یہ حال تھا کہ وہ ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا تھا اور ان کی زندگیوں میں قرآنی تعلیم کا کوئی اظہار نہیں ہوتا تھا۔ بہت سی اعتقادی اور علمی و عملی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ کا مضمون ان پر صادق آتا تھا۔ علماء کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ قرآنی آیات کی منسوخی کا باطل عقیدہ ان میں رائج تھا۔ ایک سے لے کر سات سو تک آیات منسوخ قرار دے دی گئی تھیں۔ بدقسمتی سے آج بھی ایسے علماء پائے جاتے ہیں جو اس عقیدہ پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس کا پرچار کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ عقیدہ توہین قرآن کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو محض قصّوں اور کہانیوں کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ ایک طبقہ ایسا تھا جو احادیث کو اور روایات کو قرآن پر مقدم رکھتا تھا۔ بعض مسلمانوں نے حال کے جدید علوم اور فلسفہ اور سائنس سے ڈر کر قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجے پر چڑھا دیا تھا اور اس میں اس حد تک دور نکل گئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام، استجابت دعا، نزول ملائکہ اور اخبار غیبیہ وغیرہ اہم امور کا انکار کر دیا۔ مسلمانوں کی عملی و علمی پستی اور ادبار کے پیشِ نظر غیروں کو اور بھی جرأت ملی اور انہوں نے قرآن کریم پر ہر طرف سے اور ہر قسم کے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ ہندوؤں نے بھی اعتراضات کئے، آریوں نے بھی اعتراضات کئے، عیسائیوں نے بھی اعتراضات کئے، دہریوں نے بھی اعتراضات کئے، نیچریوں اور فلسفیوں نے بھی اعتراضات کئے اور وہ چیلوں اور گدھوں کی طرح قرآن مجید پر حملہ آور ہو گئے۔

غرض یہ وہ زمانہ تھا جب ایمان ثریا پر اُٹھ گیا تھا اور قرآن آسمان پر اٹھایا جا چکا تھا اور اب وہ وقت آ چکا تھا کہ و اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں مذکور پیشگوئی اور آنحضرتؐ کی تصریح کے مطابق وہ رجل فارس مبعوث ہو جو قرآن کو آسمان سے واپس لائے اور ایمان کو پھر سے دلوں میں قائم کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آیت قرآنی وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تفسیر میں یہ لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد میں ہی اس زمانے کی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا جو اس موعود رجل فارس کے ظہور کا زمانہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِم کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشان ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سن 1275 ہجری جو آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولّد روحانی کی تاریخ ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5صفحہ 219-220)

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام قرآن و حدیث میں مذکور پیشگوئیوں کے عین مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے احیاء دین اسلام اور قیام شریعت کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنّیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں"۔

(برکات الدّعا روحانی خزائن جلد6صفحہ 34)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حُجّت اُن پر پوری کرے"۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 596حاشیہ نمبر 3)

اس غرض سے آپ کی محنت اور جانفشانی اور جوش و جذبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

"میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ مَیں اسی کام میں لگا رہوں بلکہ مَیں اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ مَیں اُس کا اور اُس کے رسولؐ کا اور اس کے کلام کا جلال ظاہر کروں"۔

(ازالہ اوہام ۔روحانی خزائن جلد3صفحہ 519)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اتنے محاذوں پر لڑائی کی ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ آپ نے مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کی طرف توجہ دی اور انہیں بتایا کہ "قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو"۔

آپ نے بتایا کہ ہدایت کے تین ذرائع ہیں جن میں سب سے اول قرآن کریم ہے اس کے بعد سُنّت نبویؐ اور تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ اور یہ کہ "اگر کوئی حدیث قرآن کریم سے مخالف ہو تو ہرگز نہیں ماننی چاہئے"۔

اسی طرح آپ نے سچی اور صحیح تفسیر قرآن کے اصول بیان فرمائے اور مسلمانوں میں پائی جانے والی اعتقادی و عملی غلطیوں کی اصلاح کر کے اور غلط تفسیروں کے بطلان کو ثابت کر کے قرآنی صداقتوں کو نکھار کر پیش فرمایا۔

آپ نے باطل عقائد، جھوٹے فلسفہ اور علوم جدیدہ کا سہارا لے کر قرآن مجید کے متعلق شکوک و شبہات اور وساوس پیدا کرنے والوں کی طرف توجہ کی اور قرآن کا حربہ ہاتھ میں لے کر میدان کارزار میں اُترے اور حجت و برہان اور آسمانی نشانوں کی تیز دھار تلواروں کے ساتھ اس قوت و طاقت سے دشمن پر حملہ آور ہوئے کہ کُشتوں کے پشتے لگا دئے اور کسی کو میدان میں ٹھہرنے کی سکت نہ رہی۔

اس جری اللہ نے تمام عیسائیوں، ہندوؤں، آریوں، یہودیوں، مجوسیوں، دہریوں، برہمیوں، طبیعوں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ کو مخاطب کر کے دعوت مبارزت دی کہ اگر وہ اسلام یا قرآن یا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کوئی اعتراضات رکھتے ہیں تو وہ میرے مقابل پر آئیں اور میں ان کا جواب دوں گا۔ اس کے لئے آپ نے انعامی چیلنجز بھی دیئے مگر کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی نے کہیں کوئی اعتراض اُٹھایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر وہیں سے قرآنی علوم و معارف اور حکمتوں کا ایک دریا بہتا ہوا دکھا دیا۔

قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے اور اس کی

برکات وتاثیرات کے اثبات میں حضور علیہ السلام نے صرف علمی و عقلی دلائل ہی پیش نہیں فرمائے بلکہ ان کے تازہ بتازہ ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ذات کو، اپنے وجود کو پیش فرمایا۔ اور پھر یہ بات آپ کی ذات اقدس تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جو قرآن مجید کی حقانیت اور اس کی سچائیوں پر عملی طور پر گواہ ہے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا:

”قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے۔......مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ113جدید ایڈیشن)

چنانچہ حضور علیہ السلام نے جہاں قرآن مجید پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب دیئے اور کثرت سے ایسی کتب تحریر فرمائیں جو قرآن مجید کی خوبیوں اور کمالات کے ذکر سے معمور ہیں وہاں اپنی قوت قدسیہ اور پاک نصائح اور عملی تدبیروں کے ساتھ اپنی جماعت کے افراد کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت کو اس طرح راسخ کر دیا کہ وہ دل و جان سے اس پر فدا ہیں اور اس کی مقدس تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کے لئے اور جمال و حسن قرآن سے غیروں کو آگاہی بخشنے کے لئے مسلسل مصروف جہاد ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو خدمت قرآن کے صحیح اسلوب بھی سکھائے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف یا اس کے تراجم کو پھیلانا ہی خدمت قرآن ہے۔ مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانۂ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا، یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجدّدیت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں“۔

اسی طرح فرمایا:

”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدّدیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور انکی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرّد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں“۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلدنمبر3صفحہ 6-7حاشیہ)

الغرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدمت قرآن کی جو راہیں اپنے قول اور فعل سے روشن فرمائی تھیں، آپؑ کے بعد آپؑ کے مقدس خلفاء کرام نے ان تمام نورانی راہوں پر بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور آپ کی قائم کردہ بنیادوں پر ایک عالیشان عمارت کھڑی کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے مسیح موعودؑ نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں تمام عالم میں قرآنی تعلیمات کی حقانیت کے اثبات اور قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت اور قرآن مجید کی عزت و عظمت کے اظہار اور اس کے عملی نمونوں کے قیام و استحکام کے لئے جس محنت اور جانفشانی سے اپنے جگر خون کئے اور مسیح پاک علیہ السلام کی جاری فرمودہ عظیم مہمات کو نہایت کامیابی و کامرانی سے آگے بڑھایا اس کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔ یہ حکایت بہت طویل، لذت بھری اور حد درجہ ایمان افروز ہے۔

حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنے آقا کی طرح قرآن کے عظیم عاشق تھے اور آپ کے دل میں بھی شدید تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے اسرار سے لوگوں کو آگاہی حاصل ہو۔ آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک شدید ضعف ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے، چلنے کی قوت نہ رہی، چارپائی پر اُٹھا کر لائے مگر راستے میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لے جاؤ۔ مسجد میں لے جاؤ۔ بمشکل مسجد کی چھت پر نماز پڑھی اور باوجود تکلیف کے نماز مغرب کے بعد ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر آپ کو چارپائی پر اُٹھا کر گھر تک لائے۔

اسی طرح ایک رمضان میں اعتکاف فرمایا تو صبح سے ظہر تک، ظہر سے عصر تک، عصر سے مغرب تک اور پھر عشاء کے بعد بھی درس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ قرآنی معارف بیان فرماتے، سوالوں کے جواب دیتے اور دس دن میں پورے قرآن کا درس مکمل فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش تھی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کیلئے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجی جائے اور فرمایا کہ:

”مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رَہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے“۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 518)

چنانچہ آپ کے مقدس خلفاء نے اس خواہش کو جس شان سے پورا کرنے کا فریضہ انجام دیا اس پر یقیناً مسیح پاک علیہ السلام کی روح خدا کے دربار میں خوشی سے جھومتی ہوگی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

صد بار رقص ہا کنم از خرّمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

یعنی مَیں خوشی کے مارے سینکڑوں دفعہ رقص کروں اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دلکش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہدایت پر انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا کام مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کیا گیا اور اس کیلئے انہیں تمام ممکنہ ضروری سہولیات فراہم کی گئیں اور زر کثیر خرچ کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خود بنفس نفیس انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹس سنتے اور حقائق و معارف قرآن بیان فرماتے۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ انگریزی ترجمہ قرآن جلد شائع ہو۔ ترجمہ کے نوٹ آخری مراحل پر تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہو گئی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں وہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور منتقل ہو گئے اور ترجمہ قرآن کا وہ مسودہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زیر ہدایت و نگرانی تیار ہوا تھا وہ بھی ساتھ لے گئے۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرف توجہ فرمائی۔ آپؓ نے 1915ء میں ایک پارہ کی تفسیر خود لکھی اور وہ اردو اور انگریزی میں طبع بھی ہوئی۔ اور فرمایا کہ مَیں ایک نمونہ قائم کر رہا ہوں۔ جماعت کے علماء کا کام ہے کہ وہ اسی طرز پر اس کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، خان بہادر ابوالہاشم خان صاحبؓ اور ملک غلام فرید صاحبؓ کو یہ ذمہ داری سونپی اور ان کی مجموعی کوششوں سے ایک مکمل اور مستند انگریزی ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر بھی شائع ہوئی۔ قرآن مجید کی انگریزی تفسیر قریباً تین ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو عجیب و غریب قرآنی معارف کا حسین و دلفریب مرقع ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا دیباچہ بھی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے اہل علم نے اس کو سراہا۔ اسی طرح مسلمان مشاہیر نے بھی اس کی تعریف کی۔

ایک مستشرق رچرڈ بیل نے اسے قرآنی تعلیمات کو ایک ایسی شکل میں پیش کرنے کی کوشش قرار دیا جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مناسب حال روحانی زندگی اور تبلیغی جدوجہد کی آئینہ دار ہے اور مجموعی لحاظ سے روشن خیالی اور ترقی پسندی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1944ء میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت سے متعلق خصوصی تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپ نے 20اکتوبر1944ء کو دنیا کی سات مشہور زبانوں انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک فرمائی اور پھر اپنے عہد خلافت میں اس کی تکمیل کیلئے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ میں پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے جماعت احمدیہ کے افراد مرد و زن نے اس تحریک پر جس شان کے ساتھ اور والہانہ طور پر لبّیک کہا وہ غیر معمولی ہے۔ جوں جوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطبہ جمعہ جماعتوں میں پہنچا تراجم قرآن کریم کی اشاعت کے اخراجات کے لئے مزید وعدے آنے شروع ہوئے اور اس تحریک کی اشاعت کے چند دن کے اندر اندر نَو (9) تراجم کے لئے وعدہ جات موصول ہو گئے۔

خلافت کے عشاق نے روح مسابقت اور جذبہ اخلاص کے ایسے شاندار نمونے دکھائے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے 3 نومبر 1944ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:

”خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ ہمیشہ یہ معاملہ رہا ہے کہ وہ جب کبھی میرے منہ سے کوئی بات نکلواتا ہے تو اس کی کامیابی کے سامان بھی کر دیتا ہے۔ اس تحریک کے بعد جو درخواستیں آئی ہیں وہ ہمارے مطالبہ سے بہت زیادہ ہیں۔ ہمارا مطالبہ تھا سات تراجم کے اخراجات کا اور درخواستیں آئی ہیں بارہ تراجم کے اخراجات کے لئے اور ابھی بیرونجات سے چٹھیاں آ رہی ہیں کہ وہ اس چندہ میں حصہ لینا چاہتے ہیں“۔

(الفضل 8نومبر1944ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے اندازہ کے مطابق ان تراجم اور ان کی چھپوائی کے لئے ایک لاکھ 94 ہزار روپے کی ضرورت تھی جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔ لیکن مسیح پاک علیہ السلام اور خلافت حقہ کی فدائی جماعت نے دو لاکھ ساٹھ ہزار روپے کے وعدے قلیل عرصہ میں پیش کر دیئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا اور دو سال کے عرصہ میں مذکورہ بالا ساتوں زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔ (انگریزی زبان میں ترجمہ پہلے سے مکمل ہو چکا تھا)۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں اور ان کی ایک ایک نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کر ان پر نظر ثانی کر لیں تا غلطی کا امکان نہ رہے“۔

(الفضل 28دسمبر1946ء)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس خلفاء کی نگرانی میں اور ان کی تحریکات کے مطابق مختلف

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

اقصیٰ روڈ	ریلوے روڈ
6212515	6214750
6215455	6214760

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور ان کی اشاعت کا مبارک سلسلہ مسلسل آگے بڑھتا رہا اور آج 24/ جولائی 2009ء تک دنیا کی اُنہتّر (69) زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کی توفیق خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کو حاصل ہو چکی ہے۔ ان میں کئی تراجم کے ساتھ اہم آیات پر تشریحی نوٹس اور سورتوں کا تعارف اور مضامین کا تفصیلی انڈیکس بھی شامل ہے۔ ان میں سے بعض تراجم مثلاً اردو ، انگریزی ، ڈچ ، جرمن، سواحیلی، لوگنڈا، فرنچ، پرتگیزی، فارسی، البانین، ڈینش، پولش، بنگالی، رشین وغیرہ کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس کے علاوہ جاوانیز (Javanese) زبان میں اور Mayanmar زبان میں پہلے دس پاروں کا اور نیوزی لینڈ کی زبان ماؤرے میں پہلے پندرہ پاروں کا ترجمہ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے اور باقی پاروں کا ترجمہ زیر تکمیل ہے۔ علاوہ ازیں کئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اس وقت نظر ثانی یا کمپوزنگ یا اشاعت کے لئے تیاری کے مختلف مراحل میں ہے۔ اسی طرح متعدد نئی زبانوں میں تراجم کی تیاری کا کام بھی سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے۔

خلافت ثانیہ کے عہد میں اردو، ڈچ، سواحیلی، جرمن اور انگریزی کل پانچ زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔ جبکہ آپ کے عہد میں ڈینش میں پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس، یوگنڈا کی زبان میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور مینڈے زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہوا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں یہ سلسلہ آگے بڑھا اور ڈینش ، اسپرانٹو، انڈونیشین اور یوروبا۔ چار مزید زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔ اسی طرح انگریزی میں تفسیر القرآن کا ایک جلد میں خلاصہ پہلی بار شائع ہوا۔ نیز سویڈش اور فجین زبان میں جزوی طور پر بعض پاروں کا ترجمہ طبع ہوا۔ آپ کے عہد میں کئی زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید شائع ہو کر یورپ، افریقہ، امریکہ اور ایشیا میں تقسیم ہوا۔

خلافت رابعہ کے پہلے دو سالوں میں گورمکھی اور لوگنڈا زبان میں قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔ اور 1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ظالمانہ آرڈیننس کی بنا پر پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس وقت تک گیارہ زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔

1989ء کا سال جماعت کی تاسیس پر سو سال مکمل ہونے کے لحاظ سے صد سالہ جوبلی کا سال تھا اور جماعتی تاریخ میں یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے شایان شان دیگر پروگراموں کی طرح مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کا منصوبہ بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اپریل 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کے بعد سے جولائی 1989ء تک کے ہجرت کے پانچ سالوں میں حسب ذیل 16 نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1۔ فرنچ، 2۔ اٹالین، 3۔ فجین، 4۔ ہندی، 5۔ رشین، 6۔ پرچگیز، 7۔ سویڈش، ۔ کورین، 9۔ کیکویو، 10۔ سپینش، 11۔ جاپانی، 12۔ ملائی، 13۔ فارسی، 14۔ سندھی، 15۔ بنگلہ، 16۔ اُڑیہ ۔

(اٹالین اور فارسی ترجمہ سے متعلق طباعت پر معلوم ہوا کہ جلدی میں ان میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں چنانچہ ان تراجم کی سرکولیشن روک دی گئی اور از سرنوان پر کام شروع کیا گیا۔ فارسی ترجمہ ریویژن کے بعد شائع ہو چکا ہے۔ اٹالین ترجمہ پر ابھی کام جاری ہے۔)

1989ء میں کئی تراجم طباعت کے مختلف مراحل میں تھے اور جلسہ یو کے (جولائی 1989ء) تک شائع نہیں ہو سکے تھے۔ چنانچہ اگست 1989ء سے جولائی 1990ء تک کے صرف ایک سال کے عرصہ میں حسب ذیل 15 مزید نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی سعادت جماعت کو حاصل ہوئی۔

1۔ البانین 2۔ مینڈے 3۔ گریک
4۔ تامل 5۔ ویتنامی 6۔ گجراتی 7۔ ٹرکش 8۔ طوالوئن
9۔ چینی 10۔ پشتو 11۔ پولش 12۔ چیک
13۔ سرائیکی 14۔ پنجابی 15۔ اِگبو۔

اس طرح 1984ء میں جماعت کے زیر انتظام مختلف زبانوں میں شائع کردہ تراجم قرآن کریم کی جو تعداد صرف گیارہ تھی وہ جولائی 1990ء تک 42 میں تبدیل ہو چکی تھی۔ چھ سال کے قلیل عرصہ میں 31 نئے تراجم کے ساتھ یہ قریباً چار گنا اضافہ تھا اور ابھی کئی تراجم تکمیل کے بعد طباعت کے مختلف مراحل میں سے گزر رہے تھے۔

چنانچہ 1994 تک جماعت کو مجموعی طور پر پچاس زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی طباعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات تک صرف آپ کے اکیس سالہ عہد خلافت میں 47 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم طبع ہوئے۔ جبکہ اس کے علاوہ تھائی زبان میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔

صد سالہ جوبلی کے سال کی مناسبت سے آپ نے مختلف موضوعات پر قرآن مجید کی منتخب آیات کا سو سے زائد زبانوں میں ترجمہ کروا کر بھی شائع فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ہدایت پر اب خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت ان منتخب آیات کی آڈیو سی ڈیز اور وڈیوز تیار کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے تراجم قرآن کریم کی تیاری اور ان کی اشاعت کا یہ کام بلندی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے اب تک چھ سال کے قلیل عرصہ میں گیارہ زبانوں (کریول، کناڈا، ازبک، فولا، میڈنکا، وولف، مورے (بورکینا فاسو)، بوسنین، مالاگاسی ، قرغز اور اسانٹی چوئی) میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہو چکے ہیں۔

اسی طرح جون 2008ء میں تھائی زبان میں آخری دس پاروں کے ترجمہ کی طباعت کے ساتھ اس زبان میں ترجمہ کا کام بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گیا ہے۔ (قبل ازیں 1999ء اور 2006ء میں بالترتیب اس کے پہلے اور دوسرے دس پاروں کی طباعت ہوئی تھی)۔

علاوہ ازیں Mayanmar زبان میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ 2003ء میں شائع ہوا ہے۔

اور نیوزی لینڈ کی زبان ماؤرے میں پہلے پندرہ پاروں کا ترجمہ جولائی 2008ء میں طبع ہوا ہے۔

اس کے علاوہ کئی تراجم کے نئے ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں۔ اور اشاعت قرآن کریم کا یہ سلسلہ خلافت حقہ کی برکت سے مسلسل ترقی پذیر ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَ بَارِکْ۔

* * *

دنیا میں تیل اور معدنیات کی دولت سے مالا مال بڑے بڑے ممالک ہیں جو مسلمان ممالک کہلاتے ہیں لیکن کسی حکومت کو اتنی عظیم الشان خدمت کی توفیق نہیں ملی۔ اگرچہ بعض تراجم شائع کئے جاتے ہیں لیکن جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے یہ بے مغز خدمتیں ہیں۔ کیونکہ ان کے تراجم وتفاسیر میں کئی باتیں قرآنی احکامات کے منافی اور اس سے متصادم ہیں اور ان میں ایسے اعتقادات اپنائے گئے ہیں جو قرآن مجید کے محکمات کے خلاف ہیں۔

غرضیکہ ساری دنیا میں خلافت احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے تن تنہا اتنی بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی توفیق عطا ہوئی ہے اور یہ سب کچھ خلافت احمدیہ کی برکت ہے۔

* * *

خلفاء کرام نے جماعت کے احباب کو بار بار قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اسے سوچ سمجھ کر پڑھنے اور اس کے معانی و مطالب اور تفسیر کو سیکھنے اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کے لئے اپنے خطبات میں، خطابات میں، گفتگو میں، تحریر میں، تقریر میں، متعدد بار نہایت اہم اور مؤثر تحریکات فرمائیں، ایسے پروگرام جاری فرمائے، ایسے منصوبے اور سکیمیں بنائیں کہ قرآن مجید کی تعلیم و تعلّم کا سلسلہ عام ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خلفائے کرام نے جتنی بھی تحریکات فرمائیں اور جو بھی ادارے قائم فرمائے خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ ہو یا تحریک جدید انجمن احمدیہ یا وقف جدید انجمن احمدیہ، یا ذیلی تنظیموں کا قیام ہو یا مختلف ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام یا مدارس حفظ کا قیام۔ ان سب کا مقصد ایک ہی ہے کہ تا قرآن مجید کی حقیقی تعلیمات دنیا میں عام ہوں اور لوگ اس کے نُور سے منور ہو کر ہر قسم کی ظلمات سے نجات پائیں۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے عشاق قرآن کی جس جماعت کی بنیاد رکھی تھی اور محبت قرآن مجید کا جو بیج اپنی جماعت کے دلوں میں بویا تھا وہ آپ کے مقدس خلفاء کی راہنمائی میں ان کی روحانی توجہات اور دعاؤں اور کامیاب تعلیمی و تربیتی پروگراموں کی بدولت اس شان سے پھلا اور پھولا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی قبولیت کے پھلوں سے لدا ہوا ہے۔

* * *

حضرت مصلح موعودؓ کے عہد میں خدمت قرآن کا یہ پہلو بھی بڑی شان سے جلوہ گر ہوا کہ آپ نے یورپ اور افریقہ اور امریکہ میں حاملین قرآن مبلغین کا ایک جال پھیلا دیا۔ آج سے 61 سال قبل جولائی 1948ء میں جب مبلغین اسلام احمدیت کی ایک جماعت یورپ آئی تو فرانس کے مبلغ احمدیت سے انٹرویو کے بعد رائیٹر کے نامہ نگار نے ایک تفصیلی مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ’’اسلام کا نیا حملہ یورپ پر‘‘۔ اس میں اس نے لکھا کہ:

’’کبھی صرف یہ مشاہدہ میں آتا تھا کہ مغرب مشرق کی تادیب و تعلیم کے لئے مشرق کی ہر وسعت پر چھا رہا ہے۔ عام علم و صنعت میں ہی نہیں بلکہ مغرب مشرق کا معلم دین و روحانیت میں بھی بن چکا تھا۔ لیکن اب تھوڑے عرصہ سے اس کے برخلاف مشرق اپنی دیرینہ روایات اور تعلیم کے ماتحت مغرب کو تدریس دین اور اسرار روحانیت سے واقف کرانے کے لئے مغربی ممالک کی طرف غیر معمولی اہتمام سے بڑھتا نظر آنے لگا ہے۔ یہ مہم ایک وقت سے اسلام کے نام پر قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے مغربی ممالک بالخصوص یورپ میں شروع ہو چکی ہے۔ اسلام کا یہ حملہ یورپ پر تحریک احمدیت کی طرف سے شروع کیا گیا ہے۔ چنانچہ احمدیت کے مبلغ یورپ کے بیشتر ممالک میں اپنے مراکز قائم کر چکے ہیں‘‘۔

اس کے بعد خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ اور اب خلافت خامسہ کے عہد میں حاملین قرآن کا یہ نظام بہت وسیع اور مستحکم ہو کر نئی بلندیوں کو چھُو رہا ہے۔

* * *

خلفاء مسیح موعودؑ کے خطبات، ان کے خطابات، ان کے درس و تدریس، ان کی گفتگو، ان کی تحریرات، ان کے پیغامات سبھی قرآن کے نورانی منبع سے فیضیافتہ اور اسی کی عظمت کے اظہار اور اس کا شرف اور مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ اور ایک بڑا وسیع ذخیرہ کتب اور آڈیوز اور وڈیوز کا ایسا ہے جو خلفاء احمدیت کی تحریرات و فرمودات پر مشتمل ہے جس میں قرآن مجید کے فضائل و کمالات کا روح پرور بیان ہے اور فی الحقیقت یہ وہ سچی اور پاک اور آسمانی اور نورانی تفسیریں ہیں جو غیروں کے دلوں پر بھی گہرا اثر کرتی ہیں۔

خلافت احمدیہ کی تاریخ میں کبھی ایک بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خلیفہء وقت نے غیر مسلموں کے سامنے قرآن مجید کی حسین اور دلکش تعلیمات کو پیش کیا ہو اور انہیں سُن کر کسی نے اس تعلیم کی فضیلت سے انکار کی جرأت کی ہو یا اسے خلاف فطرت یا خلاف عقل قرار دیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ انہوں نے موافقت میں ہی سر ہلایا۔

یہ خلافت احمدیہ کی ہی شان ہے کہ وہ ایشیا اور یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور آسٹریلیا اور فجی اور جاپان غرضیکہ دُنیا کے ملک ملک میں جا کر وہاں کے سربراہوں، دانشوروں اور مختلف مذاہب کے نمائندوں کو سامنے بٹھا کر بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ جہاد کے متعلق مسلمانوں اور غیر مسلموں کے غلط تأثرات کا بطلان ثابت کر کے قرآن مجید کی سچی اور صاف اور پاکیزہ تعلیمات کو پیش کرتے ہیں تو انہیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ تعلیم فطرت کے عین مطابق ہے اور انسانی عقل اور کانشنس اس کی فضیلت اور برتری کو ماننے پر مجبور ہے۔

* * *

آج غیر مسلموں کی طرف سے، دہریوں کی

طرف سے یا مختلف علوم کے ماہرین کی طرف سے قرآن کریم پر جتنے اعتراضات ہو رہے ہیں وہ سب ان نام نہاد علماء کی تفسیر وتشریح قرآن پر ہوتے ہیں جو محض استخواں فروش ہیں، جن کا اپنا نفس واقعی طور پر قرآنی تعلیمات کا مورد نہیں ہے اور ان کی تفسیریں آسمانی روشنی اور روح القدس کی تائید سے محروم ہیں۔

ایک مغربی مصنف David Marshall نے ایک کتاب Quran,Muhammad and Non Believers لکھی اور اس میں قرآن مجید کی متعدد آیات کی خلاف حقیقت غلط تشریحات کر کے اسے اعتراضات کا نشانہ بنایا اور آخر پر اپنے موقف کی تائید میں ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کا ایک اقتباس درج کیا جس میں انہوں نے آیات قرآن مجید کی ایسی ہی غلط تشریحات کرتے ہوئے اسلام کی طرف جبرو تشدد کی تعلیم کو منسوب کیا ہے۔ David Marshall صاحب نے مودودی صاحب کے اس اقتباس کو درج کرنے کے بعد لکھا کہ یہ مودودی صاحب ہی ہیں جو قرآن کا صحیح مفہوم سمجھ سکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ ہیں جو اسلام کے نادان دوست یا اس کے چھپے ہوئے دشمن ہیں جن کی ایسی حرکتوں اور ظالمانہ بیانات اور تحریرات وتفاسیر کا عذر رکھ کر اور ان سے تائید پا کر آج غیر مسلم لوگ اسلام اور قرآن اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر حملہ آور ہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿

آج دنیا کے پردہ پر وہ کون سی جماعت ہے جسے صرف محبت قرآن کے جرم میں اور قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے کے جرم میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کوئی نہیں مگر ایک جماعت یعنی وہ جماعت احمدیہ جو خلافت حقہ سے وابستہ ہے۔ اگر وہ قرآن کریم کی تلاوت کریں، ان کے پاس سے قرآن مجید کے نسخے برآمد ہوں، وہ احکامات قرآنی کے مطابق نماز، روزہ وغیرہ عبادات بجا لائیں، وہ امانت و دیانت اور سچائی اور تقویٰ سے کام لیں اور اسلام کے، قرآن کے امن وسلامتی کے پیام کی تشہیر کریں تو اس جرم میں ان پر مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ ان پر توہین قرآن اور توہین اسلام کی دفعات لگائی جاتی ہیں اور جیلوں میں ٹھونسا جاتا ہے اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی جائیدادیں لُوٹی جاتی ہیں۔ ان کے گھر، ان کی مساجد منہدم کی جاتی ہیں اور نماز کی حالت میں ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے ان کے خون سے زمین سُرخ کی جاتی ہے۔

کیا خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے سوا کوئی اور جماعت ایسی ہے جو اس طرح قرآن کی محبت میں گرفتار اور فدا ہو کر اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت، عزت اور اولاد غرضیکہ ہر چیز کو بلا دریغ قربان کرنے پر آمادہ ہو بلکہ قربان کر رہی ہے۔ خود ان لوگوں کا (خلافت کے منکرین کا) یہ حال ہے کہ ان کے شہروں اور دیہاتوں میں، ان کی گلیوں اور بازاروں میں، ان کے سرکاری ایوانوں میں، ان کی عدالتوں میں اور ٹی وی، ریڈیو اور اخباروں میں ہر روز قرآن کی، قرآنی احکامات کی کھلے عام توہین ہو رہی ہوتی ہے۔ جھوٹ، ناانصافی، چوری، ڈاکہ، دھوکہ، فریب، قتل وغارت، معصوموں پر ظلم وستم، حقوق تلفیاں، خیانتیں، بددیانتیاں، اس کثرت سے ہوتی ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ ان کے معاشرہ میں ہر قسم کی فحشاء ومنکرات کا ایک بازار گرم ہے۔ بایں ہمہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تو قرآن کی تکریم کرنے والے ہیں اور نعوذ باللہ خلافت احمدیہ سے وابستہ احمدی مسلمان توہین قرآن کے مرتکب ہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿

یوں تو آج دنیا بھر میں ہزاروں لاکھوں قاری ہیں اور سینکڑوں، ہزاروں مدرسے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں قرآنی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ لیکن کیا ان کے اعمال کو دیکھ کر، ان کی صورتوں کو دیکھ کر کوئی ذی عقل قرآن کی عظمت کا قائل ہو سکتا ہے؟ ان کی سیرتیں، ان کے کردار قرآن سے متصادم ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ وہ اپنی ان تمام بدیوں اور برائیوں کا جواز قرآن سے ڈھونڈتے اور اپنی مکروہ حرکات کا ذمہ دار قرآن کو ٹھہراتے ہیں۔

افسوس کہ خدا کا وہ پاک کلام جو تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت بن کر آیا تھا، اسی کتاب رحمت کی طرف منسوب ہونے والوں نے آج اپنے ہاتھوں میں کلاشنکوف اور مہلک ہتھیار اُٹھا رکھے ہیں اور اپنے سینوں سے بم باندھ رکھے ہیں اور معصوموں کا خون بہانے اور دہشتگردی کی کارروائیوں میں ملوث ہیں اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اس کا نام قرآنی جہاد رکھتے ہیں۔

یوں تو ریڈیو اور ٹی وی پر آج کل قرآن کے مُلّاں اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر اور اَبْصَارِ شَاخِصَۃ کے ساتھ اور بازو لہرا لہرا کر قرآن کے درس دیتے ہیں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا ''جس علم کے ساتھ آسمانی نور نہیں وہ علم نہیں وہ جہل ہے۔ وہ روشنی نہیں وہ ظلمت ہے۔ وہ مغز نہیں وہ استخوان ہے''۔ ان کی چیخ وپکار کا کوئی مثبت اثر ان کے سننے والوں پر نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ وہ خود اور ان کے پیروکار قرآن کی سچی اور پاکیزہ تعلیمات کو اپنے عمل سے ٹھکرا رہے ہیں۔ اور اس لئے کہ انہوں نے اس موعود امام مہدی کو ٹھکرایا ہے جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی تھی اور جس کو یہ کام بتایا تھا کہ وہ آ کر تلاوت آیات کرے گا اور تزکیہ کرے گا اور شریعت کو پھر سے لوگوں کے دلوں میں قائم کر دے گا۔

آج کہاں ہے اُن میں وہ وحدت جس کی تعلیم قرآن حکیم نے دی اور جس کے بے نظیر نمونے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ کے دور میں دکھائی دیتے ہیں؟ اور جو نمونے آج پھر سے وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:3) کی مصداق اس جماعت کے ذریعہ از سر نو دنیا کو دکھائے جا رہے ہیں۔ کہاں ہے ان میں وہ طہارت اور تزکیہ جو تلاوت آیات کلام پاک کے نتیجہ میں لازماً پیدا ہوتا ہے؟

✿✿✿✿✿✿✿

آج قرآنی تعلیمات کے درس اور وعظ ونصیحت کی قدسی تاثیرات اگر دیکھنی ہیں تو خلافت احمدیہ کو دیکھیں۔ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسولؐ اور اطاعت اولوالامر کی درخشندہ مثالیں اگر دیکھنی ہیں تو خلافت احمدیہ کو دیکھیں کہ جب خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ ''بیٹھ جائیں'' تو جس جس کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے وہ وہیں فوراً، بلا تاخیر بیٹھ جاتا ہے۔ اور جب وہ یہ فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر میرے ساتھ اسلام کی اشاعت اور استحکام خلافت کے عہد کو دہراؤ تو دُنیا بھر میں جہاں جہاں مومنین خلافت کے کانوں میں یہ آواز پڑتی ہے اسی وقت وہ بڑی محبت اور ادب کے ساتھ ایستادہ ہو کر اپنے امام کی اقتدا میں اس صدق اور اخلاص کے ساتھ عہد وفا دہراتے ہیں کہ وَالصَّآفَّاتِ صَفًّا کا مضمون نگاہوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿

پس اس زمانہ میں قرآنی عظمتوں کے قیام کے لئے جس معاشرہ کی تشکیل خدائے تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خلافت احمدیہ کے طفیل وہ معاشرہ وجود میں آ رہا ہے۔ دیکھنے والے اسے دیکھتے ہیں اور اس کی قوت وشوکت اور ہیبت سے لرزاں ہیں۔ مگر وائے بدنصیبی کہ بہت سے ایسے ہیں جو مسلمان کہلا کر بھی اس حقیقت سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے مقدس خلفاء اور آپ کے سچے متبعین ہی وہ ''سَفَرَۃٍ، کِرَامٍ بَرَرَۃٍ'' ہیں جن کے ہاتھوں میں خدا نے دنیا بھر میں قرآن کی سچی خدمت اور اس کی عظمت کے اظہار کا علم تھمایا ہے۔ جو کسی تلوار اور نیزہ سے نہیں، کسی بندوق یا توپ یا بم کے زور سے نہیں بلکہ قرآن کا حربہ ہاتھ میں لے کر، اس کے نُور کو اپنے سینوں میں بسا کر، حجت اور بُرہان اور زمینی و آسمانی نشانات اور الٰہی نصرت و تائیدات کے ساتھ ساری دنیا میں جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ اور صرف اپنے قول سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے قرآنی تعلیمات کی حقانیت اور قرآنی برکات و تاثیرات کے تازہ بتازہ اور شیریں وخوشبودار ثمرات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس کتاب کے زندہ کتاب ہونے اور اس کی عظمتوں پر گواہ ہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿

پس اے وہ تمام لوگو جو خدا اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو! اگر تم اپنے اس دعویٰ میں مخلص ہو تو آؤ اور مسیح محمدی علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرو کہ یہ وہ ''اَلْمُطَھَّرُوْن'' ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں تلاوت آیات اور تزکیہ اور تعلیم کتاب وحکمت کے عالی منصب پر فائز فرمایا ہے اور یہی وہ مقدسوں کی جماعت اور موعود رجال فارس ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کامیابیوں کی بشارتیں دے رکھی ہیں۔ آؤ اور مسیح محمدی اور خلفاء مسیح موعود کی خدمات قرآن کو اور ان کی مجاہدانہ مساعی کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کہ وہ کس طرح دن رات اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جانسوزی کر رہے ہیں اور تلاوت آیات کلام پاک کے طفیل، اپنی متضرعانہ دعاؤں اور روحانی توجہات اور تدابیر حسنہ کے ذریعہ تزکیہ نفوس کر رہے ہیں اور ان کی بابرکت سیادت میں جماعت احمدیہ اپنے اوپر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائید ونصرت کے نشانات کو ہر روز بارش کی طرح برستے دیکھتی اور نشوونما پاتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

بلاشبہ خدمت قرآن کے یہ منفرد اسلوب اور اس کے یہ اعجاز آج دنیا بھر میں خلافت احمدیہ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿

(یہ مضمون اس تقریر کے متن پر مشتمل ہے جو مضمون نگار کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سال میں جلسہ سالانہ UK 2008ء کے موقع پر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔)

خضرِ رہِ طریقت

گناہ گاروں کے درد دل کی بس ایک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے
ہر اک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بدخواہ کانپتا ہے
تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے
نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی
خدا سے ان کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہِ ہدیٰ ہے
بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو نہیں یہ ہے یار سے ملاتا
جواں کے واسطے یہ خضر رہ ہے تو پیر کے واسطے عصا ہے
مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰؐ ہے

(کلام محمود)

تلاوت قرآن کی اہمیت، اس کے آداب اور قرآن کریم کی برکات سے حصہ پانے کے ذرائع

(تحریر: مکرم بشیر احمد صاحب قمر۔مرحوم)

ہماری الہامی کتاب کا نام ’’قرآن‘‘ ہے۔اس نام میں ایک عظیم الشان پیشگوئی پائی جاتی ہے۔اِس کتاب کا یہ مشہور نام ہے۔اگرچہ اور بھی بہت سے نام خود اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ پیشگوئی یہ ہے کہ یہ کتاب کثرت سے پڑھی جائے گی اور اس کے پڑھنے والے بھی بہت ہوں گے۔کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک الہامی کتاب ہے جو اپنی الہامی زبان میں لفظ بہ لفظ محفوظ ہے اور بکثرت پڑھی جاتی ہے اور ہر طبقہ میں اس کے جزوی یا مکمل طور پر قاری و حافظ اور تلاوت کرنے والے موجود ہیں۔

مردوں، عورتوں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں میں سے ہر طبقہ اس کی روزانہ تلاوت کرتا ہے مثلاً نمازوں میں ہر مومن اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تلاوت کرتا ہے لیکن صبح کے وقت خاص طور پر تلاوت کی ہدایت فرمائی جیسا کہ فرمایا:۔ فجر یعنی صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا لازم سمجھ اور صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا ایک مقبول عمل ہے‘‘۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر79)

صبح کو پڑھنا اس لئے بھی بابرکت ہوتا ہے کہ سچا قاری سارا دن قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق گزارتا ہے اور اس کو گزارنا بھی چاہئے۔گویا دست بہ کار و دل بہ یار کا ساماں ہوتا ہے۔ اگر اِس نیت سے تلاوت کی جائے تو یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ ہر شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے اس دنیا کو خوبصورت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہم کو توفیق دے۔

قرآن کریم کی تلاوت صاف و پاک اور باوضو ہونے کی حالت میں کی جائے۔جیسا کہ فرمایا لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡن (الواقعہ:80)۔یعنی قرآن پڑھنے والے کو ظاہری اور جسمانی لحاظ سے بھی پاک وصاف ہونا چاہئے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمّم کر سکتا ہے۔ نیز قرآن کے معانی و معارف بھی روحانی اور جسمانی لحاظ سے پاک لوگوں پر کھولے جاتے ہیں۔

تلاوت سے پہلے تعوّذ پڑھا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ (النحل:99) کہ جب تو قرآن کریم پڑھے یا پڑھ کر سنائے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ پڑھ لیا کر۔اسی حکم کی تعمیل میں ہر قاری اور واعظ تشہد و تعوذ پڑھنے کے بعد امر بالمعروف کرتا ہے۔

تعوّذ پڑھنے کا حکم ہمیں اُس مشہور واقعہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے مشن میں اس کی حمایت کا حکم دیا تو شیطان نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے وہ دربار الٰہی سے نکالا گیا، دھتکارا گیا۔ یہ حکم ہر قاری کو اسی واقعہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اب تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا ہے اس میں کچھ کام کرنے کا حکم ہے اور کچھ سے باز رہنے کی ہدایت ہے جن کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔ اس لئے تو شیطان کے انجام کو سامنے رکھ کر عبرت حاصل کر جو ایک حکم کی تعمیل سے انکار کر کے دھتکارا گیا۔پس تو خدائی احکام پر عمل کرنے والا بننے کا عزم کر۔

اسی طرح فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (الاعراف:205) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو توجہ سے سُنا کرو اور چپ رہا کرو۔تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اتنی بلند آواز سے کی جائے تاکہ دوسرے احباب جو موجود ہوں اور سوئے ہوئے نہ ہوں وہ سُن سکیں۔

دیکھا جاتا ہے کہ ریڈیو یا ٹی وی پر یا گھر پر کوئی تلاوت کر رہا ہو تو اس کو توجہ سے نہیں سُنا جاتا۔ بچے بڑے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔اس طرح اس ارشاد ربّانی کی خلاف ورزی ہو رہی ہوتی ہے۔گھروں میں بھی اونچی آواز سے تلاوت کرنی چاہئے اور اہل خانہ کو توجہ سے سننا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کا نظارہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ہر ایک امت کو اس کی اپنی الہامی کتاب کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا آج کے دن تمہارے اعمال کے مطابق تم کو جزا دی جائے گی۔گویا ان کے اعمال ان کی شریعت کے مطابق پرکھے جائیں گے۔

اس آیت کی روشنی میں ہر تلاوت کرنے والے کو اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کیا میرے اعمال و اقوال قرآن کریم کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو مبارک ہے۔اگر نہیں ہیں تو فکر کرنی چاہئے۔پس ہم کو ان ہدایات اور اُصولوں کو سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کریم کرنی چاہئے اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کہ ہم کہاں تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔کہ ہر قاری کو ترجمہ بھی آنا چاہئے تاکہ وہ اپنا محاسبہ کرتا رہے یا ترجمہ والے قرآن کی مدد سے ترجمہ سیکھے تاکہ جب وہ آیت سنے یا پڑھے تو اس کا ترجمہ اس کو آتا ہو تاکہ وہ اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنائے۔

قرآن کریم میں جنتیوں اور دوزخیوں کا ایک مکالمہ بیان ہوا ہے جو اس طرح ہے کہ جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ’’تم کو کیا چیز دوزخ میں لے گئی۔تمہارا کیا جرم تھا تو وہ جواب میں کہیں گے۔ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ہم غریبوں، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے‘‘۔گویا حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غافل تھے بلکہ اس کے برعکس بیہودہ اور لغو قصے کہانیاں بیان کرنے والوں کے ساتھ مل کر لغو اور فضول باتوں میں وقت ضائع کیا کرتے تھے (سورہ مدثر) جبکہ قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے متقیوں اور ہدایت یافتہ لوگوں کی یہ صفات بیان کی ہیں کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

(البقرۃ آیت نمبر4)

آج کل صوتی، تصویری اور تحریری ذرائع کے ذریعہ لغویات اور بے حیائی کی تشہیر اور اشاعت کی جاتی ہے۔یعنی ٹی۔وی، اخبارات و رسائل ایسی لغویات سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسے اخبارات و رسائل بہت مہنگے بھی ہوتے ہیں باوجود اس کے بعض لوگ بڑے شوق سے اِن کو خرید کر گھروں میں لے جاتے ہیں۔سورہ مومنون پارہ نمبر 18 کے شروع میں مومنوں اور جنتیوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ’’وہ نمازوں کو خشوع و خضوع اور عاجزی سے ادا کرتے ہیں۔لغویات سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں‘‘۔

قرآن کریم میں مومنوں اور کافروں کی بالفاظ دیگر جنتیوں اور دوزخیوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ہر قاری یعنی قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ وہ کن لوگوں میں سے ہے۔اِس طرح نیکیوں کے اختیار کرنے اور اُن پر قائم رہنے والے کو نیکیوں کی توفیق ملے گی۔لیکن یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اس لئے ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہر شخص ترجمہ والے قرآن کی مدد سے ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتا رہے کہ میں کن لوگوں میں سے ہوں۔

قرآن شریف کثرت سے پڑھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔اور جب اُس میں دعا کا مقام آوے تو دُعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور اُن بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔

دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دُعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت میرے شامل حال ہو‘‘۔

(ملفوظات جلدسوم صفحہ519)

ساری قرآنی نصائح کا مغز

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’یہ میری نصیحت ہے جس کو مَیں ساری نصائح قرآن کا مغز سمجھتا ہوں۔قرآن شریف کے تیس سپارے ہیں اور سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ اُن میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلدچہارم صفحہ149)

قرآن کریم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا

’’اے قادر خدا! اے اپنے بندوں کے راہنما۔جیسا تو نے اِس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق و معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا۔

اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔تَوَکَّلۡنَا عَلَیۡکَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ وَاَنۡتَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ۔روحانی خزائن جلد5حاشیہ صفحہ213-214)

اِک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 147)

قرآن شریف کے سچے پیرو کے خواص

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف اپنے سچے پیروکار کو خدا سے ملاتا ہے۔اور اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیروکار کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔اور اس کے دل کو منور کرتا ہے۔اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑا ٹکڑا کرنا چاہتی ہے۔وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے۔اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔اور خدا سے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے۔اور علوم غیب عطا فرماتا ہے۔اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔ اور ہر ایک جو اُس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبتناک نشانوں کے ساتھ اُس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اِس بندہ کے ساتھ ہے جو اُس کے کلام کی پیروی کرتا ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 308-309)

آدابِ تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور اس کی برکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بُطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی‘‘۔

(تفسیر سورۃ بقرہ جلد اول صفحہ647 بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

’’قرآن شریف تدبر و تفکر سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارٍ یَلۡعَنُہُ الۡقُرۡاٰنُ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں۔جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے۔ اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلدپنجم صفحہ 157)

’’اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ قرآن بھی اُن لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدقِ نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں‘‘۔

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 536)

قرآن کریم کی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صُوری اور معنوی اعراض نہ ہو‘‘۔

صُوری اور معنوی اِعراض کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''قرآن شریف سے اِعراض کی دوصورتیں ہوتی ہیں۔ایک صُوری اورایک معنوی۔صُوری یہ ہے کہ کبھی کلام الٰہی پڑھا ہی نہ جاوے۔اورایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگراس کی برکات اورانواراوررحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی ہواس سے پرہیز کرنا چاہئے''۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ519)

تلاوت قرآن کریم کی غرض

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کواندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیااور''ق''،''ع'' کو پورے طور پر ادا کردیا۔

قرآن شریف کوعمدہ طور پراورخوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔مگرقرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اُس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اورانسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔یہ یادرکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اورسچا فلسفہ ہے۔اِس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔جب تک نظام اورترتیب قرآنی کومدنظر نہ رکھا جاوے اس پر پوراغور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے''۔(تفسیر سورۃ البقرۃ از حضرت مسیح موعود جلداوّل صفحہ 419-420)

''باربار قرآن شریف پڑھواور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اورتائید سے کوشش کروکہ بدیوں سے بچتے رہو۔یہ تقوی کا پہلا مرحلہ ہوگا''۔(تفسیرسورۃالانعام از حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ404)

قرآن کریم کے نزول کی غرض

اللہ تعالیٰ کی جو دُنیا میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا رہا ہے اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کواس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اورقرآن کریم کو نازل فرمایا تو اِس کے نزول کی غرض کیا تھی؟

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''پس یادرکھو کہ کتاب مجید کو بھیجنے اورآنحضرت ﷺ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایاوَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) اورایسے ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر3) یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ اُن کی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جوانبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے وجود میں جمع کردیئے۔

اسی طرح تمام خوبیاں اورکمالات جومتفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کردیئے۔ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمتوں میں تھے وہ اس اُمت میں جمع کردیئے۔پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ227,226)

قرآن شریف میں روح کی لذت ہے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔کاش دنیا کومعلوم ہوتا کہ روح کی لذت کس چیز میں ہے اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف اورصرف قرآن شریف میں موجود ہے۔دیکھو جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک وہ ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو......ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جواپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں اوراس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اورزنگ سے صاف ہوجاتے ہیں''۔

(تفسیر از حضرت مسیح موعود سورۃالبقرہ جلد اول جدیدایڈیشن صفحہ 405)

ہم نے دیکھا ہے اسے............

وادیٔ خواب میں اِک بار اُسے دیکھا ہے
پھر تو ان آنکھوں نے ہر بار اُسے دیکھا ہے
قوسِ مغرب پہ ضیا بار اُسے دیکھا ہے
بزم آرا و جہاندار اُسے دیکھا ہے
آر دیکھا ہے کبھی پار اُسے دیکھا ہے
یار دیکھا ہے تو بس ۔ یار اُسے دیکھا ہے
ہم نے دیکھا ہے اُسے ....
تم نے دیکھا ہے کبھی پھول کو باتیں کرتے ؟
تم نے دیکھی ہے نظر قوس قزح کی صورت ؟
تم نے دیکھے ہیں کبھی اشک برآتیں کرتے ؟
ہم نے دیکھا ہے اُسے ....
تم نے دیکھا ہے کسی چاند کو شرماتے ہوئے؟
تم نے دیکھے ہیں زمینوں سے ستاروں کے نیاز؟
تم نے دیکھا ہے کسی خواب کو اتراتے ہوئے ؟
ہم نے دیکھا ہے اُسے ....
تم نے دیکھا نہیں خوشبو کو سفر میں شاید؟
تم نے دیکھا نہیں پُونم میں وضو بار قمر؟
تم نے دیکھا نہیں شبنم کو سحر میں شاید ؟
ہم نے دیکھا ہے اُسے ....
تم نے دیکھی ہے کڑی دھوپ میں برسات کبھی؟
تم نے چھانی ہے کبھی دردِ غم یار کی ریت؟
تم نے دیکھی ہے شبِ ہجر میں شبرات کبھی ؟
ہم نے دیکھا ہے اُسے ....
جلوۂ دید سے مدہوش ۔ خاکم بدہن!
رُوح فنِ عجز سے خاموش ہے ، خاکم بدہن!

(ایچ۔آر۔ساحر۔امریکہ)

شذرات

نمازی اورقرآن خوان

لاہور (وقائع نگار) قرآن انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام سیمینار میں مقررین نے قرآن پاک اور مسلمانوں کے بارے میں بعض دلچسپ اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت پاکستان کی کل آبادی میں سے صرف 3 فیصد مسلمان نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔ ایک ہزار مسلمانوں میں سے ایک زکوٰۃ کی باضابطہ ادائیگی کرتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے صرف ایک فیصد قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ جانتے اور پڑھتے ہیں۔سوا ارب مسلمان تو قرآن پاک ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔قرآن پاک کی تعلیم دینے والے اساتذہ میں سے بھی صرف 2 فیصد ایسے ہیں جوقرآن کو مکمل طور پر سمجھتے ہیں۔پاکستان کی آبادی کا 75 فیصد ناخواندہ ہے اور ہر آنے والے سال میں ناخواندگی کا گراف بڑھ رہاہے۔

(روزنامہ پاکستان15ستمبر2003ء)

قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں ، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جُز دان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

(مولانا ماہرالقادری)

(ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر)

قرآن کا پہلا انگریزی ترجمہ

ڈاکٹر شبیر احمد (مقیم امریکہ) اپنے مضمون ''نظام دکن'' مطبوعہ ''نوائے وقت سنڈے میگزین'' مورخہ 13 نومبر 2005ء میں لکھتے ہیں۔

''مسلمان ایسی بدنصیب قوم ہے صاحبو کہ انہوں نے کلام الٰہی تک کا انگریزی ترجمہ نہ کیا تھا جبکہ یورپی سکالرز 16ویں 17ویں 18ویں صدی میں یہ کارنامہ انجام دیتے آئے تھے۔کیا آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہوئی کہ فرنگیوں کو چھوڑ کر قرآن کا پہلا انگریزی ترجمہ لاہور کے ایک احمدی مولوی محمد علی نے کیا؟ (1925ء)

عبداللہ یوسف علی مرحوم جن کا ترجمہ قرآن آج دنیا پر چھایا ہوا ہے۔نظام دکن کی سرپرستی میں 1930ء میں چھپا۔ برطانیہ کے نومسلم انگریز Marmaduke pickthall مرحوم کا ترجمہ بھی جامعہ عثمانیہ سے 1932ء میں شائع ہوا۔''

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حفاظت قرآن کے سلسلہ میں ایک زبردست آسمانی تدبیر

قرآن کریم کے اِعراب اور نقاط کا تاریخی جائزہ

”قرآن میں ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں“۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(عبدالسمیع خان)

عرب میں اعراب و نقاط کا وجود لکھنے پڑھنے میں زمانہ قدیم سے تھا۔ (ادب العرب۔ جلد اول صفحہ 59 بحوالہ تاریخ قرآن از عبدالصمد صارم صفحہ 128)

جو کسی زمانہ میں ترک کر دیا گیا مگر تاریخ سے اس زمانہ کی تعیین نہیں ہو سکی۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں نقطوں کے موجد کا نام عامر بن جدرہ بتایا گیا ہے جو قبیلہ بولان کا آدمی تھا۔

(صبح الاعشیٰ جلد 3 صفحہ8)

پس جب ہم قرآن پر نقطوں کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب نقطوں کی ایجاد نہیں بلکہ قرآن کریم میں ان کا اوّلین استعمال ہے۔

قرآن کریم کی اولین کتابت میں نقطے اور اعراب نہیں لگائے گئے تھے۔ اس کا پس منظر معلوم کرنے کے لئے عربی رسم الخط کا ذکر ضروری ہے جو اس زمانے میں نقطوں اور اعراب سے خالی ہوتا تھا۔

ظہور اسلام کے وقت عرب میں جو خط رائج تھا اس کی نسبت حیرہ کی طرف ہے (حیرہ کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا جسے اب ”نجف“ کہتے ہیں)۔ (معجم البلدان)

بعد میں یہی خط ”خط کوفی“ کے نام سے مشہور ہوا۔

(تاریخ القرآن از ابراہیم الابیاری ص153)

رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں قرآن کریم کی کتابت کس خط میں کروائی اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں قرآن کی تدوین کس خط میں ہوئی؟ اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس قرآن کا کوئی نمونہ یا عکس دستیاب نہیں ہوا۔ تاہم قوی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خط کوفی میں ہی ہوگا کیونکہ

(1) عرب میں اس وقت وہی خط متداول اور مروج تھا اور صحابہ نے اسی کو سیکھا تھا۔

(2) رسول کریم ﷺ نے جو تبلیغی خطوط مختلف حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے ان میں سے بعض کے جو عکس اس وقت تک دستیاب ہو چکے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطوط خط کوفی میں ہی تھے۔

(3) صحابہ میں سے جن کے لکھے ہوئے مصاحف ملتے ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ وہ صاف خط کوفی میں ہیں۔

(4) حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں قرآن کو لغت قریش کے مطابق لکھا گیا جو 30 ہجری میں تیار ہوا۔ یہ نسخہ مصحف امام کہلاتا ہے اور یہ بھی کوفی خط میں تھا۔

خط کوفی

خط کوفی پر اعراب اور نقاط نہیں لگائے جاتے تھے اس لئے مصحف امام اور حضرت عثمان کے عہد کے دوسرے مصاحف پر نہ تو نقاط تھے اور نہ ہی اعراب لگائے گئے تھے، مگر پڑھنے میں اعراب و نقاط محفوظ تھے۔ یعنی س، س ہی پڑھا جاتا تھا اور ش، ش ہی۔ فتحہ (یعنی زبر) فتحہ ہی پڑھی جاتی تھی۔ کیونکہ عرب اس پر قادر تھے اور وہ حروف کو صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے اِعراب اور نقطوں سے بے نیاز تھے۔

تاریخ القرآن میں لکھا ہے:۔

لکن ملکة الاعراب موجودة فی نفوسھم قبل اختلاطھم بالامم العجمیہ صانت لسانھم عن اللحن۔ (تاریخ القرآن از عبدالصمد صارم صفحہ129)

یعنی غیر عرب قوموں کے ساتھ ملنے جلنے سے قبل عربوں کے نفوس میں اِعراب کا ملکہ موجود تھا اور اسی نے ان کی زبان کو اغلاط سے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ پس لکھنے والا خالی حرف لکھنے پر اکتفا کرتا تھا اور پڑھنے والے اسی طرز کے عادی تھے کہ انہیں بغیر نقطوں کے تحریر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی اور سیاق و سباق کی مدد سے مشتبہ حروف میں امتیاز بھی بآسانی ہو جاتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات نقطے ڈالنے کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مؤرخ مدائنی نے ایک ادیب کا مقولہ نقل کیا ہے کہ:

کثرة النقط فی الکتاب سوء ظن بالمکتوب الیہ

(صبح الاعشیٰ جلد3 صفحہ150)

یعنی خط میں کثرت سے نقطے ڈالنا مکتوب الیہ کے فہم پر بدگمانی کرنا ہے۔

اعراب و نقاط کا آغاز

قرآن کریم میں نقاط و اعراب اور اشکال و علامات کا رواج حضرت عثمانؓ کے بعد ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اسلامی سلطنت کے پھیلاؤ کے ساتھ مختلف ممالک کی عجمی اقوام اسلام میں داخل ہوئیں جن کی مادری زبان عربی نہ تھی اور الفاظ و حروف کے صحیح تلفظ کی قدرت ان میں عموماً نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں۔ اس صورتحال کو حضرت علیؓ کی دور بین نگاہ نے بھانپ لیا اور لوگوں کو تلاوت قرآن کریم میں غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے پہلی اینٹ خدا نے ان کے ہاتھ سے رکھوائی۔

انہوں نے ایک شخص کو قرآن کریم غلط پڑھتے ہوئے سنا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ کوئی ایسا قاعدہ بنا دیا جائے جس سے اعراب میں غلطی واقع نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابوالأسود دوئلی کو چند قواعد بتا کر اس فن کی تدوین پر مامور کیا اور اس طرح ”علم النحو“ کے ابتدائی اصول وجود میں آئے۔

(الفہرست ابن ندیم۔ مقالہ دوم صفحہ 105 و تاریخ الخلفاء حالات حضرت علیؓ صفحہ228)

تھوڑے عرصے کے بعد یہ ضرورت بھی محسوس کی گئی کہ قرآن پر نقاط اور اعراب وغیرہ لگائے جائیں تاکہ نئے آنے والے قرآن صحیح طور پر پڑھ سکیں اور زبانوں اور لہجوں کے اختلاف کے باوجود وحدت کا رنگ پیدا کیا جا سکے۔ یہ کام بھی حضرت علی کے شاگرد ابوالأسود اور اس کے تلامذہ کے ذریعے سرانجام پایا۔

ایک احتیاط

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری اور لفظی حفاظت کے پیش نظر علمائے سلف میں سے اکثر قرآن کریم پر نقاط یا دوسری علامات و نشانات لگانا مکروہ بلکہ ایک طرح کی بدعت سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

”قرآن کو خالص رہنے دو اور اس میں کسی چیز کو مت ملاؤ“۔ (تفسیر الاتقان اردو ترجمہ جلد2 صفحہ539)

یہی خیال حضرت ابن عمرؓ، قتادہ، حضرت حسن بصری، ابن سیرین اور امام نخعی کا تھا۔

(صبح الاعشیٰ جلد3 صفحہ158)

حضرت امام مالکؒ نے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ وہ نیم خواندہ لوگوں یا بچوں کے لئے تو ایسے مصاحف جائز سمجھتے تھے جن پر نقاط و علامات لگا دی جائیں، لیکن بالغوں کے لئے اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(الموسوعة القرآنیہ المیسرة جلد2 صفحہ97)

مگر لوگ آہستہ آہستہ نقطوں اور اعراب والے قرآن کی طرف راغب ہوتے گئے اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس فعل کو بنظر استحسان دیکھا جانے لگا اور علماء نے اس کو پسندیدہ قرار دیا۔ (الاتقان جلد2 صفحہ539)

جس طرح پہلے یہ خطرہ تھا کہ نقطے اور اعراب لگانے سے کہیں قرآنی حروف تبدیل نہ ہو جائیں اب یہ خطرہ دامن گیر ہوا کہ اگر قرآن پر نقطے اور اعراب نہ لگائے گئے تو عجمی لوگ اس کی تلاوت میں غلطیوں کے مرتکب ہوں گے، خلاصہ یہ کہ الفاظ قرآن کی حفاظت کا خیال پہلے نقاط و اعراب سے کراہت کا موجب تھا اور بعد میں یہی جذبہ نقطے اور اعراب لگانے کا محرک بن گیا۔

تدریجی مراحل

قرآن پر اعراب اور نقاط لگانے کا کام تدریجی طور پر کمال کو پہنچا، آغاز کار اعراب سے ہوا مگر وہ اعراب کی موجودہ شکل نہ تھی بلکہ اعراب اور حرکات کا اظہار نقاط کے ذریعہ کیا گیا۔ یعنی نقاط تو لگائے گئے مگر وہ اعراب و حرکات کے قائمقام تھے اور ان کی حیثیت ان نقاط کی نہیں تھی جن سے آج ہم واقف ہیں۔ (علوم القرآن صفحہ133)

ابوالاسود نے یہ کام حضرت علیؓ کے ارشاد پر کیا۔

(صبح الاعشیٰ جلد3 صفحہ151)

لیکن بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام حضرت علیؓ کی وفات کے بعد 42ھ میں کیا۔

(مناہل العرفان بحوالہ علوم القرآن صفحہ133)

اور یہ بھی ذکر آتا ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام والی بصرہ زیاد بن ابی سفیان کے حکم پر کیا تھا۔

(البرہان جلد1 صفحہ251)

ابوالاسود (متوفی 69ھ) قاضی بصرہ تھے اور کبار تابعی تھے۔ انہوں نے نقط مصاحف پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس کا تذکرہ مشہور قاری علامہ ابوعمر وانی نے کتاب المحکم میں کیا ہے۔ (دیباچہ اتقان صفحہ61)

دوسرا قدم

دوسرا قدم عبدالملک بن مروان (65ھ تا 86ھ) کے زمانہ میں اٹھایا گیا۔ اس سلسلہ میں حجاج بن یوسف (م۔95ھ) کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ اس کی سرپرستی میں 70ھ کے لگ بھگ ابوالاسود کے دو شاگردوں یحییٰ بن یعمر (م۔129ھ) اور نصر بن عاصم (م۔89ھ) نے اعراب اور نقاط کے کام کو آگے بڑھایا۔

بعض روایتوں کے مطابق یہ کام 65ھ میں شروع ہوا اور ابوالاسود خود بھی اس میں شریک ہوئے۔ نصر بن عاصم کے سلسلہ میں تو یہ وضاحت ملتی ہے کہ انہوں نے حجاج کی منشاء کے مطابق ایک طرف تو باقاعدہ نقطے وضع کئے، جن کے ذریعے ہم شکل حروف میں امتیاز قائم ہو گیا۔ یعنی ”د“ پر کوئی نقطہ نہیں دیا اور ”ذ“ پر ایک نقطہ دے دیا گیا۔ اس کی وجہ سے حروف کے مابین اشتباہ ختم ہو گیا۔ نصر کی اس خدمت کی وجہ سے اسے ”نصر الحروف“ بھی کہا جاتا ہے۔

(البرہان جلد1 صفحہ251)

نصر بصرہ کے قاری تھے اور 89ھ میں وفات پائی۔

ایک اور اہم کام اس دور میں یہ کیا گیا کہ قبل ازیں اعراب کے قائمقام جو نقاط مقرر کئے گئے تھے ان میں اور حروف کے اصل نقاط میں امتیاز کرنے کے لئے الگ الگ رنگ مقرر کئے گئے۔ یعنی حروف اصلیہ پر نقطے سیاہ رکھے گئے اور اعراب کے لئے قرمزی یا سرخ رنگ کے نقطے لگائے گئے۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد نمبر3 صفحہ283، اپریل 1970ء)

ان اصلاحات سے الفاظ کا تلفظ اور لہجے آسان ہو گئے اور متشابہ الفاظ و حروف کے درمیان جو پیچیدگی واقع ہو جاتی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا اور اعراب و نقاط لگانے کے جو اصول و قواعد بن گئے تھے اس کی وجہ سے آنے والے مصلحین کا کام بہت سہل ہو گیا۔

نئی شکلیں

زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے رسم الخط کو آسان اور خوبصورت بنانے کی جدوجہد جاری رہی۔ اور نئی نئی صورتیں اختیار کرتی رہی۔ اس شوق کو علم عروض کے بانی خلیل بن احمد (متوفی 175ھ) نے ایک نیا رنگ دیا۔ اس نے اعراب کی خاص شکلیں وضع کیں۔ یعنی زبر، زیر وغیرہ جس کے بعد اعراب کے لئے مختلف رنگوں کا استعمال ترک کر دیا گیا۔ لفظوں کی حسین اور معین شکل متعین کی۔ ایک اور کتاب میں ان اصول و قواعد کو منضبط کیا۔ انہوں نے ہمزہ، تشدید اور اشمام کی اصطلاحات بھی ایجاد کیں۔

(تفسیر الاتقان جلد2 ص540، صبح الاعشیٰ جلد3 ص157)

خلیل کی ان اصطلاحات کے بعد تیسری صدی ہجری کے اختتام تک قرآن کا رسم الخط باقاعدہ ایک فن بن چکا تھا اور لوگ عمدہ خط اختیار کرنے اور نئی نئی علامات ممیّزہ وضع کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کر رہے تھے، چنانچہ کئی نئی علامتیں متعارف کرائی گئیں۔

(علوم القرآن صفحہ136)

خط نسخ

خط کی تاریخ میں ابن مقلہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس نے رسم الخط میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔

ابن مقلہ عباسی دور میں وزیر بھی رہا۔ (زمانہ 272ھ تا 328ھ) وہ تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل کا ایک باکمال خطاط تھا۔ اس نے قدیم اور مروج خطوط کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھ خط ایجاد کئے جن میں سب سے زیادہ مشہور ”نسخ“ ہے۔

خط نسخ 310ھ میں ایجاد کیا گیا اور اپنی عمدگی کی وجہ سے قرآن لکھنے کے لئے مخصوص ہوا۔ چوتھی صدی ہجری تک قرآن خط کوفی میں لکھا جاتا تھا مگر خط نسخ نے آہستہ آہستہ اس کی جگہ لینی شروع کر دی تھی اور پانچویں صدی کے اوائل میں خط کوفی متروک ہو گیا اور نسخ کا دور شروع ہو گیا۔

یہ خط بہت سادہ اور واضح اور آسان ہے اور اس میں سب نقاط حرکات اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اس نے قراءت قرآن کو بہت آسان اور درست کر دیا اور وہ ساری اصولی اور بنیادی ضرورتیں جو ابتدائے کتابت قرآن میں محسوس کی جاتی تھیں اس کے ذریعہ پوری ہو گئیں اور آج تک یہ خط اپنی اسی شان سے کام انجام دے رہا ہے۔

خط نستعلیق

ساتویں صدی ہجری میں ایک اور نیا خط ”نستعلیق“ کے نام سے ایجاد ہوا۔ اس کی ایجاد اور قواعد و ضوابط کا سہرا امیر علی تبریزی کے سر ہے۔ یہ خط بھی بے انتہا مقبول و معروف ہے۔

حفاظت قرآن کا ذریعہ

بعد میں کئی خطوط ایجاد ہوئے جنہوں نے عربی زبان اور قرآن کریم کی بہت خدمت کی اور اس کا ظاہری حسن بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ اعراب و نقاط کا یہ سلسلہ بھی درحقیقت حفاظت قرآن کے سلسلہ میں خدائی تقدیر کے ماتحت تھا۔ تاکہ قرآن کا ایک ایک نقطہ اور شعشہ قیامت تک محفوظ رہے اور کوئی مخالف اس میں ذرہ بھر دخل اندازی نہ کر سکے۔ سو ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

قرآن کریم کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم

قرآن کریم بِسْمِ اللّٰہ کی ''ب'' سے لے کر وَالنَّاس کی ''س'' تک خدا کا کلام ہے اور اس کا حرف حرف خداتعالیٰ کی حفاظت کے سائے تلے ہے اور ساری اُمّت اس قرآن پر متفق اور متحد ہے۔

قرآن کریم کو اندرونی طور پر سورتوں، آیات، منازل، رکوعات اور پاروں اور پھر پاروں کو نصف، ثلث، ربع وغیرہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تاریخ قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب آیات اور ترتیب سُوَر رسول کریم ﷺ نے خدا کے حکم سے اپنی زندگی میں مقرر فرمادی تھی۔ اسی طرح منازل کا تصور بھی ملتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں رکوعات اور پاروں کی اصطلاحات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ان کی بنیاد تو صحابہؓ کے دور میں پڑی مگر ان کی ترویج بہت بعد میں ہوئی۔ آیئے اس کا تدریجی طور پر جائزہ لیں۔

قرآن کریم کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم کی تاریخ روایات کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت سے شروع ہوتی ہے جس کا مقصد قراءت قرآنی میں تناسب اور سہولت پیدا کرنا تھا۔

قرآن کریم کی رکوعات میں تقسیم

حضرت عمرؓ کے وقت میں جب نماز تراویح کا باقاعدہ آغاز ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تراویح میں فی رکعت تیس آیات پڑھی جائیں تاکہ دس دن میں قرآن مکمل ہو اور پورے رمضان میں قرآن کے تین دور مکمل ہوں۔

(المبسوط للسرخسی جلد2 صفحہ146)

(تراویح 30x20 آیات=600 آیات 10x دن=6000 آیات)

تراویح کی رکعتوں کے بارہ میں اصولاً یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسول کریم ﷺ تہجد کے وقت آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور یہی آپؐ کا دوامی عمل تھا تاہم آپؐ نے بعض اوقات اسے رات کے اول حصے میں بھی پڑھا۔ پس آٹھ رکعات تراویح پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہے مگر چونکہ تراویح نفل نماز ہے اس لئے اگر کوئی زیادہ رکعت پڑھنا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھنے لگے تھے تاکہ ہر رکعت کی قراءت جلدی ختم ہو اور ایک ہی رکعت میں لوگوں کو دیر تک کھڑے نہ رہنا پڑے کیونکہ لمبی قراءت کی وجہ سے بعض اوقات لوگ تھک جاتے تھے۔

(فقہ احمدیہ صفحہ209,208)

واضح رہے کہ قرآن کریم کی کل آیات چھ ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ بعض کے شمار میں چھ ہزار چھ سو کے قریب ہیں۔ (اس اختلاف کی وجہ آیات کی کمی بیشی نہیں بلکہ گنتی کے طریق میں فرق ہے)۔

حضرت عمرؓ کے اس حکم پر عمل کے لئے آیات کے آخر پر نشان لگانے کا آغاز ہوا اور پانچ آیتوں اور دس آیتوں کے بعد باقاعدہ نشان لگائے گئے۔

حضرت عثمانؓ نے غالبًا نئے آنے والے اور کمزور لوگوں کا خیال کرتے ہوئے تراویح میں فی رکعت دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا۔ (اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم بحوالہ عرض الانوار صفحہ105)

انڈیا آفس لائبریری لندن میں عثمانی عہد کا جو نسخۂ قرآن موجود ہے اس میں دس آیتوں کے بعد نشان ہے اور دوسو آیتوں کے بعد حاشیہ پر نشان ہے۔

(بحوالہ تاریخ القرآن عبدالصمد صارم صفحہ125)

اس طرح رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل ہوتا تھا۔ آغاز میں اسی پر عمل ہوتا رہا۔ بعد میں یہ خیال ابھرا کہ آیات کی گنتی کو مدنظر رکھنے کی بجائے جہاں مضمون مکمل ہو وہاں پر وقف کیا جائے اور اتنا حصہ ایک رکعت میں تلاوت کیا جائے۔ اس طرح قرآن کریم کے 540 رکوعات قائم ہوئے اور بعض کے خیال میں 551 تھے۔

لیکن اس دور میں ابھی قرآن کریم پر باقاعدہ رکوعوں کے نشان نہیں لگائے گئے تھے۔ یہ سارا عمل زبانی تھا، تحریر میں نہ تھا۔ تحریر میں رکوع کا یہ (ع) نشان بعد کے علماء کی ایجاد ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ نشان امام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن طیفور السجاوندی (متوفی آخر صدی ششم ہجری) کی ایجاد ہے۔ (عرض الانوار صفحہ105)

اور اس کو رکوع اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حصہ قرآن ایک رکعت میں تلاوت کیا جاتا ہے اور اس کے بعد نمازی رکوع میں جاتا ہے۔

(المبسوط للسرخسی جلد2 صفحہ146)

قاضی عمادالدین کہتے ہیں کہ مشائخ بخاری نے قرآن کو 540 رکوعات میں تقسیم کیا ہے اور ہر رکوع کے اختتام پر نشان بنادیئے ہیں تاکہ قرآن ستائیسویں رمضان کو ختم ہو جائے۔ کیونکہ عام طور پر ستائیسویں رمضان کو لیلۃ القدر سمجھا جاتا ہے۔

(تراویح 1x20 رکوع=20 رکوع x27 روزے=540 رکوع)

یعنی اس طرح تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھا جائے تو روزانہ بیس تراویح کے لحاظ سے ستائیسویں رمضان کو قرآن کریم کا دور مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح کل 540 رکوع بنتے ہیں۔

(المبسوط للسرخی جلد2 صفحہ146 و فتاویٰ ھندیۃ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد اول صفحہ188 مطبوعہ 1933ء نولکشور لکھنؤ و فتاویٰ قاضی خان صفحہ171)

یہاں یہ بات دلچسپی کے لائق ہے کہ سنٹرل لائبریری بہاولپور میں قرآن کریم کا ایک قدیم قلمی نسخہ موجود ہے جو چھٹی صدی ہجری میں روسی ترکستان میں لکھا گیا۔ اس قرآن کریم کے متن میں آیات کے نشان سنہری، رکوع کے نشان سرخ اور بیان نزول سورۃ کے الفاظ نیلی روشنائی میں ہیں جبکہ تمام اعراب سرخ رنگ کے لگائے گئے ہیں۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم صفحہ785)

قرآن کریم کی پاروں میں تقسیم

پارہ کا تصور بھی غالبًا نماز تراویح ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب رمضان میں ایک بار قرآن کریم کا دور کرنے کا طریق شروع ہوا تو جتنا قرآن ایک دن کی بیس تراویح میں پڑھا جاتا تھا اسے ایک جزء قرار دیا گیا۔ لیکن پھر اس سے وسعت پذیر ہو کر ایک ماہ میں تلاوت قرآن کرنے کی غرض سے اسے تیس حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

اس عمل کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی اس حدیث پر ہے جس میں رسول اللہؐ نے حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے فرمایا تھا کہ قرآن کو ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔

لیکن حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کی کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے تو رسول کریمؐ نے انہیں کم از کم سات دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت فرمائی اور یہیں سے غالبًا سات منزلوں کا خیال پیدا ہوا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرء)

حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں جو قرآن لکھا وہ تیس جزو پر مشتمل تھا۔

(مفید القاری بحوالہ عرض الانوار صفحہ105)

حضرت علیؓ اور صاحبزادگان کے لکھے ہوئے قرآن اور پارے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

(عرض الانوار صفحہ70)

تابعین کے دور میں یہ کام مزید آگے بڑھا اور باقاعدہ ہر پارہ کا نام تجویز کیا گیا اور ہر پارے کا نام اس کے پہلے لفظ پر لکھا گیا۔

(اردو انسا ئیکلو پیڈیا زیر لفظ قرآن صفحہ754)

ہارون الرشید کے کاتب نے ایک قرآن تیس ورق پر لکھ کر بادشاہ کو پیش کیا تھا اور اسی سے وہ تلاوت کیا کرتا تھا۔ پاروں کی یہ تقسیم باعتبار حروف ہے اور اس میں یہ لحاظ بھی ہے کہ آیت پوری ہو جائے اور مطلب میں ایسی کمی نہ رہے جس سے تلاوت میں نقص واقع ہو۔ لیکن چونکہ شمار حروف میں صحابہؓ میں اختلاف ہے اس لئے بعض پاروں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی اختلاف ہے۔ یہ اختلاف مصر اور مراکش وغیرہ میں رائج ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) ساتواں پارہ جو مصر وغیرہ میں رائج ہے۔ آیت لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ (المائدہ آیت 83) سے شروع ہوتا ہے اور ہمارا ساتواں پارہ اس سے ایک آیت بعد۔ وَاِذَاسَمِعُوْا (المائدہ آیت 84) سے شروع ہوتا ہے۔

(2) مصر کا چودھواں پارہ آیت الٓرٰ۔ تِلْکَ اٰیٰت (سورۃ الحجر آیت2) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ اس سے اگلی آیت رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْن(الحجر :3) سے شروع ہوتا ہے۔

3) بعض نے انیسویں پارے کو آیت وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَاعَمِلُوْا (سورۃ الفرقان آیت24) سے شروع کیا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ وَقَالَ الَّذِیْن(سورۃ الفرقان آیت22) سے شروع ہوتا ہے۔

(4) مصر کا بیسواں پارہ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ (النمل:57) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ(النمل:61) سے شروع ہوتا ہے۔

(5) مصر کا اکیسواں پارہ وَلَاتُجَادِلُوْا اَھْلَ الْکِتٰب (العنکبوت:47) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ (العنکبوت:46) سے شروع ہوتا ہے۔

(6) مصر کا تیئیسواں پارہ وَمَآاَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ(سورۃ یٰسٓ آیت29) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا وَمَالِیَ لَآاَعْبُدُالَّذِی(سورۃ یٰسٓ آیت23) سے شروع ہوتا ہے۔

(7) بعض نے چھبیسویں پارے کو وَبَدَالَھُمْ (الجاثیۃ:34) سے شروع کیا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ حٰمٓ (الاحقاف کے آغاز) سے شروع ہوتا ہے (یعنی چار آیت بعد سے) (عرض الانوار صفحہ106)

ہمارا ہر پارہ ربع، نصف، ثلث پر تقسیم ہے مگر مصر وغیرہ کا ہر جزو دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف، ثلث پر۔ حزب کے ان حصوں کو مقرا بھی کہتے ہیں۔ یہ دونوں تقسیمیں مجلس قراء حجاج بن یوسف نے مقرر کی ہیں۔ یہ تقسیم باعتبار حروف ہوئی ہے۔

ضمناً یہ ذکر ضروری ہے کہ ابتدا میں علماء نے رکوع اور پارہ کی تقسیم اور آیات کے اختتام پر نشان وغیرہ کو بنظر کراہت دیکھا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود کے متعلق لکھا ہے کہ یکرہ التعشیر فی القرآن عبداللہ بن مسعود دس آیتوں کے بعد نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے۔ صحابہؓ کی تقلید میں بعض تابعین اور تبع تابعین بھی اس کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر بعد میں ان کے مباح اور مستحب ہونے کے قائل ہوگئے۔ (کتاب المصاحف لابی داؤد بحوالہ عرض الاَنوار صفحہ63)

منزلوں اور پاروں کی تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے امام زرکشی کہتے ہیں۔

اَمَّا التحزیب والتجزئۃ فقداشتھرت الاجزاء من ثلاثین کما فی الربعات بالمدارس وغیرھا۔

(البرھان فی علوم القرآن جلد اول صفحہ250)

یعنی جہاں تک قرآن کریم کو منزلوں اور پاروں میں تقسیم کرنے کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کو مدارس میں تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا معلومات اور روایات کی روشنی میں امام زرکشی کے بیان کا مطلب یہ بنتا ہے کہ قرآن کریم کی الگ الگ پاروں کی شکل میں تحریر یا اشاعت اس وقت ہوئی جبکہ قرآنی علوم سکھانے کے لئے مدارس قائم کئے گئے اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پارے الگ الگ لکھے یا شائع کئے گئے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ۔13/دسمبر 2007ء صفحہ 27)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

(درثمین)

ربوہ میں پلاٹ برائے فروخت

مسجد اقصیٰ ربوہ کے بالکل سامنے محلّہ دارالبرکات میں ایک کنال رقبہ کا نہایت باموقعہ پلاٹ برائے فروخت ہے۔ مزید معلومات کے لئے ناصر احمد سے حسب ذیل پر رابطہ کریں:

فون: 32720874 21 (92)

فیکس: 32773723 21 (92)

ای میل: banison@cyber.net.pk

(پاکستان کے سٹینڈرڈ وقت کے مطابق دوپہر بارہ بجے سے شام چھ بجے تک فون پر رابطہ کیا جاسکتا ہے)۔

حضرت اقدس مسیح موعود کی مطبوعہ کتب

بزبان انگریزی، عربی، فرنچ اور فارسی

(ایڈیشنل وکالت اشاعت۔لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ؍جولائی 2009ء میں احباب جماعت کوخصوصیت سے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ:

’’احمدی بھی یادرکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جوحق و باطل کے معرکے میں دلائل وبراہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں‘‘۔

اسی طرح حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے تعلق میں یہ کہنا کہ یہ مشکل ہیں ’’اس لئے اس کی بجائے اپنے طور پر اپنے لوگوں کے لئے جو یہاں پڑھے لکھے ہیں ان کے لئے لٹریچر بنانا چاہئے۔ بے شک اپنا لٹریچر پیدا کرنا چاہئے لیکن اس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب واقوال پر ہی ہوگی اورآپ کے کلام پر ہی ہوگی۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ مشکل ہے اس لئے ان ملکوں کے جولوگ ہیں یا جو بچے ہیں یا نوجوان ہیں وہ براہ راست یہ لٹریچر یا کتب نہیں پڑھ سکتے۔ یہ کتب صرف پاکستان یا ہندوستان کے لئے لکھی گئی تھیں۔ یہ غلط سوچ ہے۔نوجوانوں اور بچوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دی جانی چاہئے اور یہ بڑوں کا کام ہے کہ دیں۔اوراسی طرح ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظاموں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دلائیں۔ یہ بات غلط ہے کہ کیونکہ یہ مشکل ہے اس لئے ہم نہ پڑھیں۔آہستہ آہستہ پھر بالکل دور ہٹتے چلے جائیں گے۔کیونکہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں جوعظمت وشوکت ہے وہ ان کا خلاصہ بیان کرکے یا اس میں سے اخذ کرکے نہیں پیدا کی جاسکتی۔‘‘

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں خصوصیت سے انگریزی دان طبقہ کوحضور علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوکتب ہیں ان کے اقتباسات مختلف عناوین کے تحت انگلش میں بھی Essence of Islam کے نام سے پانچ والیومز (Volumes) میں ٹرانسلیشن ہوگئے ہیں اورمزید بھی ہورہے ہیں۔ان کوانگریزی دان طبقے کو پڑھنا چاہئے۔......اورجن کتب کے مکمل ترجمے ہوچکے ہیں وہ کتب بھی ہر احمدی گھر میں ہونی چاہئیں اورانشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ جلد ہی براہین احمدیہ کا بھی ترجمہ ہوکے آجائے گا۔تو جو لوگ انگریزی میں پڑھنے والے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کوخریدیں اور پڑھیں اوران سے دلیلیں لیں اوراپنے مخالفین کودلائل سے قائل کریں اورجتنے اُردو پڑھنے والے ہیں ان کوتو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مکمل سیٹ رکھنا چاہئے۔اب نئی کتب چھپ رہی ہیں جوکمپیوٹر پہ نئی کمپوز ہورہی ہیں۔انشاءاللہ جلسہ تک کچھ جلدیں آبھی جائیں گی تواحمدیوں کوجن کے گھروں میں کتب نہیں ہیں ان کوبھی خریدنا چاہئے‘‘۔

(حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے اسی شمارہ کی زینت ہے۔)

ذیل میں احباب کی سہولت واستفادہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کتب کی فہرست پیش کی جارہی ہے جوانگریزی میں ترجمہ ہوکرشائع ہوچکی ہیں اورایڈیشنل وکالت اشاعت لندن سے دستیاب ہیں۔تمام امراء و صدران جماعت کوچاہئے کہ اگر یہ کتب ان کے سٹاک میں موجودنہیں ہیں تواپنے آرڈرز وکالت اشاعت لندن کو بھجوا کر یہ کتب حاصل کریں اوراحباب جماعت کوان سے استفادہ کی تحریک کریں اوراس سلسلہ میں حسب ارشاد حضورانور ذیلی تنظیمیں اورجماعتی نظام مل کرمنصوبہ بندی کرکے ٹھوس عملی پروگرام بنائیں۔

انگریزی کے علاوہ عربی زبان میں جوکتب روحانی خزائن کے سیٹ کے علاوہ علیحدہ علیحدہ شائع ہوئی ہیں ان کی فہرست بھی ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔اسی طرح فرنچ اور فارسی میں حضور علیہ السلام کی کتب کی فہرست بھی ہدیۂ قارئین ہے۔دیگرزبانوں میں ترجمہ شدہ مطبوعہ کتب کے بارہ میں معلومات کے لئے احباب اپنے اپنے ملک میں امراء جماعت سے رابطہ کرکے رہنمائی حاصل کریں۔

انگریزی کتب

PRICE	NAME OF THE BOOK
£ 5.00	COMMENTARY ON THE HOLY QURAN.VOL.1 (SURAH ALFATIHA)
£ 0.50	DIVINE MANIFESTATIONS
£ 1.00	ELUCIDATION OF OBJECTIVES
£ 1.00	LECTURE LUDHIANA
£ 0.30	OUR TEACHING
£ 10.00	TADHKIRA (New Revised Edition 2009)
£ 0.50	THE BRITISH GOVERNMENT AND JIHAD
£ 5.00	THE ESSENCE OF ISLAM VOL. 1 -{EXTRACTS FROM THE WRITINGS ,SPEECHES ANNOUNCEMENTS AND DISCOURESE OF THE PROMISED MESSIAH HADRAT MIRZA GHULAM AHMAD OF QADIAN (pbuh)}
£ 5.00	THE ESSENCE OF ISLAM VOL. 2
£ 5.00	THE ESSENCE OF ISLAM VOL. 3
£ 4.00	THE ESSENCE OF ISLAM VOL. 4
£4.00	THE ESSENCE OF ISLAM VOL. 5
£ 1.00	THE HEAVENLY DECREE
£ 1.00	THE HEAVENLY SIGN
£ 1.00	THE PHILOSOPHY OF THE TEACHINGS OF ISLAM (PB)
£ 0.50	THE WILL
£ 0.50	VICTORY OF ISLAM
£ 0.50	THE CRITERION FOR RELIGIONS
£ 0.40	A MISCONCEPTION REMOVED
£1.00	FOUNTAIN OF CHRISTIANITY
£0.60	THREE QUESTIONS BY A CHRISTIAN AND THEIR ANSWERS
£0.50	HOW TO BE FREE FROM SIN ?
£ 0.40	THE GREEN ANNOUNCEMENT
£ 0.50	THE CRITERION FOR RELIGIONS
£ 2.00	JESUS IN INDIA
£ 0.50	FOUR QUESTIONS BY MR SIRAJUDDIN A CHRISTIAN , ANSWERED

عربی کتب:

عربی زبان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو کتب الگ الگ شائع ہوئی ہیں اور ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن سے دستیاب ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

اَلْاِسْتِفْتَاء	£1.50
المسیح الناصری فی الھند	£1.50
الوصیت	£ 0.50
التبلیغ	£ 1.50
فلسفة تعالیم الاِسلام	£ 1.00
مکتوب احمد	£ 0.83
کراما ت الصادقین	£ 1.25
حمامة البشریٰ	£ 1.50
تحفہ بغداد،اتمام الحجة، ترغیب المومنین اور حقیقة المھدی کا مجموعہ باقةمن بستان المھدی	£ 1.50
نورالحق	£ 1.50
سرالخلافة	£ 1.00
مواھب الرحمن	£ 1.00
الخزائن الدفینہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات وفرمودات سے مختلف موضوعات پرانتخاب)	£ 5.00

فرنچ کتب

فرانسیسی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل کتب دستیاب ہیں:

£0.50	LE GOVERNMENT BRITANNIQUE EL LE DJIHAD(THE BRITISH GOVERNMENT AND JIHAD)
£1.00	NOAH'S ARK (KISHTI-E-NUH)
£0.50	LE TESTAMENT (AL-WASIYYAT -THE WILL)

فارسی کتب

فارسی زبان میں حضور علیہ السلام کی حسب ذیل کتب دستیاب ہیں:

درثمین (فارسی منظوم کلام کا مجموعہ)	£2.00
منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	£0.50
فلسفہ تعلیم اسلامی	£1.00

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کوان روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھرنے اوراپنے دل ودماغ کومنور کرنے کی توفیق وسعادت عطافرمائے۔

ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’سلسلہ الٰہیہ کوسلسلہ الٰہیہ سمجھنا اوراس کی تعلیم پرعمل کرنا بالکل لغواور فضول ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات عذاب الٰہی کوبھڑکانے کا موجب بن جاتا ہے۔پس ہماری جماعت کوچاہئے کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کا اتنا رواج دے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو۔......ابھی تک جماعت کے بعض لوگ اس سلسلے کومحض ایک سوسائٹی کی طرح سمجھتے ہیں اوروہ خیال کرتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد اگر چندہ دے دیا تواتنا ہی ان کے لئے کافی ہے......حالانکہ...... جب تک ہم اپنے ساتھیوں اوراپنے دوستوں اوراپنے رشتہ داروں کوقرآن کریم کے پڑھانے اوراس پرعمل کرانے کی کوشش نہ کریں گے اس وقت تک ہمارا قدم اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس مقام تک پہنچنے کے نتیجہ میں انبیاء کی جماعتیں کامیاب ہوا کرتی ہیں‘‘۔ (الفضل 9؍دسمبر 1947ء صفحہ 5-6)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

گزشتہ چند شماروں سے اِس کالم میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے رسالہ ''نورالدین'' کے ''سیدنا طاہرؒنمبر'' سے منتخب مضامین کو پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ''الفضل انٹرنیشنل'' کی اِس خصوصی سالانہ اشاعت میں بھی اِس کالم کا آغاز انہی خوبصورت یادوں سے کیا جارہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی حسین یادیں

رسالہ ''نورالدین'' جرمنی کے ''سیدنا طاہرؒنمبر'' میں محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اپنی یادوں کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ جب مَیں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے 1973ء میں ملا تو مَیں آپؒ سے ناواقف تھا۔آپؒ جلسہ سالانہ ربوہ پرآنے والے سیاہ فام امریکیوں کے ایک وفد سے گیسٹ ہاؤس میں باتیں کررہے تھے، جب مَیں صبح کی سیر کے بعد واپس پہنچا اور بلاجھجک گفتگو میں مخل ہوگیا۔مَیں نے کچھ نامناسب باتیں بھی یہ سوچ کرکہیں کہ میرے تجربات اور دین سے محبت شاید اِن امریکی احمدیوں کے لئے کارآمد ہو۔حضورؒ نے بہت تحمل سے کام لیتے ہوئے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہ کیا بلکہ میرے ساتھ بات چیت شروع کردی اور کچھ دیر بعد یہ محفل ختم ہوگئی۔پھر مَیں نے ایک قلم آپؒ کوتحفۃً پیش کیا۔دوسال بعد مَیں دوبارہ ربوہ جلسہ پرگیا تو حضورؒ نے بہت سے غیرملکیوں کو اپنی رہائش گاہ پرشام کے کھانے پر مدعو کیا۔اس موقع پر مجھے وہی قلم بڑی محبت کے ساتھ دکھایا جسے حضورؒ اُس وقت تک استعمال فرمارہے تھے اور اِس قلم کی سیاہی کی نلکیوں (ink cartridges) کی عدم دستیابی کی وجہ سے پرانی نلکی میں ہی باریک سوراخ کے ذریعے سرنج کی مدد سے روشنائی ڈال لیا کرتے تھے۔ مَیں نے حضورؒ کو اپنی انگریزی کی بعض نظمیں سنائیں جو مَیں نے قادیان جاتے ہوئے جذبات سے مغلوب ہوکر کہی تھیں۔حضورؒ بہت انہماک سے سنتے رہے اور جس مصرعے کی تکرار ہوتی،اُسے خود بھی گنگناتے۔

آپؒ جب بھی جرمنی تشریف لاتے تو اکثر میرے گھر بھی تشریف لاتے۔اُس وقت میں ایک چھوٹے سے مکان میں اپنی ماریشین بیوی ہدایت بیگم سوکیہ کے ساتھ رہتا تھا۔حضورؒ بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہمارے گھر آتے چائے کے ساتھ ساتھ آپؒ میری صحت اور کام کی متعلق بھی پوچھتے اور میرے سوالات کے جواب بھی دیتے۔آپؒ خود کو کبھی بھی عام لوگوں سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے۔آپؒ میں کسی قسم کی شوخی، بدمزاجی اور غرور کا شائبہ تک نہیں تھا۔ ایک بار آپ مسجد میں موجود احمدیوں کو کافی پینے کے لئے جنگل میں قائم ایک کیفے میں لے گئے۔سب احباب کو ایک ایک کیک لینے کی اجازت تھی۔ جب سب نے اپنے کیک لے لئے تو حضورؒ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ وہ ہر پلیٹ میں سے تھوڑا تھوڑا ایک چکھیں گے۔میرا ایک جو اناناس سے بنا ہوا تھا،اُس کی حضورؒ نے بہت تعریف کی۔

پہلے پہل ہم حضورؒ کے لئے پریس کانفرنسوں کا انتظام کرتے تھے۔لیکن حضورؒ کو یہ طریق پسند نہیں آیا کیونکہ یہ رسمی ہوتیں اور صحافی بھی رسمی سوال ہی کرتے اوراُن کی دلچسپی بھی رسمی ہی ہوتی۔ چنانچہ پھر بڑی تبلیغی نشستیں ہونے لگیں۔ان نشستوں میں ترجمہ کرنے کی ذمہ داری میری ہوتی۔دعا بھی کرتا اور حضورؒ کا اعجاز بھی دیکھتا کہ کافی لمبے جوابات میرے ذہن پر بغیر کسی قسم کے نوٹس بنانے کے نقش ہوجاتے تھے۔اگر میں کچھ بھول جاتا تو بلاجھجک حضورؒ سے درخواست کرتا کہ ذرا دہرادیں یا بتادیں۔

میرے لئے ان تبلیغی نشستوں میں سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ حضورؒ انتہائی صبر اور توجہ سے مخاطب سے پیش آتے۔ حضورؒ عام سوالات کا، جو سینکڑوں مرتبہ کئے جاچکے ہوتے، ایک ہی جواب نہیں دیا کرتے تھے اور نہ ہی آپؒ عام اور ہمیشہ استعمال ہونے والے دلائل دیتے بلکہ آپؒ سوال کرنے والے کو پرکھ کر اوراس کے ذوق اور ذہنی استعداد کے مطابق الفاظ کا چناؤ کیا کرتے اور ہر مرتبہ سوال کا نئے زاویہ سے جواب دیتے۔لوگوں کی بے جاضد، احمقانہ اور مغرورانہ رویہ کے باوجود حضورؒ کی خوش مزاجی اور مسکراہٹ میں کوئی فرق نہ آتا۔ ایک بار ایک سوال کے طویل اور مدلل جواب دینے کے باوجود جب سوال کرنے والا بحث کرنے اور درمیان میں ٹوکنے بھی لگا تو حضورؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تو اپنی پوری کوشش کی ہے آپ کو مطمئن کرنے کی لیکن معذرت کے ساتھ کہ اس سے زیادہ اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ اِن نشستوں سے میری علمی اور ذہنی ترقی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔

80ء کی دہائی کا آخر تھا جب حضورؒ برلن تشریف لائے۔حضورؒ کی اور احباب جماعت کی یہ دلی خواہش تھی کہ حضورؒ برلن کا مشرقی حصہ بھی دیکھ سکیں۔لیکن یہ اتنا آسان نہ تھا کیونکہ دیوار برلن ابھی موجود تھی۔ بہرحال ہم تقریباً 10 احمدی حضورؒ کے ساتھ سرحد پار گئے۔مشرقی برلن کی حالت کو دیکھ کر حضورؒ کو بہت افسوس ہوا اور قدرے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مشرقی جرمنی کی حکومت کے دعوے تو کچھ اور تھے اور حقیقت میں ان کی حالت آج کچھ اور ہے۔ چونکہ میرے علم میں تھا کہ حضورؒ کو شہد پسند ہے اس لئے میں نے جب ایک دکان کی کھڑکی میں شہد کی کچھ بوتلیں دیکھیں تو حضورؒ کے لئے ایک بوتل خریدنے دکان کے اندر گیا۔حضورؒ دوسرے احمدی احباب کے ساتھ دروازے کے باہر انتظار کرتے رہے۔میں حضورؒ کے لئے یہ تحفہ نہ لاسکا کیونکہ باہر صرف دکھاوے کے طور پر چیزیں رکھی گئی تھیں اور اندر شہد موجود نہ تھا۔حضورؒ کو شہد نہ ملنے پر تھوڑا سا افسوس تو ہوا لیکن حضورؒ کو یہاں کی پسماندگی دیکھ کر زیادہ دکھ تھا۔ہم بڑی سڑک سے اتر کر پھر ایک چھوٹی گلی میں داخل ہوگئے۔ یہاں ہم حضورؒ کے گرد جمع ہوگئے جہاں حضورؒ نے دعا کروائی۔

ان دنوں میں حضورؒ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے "Friday the 10th" والا الہام ہوا تھا۔ جو پھر دیوار برلن کے 10 نومبر 1989ء کوانہدام کے اعلان کی صورت میں پورا ہوا۔

حضورؒ ہمیشہ میری نظموں کو بہت سراہتے اور خوش ہوتے تھے۔ایک جرمن احمدی کو ملاقات کے دوران فرمایا کہ یہ بظاہر دیکھنے میں بہت سیدھی سادی ہوتی ہیں لیکن ان کی تاثیر بہت گہری ہے۔حضورؒ کا میری نظمیں پسند کرنا مجھے اَور لکھنے کی طرف مائل کرتا تھا۔ایک دفعہ میں اپنے گھر میں لیٹا ہوا تھا اور MTA پر حضورؒ کا انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ایک پروگرام آرہا تھا۔ جب میری آنکھ کھلی تو ایک خاتون کوئی انگریزی نظم سنارہی تھیں۔میں اس نظم کو توجہ سے سننے لگا اوراس کے معیار کا اپنی شاعری سے مقابلہ کرنے لگا۔ مجھے یہی محسوس ہوا کہ یہ شاعری میری شاعری سے بہت بلند ہے۔جب ان احمدی خاتون نے نظم ختم کی اور بغیر شاعر کا نام بتائے بیٹھ گئیں تو حضورؒ نے فرمایا کہ غالباً یہ نظم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی ہے توان خاتون نے اثبات میں جواب دیا۔ایک دفعہ عالمی شوریٰ کے موقع پر جولندن میں منعقد ہورہی تھی، دوران وقفہ حضورؒ نے مجھ سے نظم سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔حضورؒ نے میری درخواست پر میرا کلام چھاپنے کی اجازت بھی دی۔

حضورؒ کے ساتھ میری بہت سی ایسی یادیں بھی وابستہ ہیں جو بے حد ذاتی ہیں لیکن وہ سب لمحات میری زندگی میں آج بھی زندہ جاوید ہیں اور زندگی کے سفر میں ایک مشعلِ راہ ہیں۔ جب مجھے آپؒ کی وفات کی خبر ملی تو میں دیر تک بلک بلک روتا رہا۔اپنے آپ کو کچھ سنبھالنے کے بعد میں نے ایک نظم لکھی۔

رسالہ ''نورالدین'' جرمنی کے ''سیدنا طاہرؒنمبر'' میں مکرم سعید گیسلر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کا مضمون شامل اشاعت ہے۔ (ترجمہ ازمکرم چوہدری حمید احمد صاحب)۔آپ بیان کرتے ہیں کہ میری حضورؒ سے پہلی ملاقات 1993ء کے جلسہ سالانہ پر ناصر باغ میں منعقدہ مجلس عرفان میں ہوئی۔ اس مجلس عرفان کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس کے اختتام پر سب کو حضورؒ سے معانقہ کا موقع ملا۔ میں بھی قطار میں کھڑا ہوگیا اور آج جب میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں تو اپنی خوش قسمتی پر پھولے نہیں سماتا کیوں کہ آج تو لوگوں کی تعداد بڑھ جانے کی وجہ سے ایسا ممکن ہی نہیں۔اُس وقت میری نظر میں اسکی کوئی خاص اہمیت نہ تھی کیونکہ ابھی میں احمدی نہیں ہوا تھا گوکہ میں اس وقت مسلمان تھا لیکن خلافت کی اہمیت اور خلیفہ وقت کے مقام ومرتبہ سے ناآشنا تھا۔ لیکن مجالس عرفان کے علاوہ غیراحمدی احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب میں بھی حضورؒ کے بصیرت افروز جوابات نے مجھ پر بہت اچھا اثر چھوڑا۔حضورؒ نے ایک سوال کے جواب میں یورپ کی صورتحال پر روشنی ڈالی اور جو حالات آپؒ نے 1993ء میں بتائے آگے چل کر ایسا ہی ہوا مثلاً آپؒ نے فرمایا کہ جرمنی متحد ہونے کے بعد دوبارہ ترقی کرکے یورپ میں ایک مقام پیدا کرلے گا اور اسکی طاقت پہلے سے بڑھ جائے گی اوراسی طرح یورپ بھی طاقتور ہوجائے گا اوراس وقت امریکہ کے مخالف کھڑا ہوجائے گا۔1993ء میں یہ باتیں سن کرانسان یقین نہیں کرسکتا تھا لیکن وقت نے گواہی دی کہ حضورؒ نے حالات کا نقشہ جس طرح کھینچا تھا اسی طرح ہوا اور ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے 1993ء میں ہی قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔

حضورؒ سے دوسری ملاقات کا موقع اسطرح پیدا ہوا کہ میری بیوی جو کہ مسلمان نہیں تھی وہ بچوں کے ساتھ انگلستان کی سیر کرنا چاہتی تھی۔گوکہ وہ اسلام سے کوئی زیادہ دلچسپی نہ رکھتی تھی لیکن میرے اصرار پر وہ مسجد فضل لندن جانے کے لیے تیار ہوگئی۔ ملاقات تو مَیں نے اکیلے نے ہی کی۔حضورؒ سے مصافحہ کی توفیق بھی ملی پھر حضورؒ سے مختلف امور پر بات ہوئی۔ملاقات کے بعد آپؒ نے فوٹو بنوانے کا پوچھا لیکن چونکہ میں ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور میں نے سنا ہوا تھا کہ اسلام میں تصویر بنوانی منع ہے اس لئے میں نے انکار کردیا اور وہ نادر موقع گنوادیا۔بہرحال میرے لئے یہ ایک خاص موقع تھا کہ کس طرح حضورؒ نے میرے لئے اتنا وقت نکالا اور میرا اسلامی نام سعید رکھا۔

حضورؒ نے خانگی مسائل میں بھی میری مدد کی اور آپؒ کی تسلی سے ہی میں بڑے فیصلے کرنے کے قابل ہوا۔جرمن احباب کے ساتھ کئی مجالس میں مجھے تلاوت کا موقع بھی ملتا رہا۔ حضورؒ میری تلاوت کو پسند فرماتے۔اسی طرح بیت القیوم میں 100 مساجد کے سلسلہ میں حضورؒ کے ساتھ ایک میٹنگ میں شامل ہوا۔ میں اس وقت سٹٹگارٹ میں رہائش پذیر تھا اور سو مساجد سکیم کے سلسلہ میں کوئی بھی ذمہ داری میرے سپرد نہ تھی۔لیکن حضورؒ نے فرمایا کہ اب سے سو مساجد سکیم کا کام گیسلر صاحب کریں گے۔ اس ذمہ داری کے حوالہ سے Wittlich میں مسجد بیت الحمد ناصر باغ کے بعد نئی تعمیر ہونے والی پہلی مسجد تھی۔حضورؒ نے اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔حضورؒ نے مسجد کے معائنہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11/دسمبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہمارا جلسہ سالانہ اگرچہ چھن گیا ہم سے
مگر اس کے مقابل پر ملے ہیں سینکڑوں جلسے
وہی جلسہ ہوا ہے اب محیطِ کُل جہاں گویا
ہماری داستاں ہے ایک زندہ داستاں گویا
صدا مہدی کی گونجی گنبد افلاک کے اندر
دلوں کی وسعتوں میں خانہ ادراک کے اندر
اگر ہو جذبۂ صادق تو دورِ ابتلا کیا ہے!
بلیٰ جن کی صدا ہو،اُن کے آگے پھر بلا کیا ہے!
اثر بادِ خزاں کرتی نہیں مرے گلستاں پر
تسلّط کیا ہو ظلمت کا بھلا مہر درخشاں پر

کے بعد فرمایا کہ مسجد میں نماز ادا کرنے والی جگہ چھوٹی ہے اور ارد گرد دفتر کچن اور دوسری جگہیں بڑی بنا دی گئی ہیں۔ یہ بات حضورؒ نے ناپسند کی۔

مسجد Münster کا سنگ بنیاد رکھتے وقت حضورؒ نے ایک مسئلہ کی نشاندہی فرمائی کیونکہ منظور شدہ نقشے کے مطابق عورتوں کا نماز ہال مردوں کے دائیں جانب بن رہا تھا۔ حضورؒ نے آئندہ کے لئے واضح ہدایات دیں کہ عورتوں کی نماز کی جگہ بائیں طرف یا پیچھے ہونی چاہئے۔ کیونکہ سنت نبوی سے ثابت ہے کہ عورتیں یا تو مردوں کے بائیں جانب یا پیچھے نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ ایک دوسری جگہ حضورؒ نے فرمایا کہ بے شک چھوٹی مساجد ہی بنائیں لیکن کثرت سے بنائیں۔

بے شمار مواقع پر حضورؒ نے ہم جرمنوں کو بار بار موقع دیا کہ ہم اپنے سوالات حضورؒ کے سامنے پیش کریں اور ہم نے ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے خوب سوالات کئے۔ یہ سوالات مذہبی اور فیملی مسائل کے بارے میں ہوتے تھے اور اپنے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات حضورؒ سے سنتے تھے۔ مجھے حضور کی بہت ساری مجالس عرفان میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ میں اکثر حیران ہوتا تھا کس طرح آپ سوالات کے تسلی بخش اور شافی جواب عطا فرماتے۔ حضور کا صرف یہی وصف آپ کی شخصیت کو بہت ممتاز کر دیتا ہے کہ چاہے مذہبی سوال ہو یا سیاست کے بارہ میں یا کسی بھی اور موضوع پر، کبھی کبھی تو ابھی سوال مکمل بھی نہیں ہو پاتا تھا اور آپؒ اس کا جواب دے دیتے تھے۔ آپ علم کا ایک سمندر تھے مجھے حضورؒ کی نوجوان خدام کے ساتھ مجالس عرفان سننے کا بھی موقع ملا ہے وہاں حضورؒ بالکل منفرد انداز میں جوابات دیا کرتے تھے۔ اور کوئی بھی بور نہیں ہوتا تھا اور گو کہ ان میں سے اکثر مجالس عرفان اردو میں ہوا کرتی تھی اور اس وقت مجھے اردو بھی نہیں آتی تھی لیکن اس کے باوجود حضورؒ کا انداز اور وہ ماحول اتنا دلچسپ اور قابل دید ہوتا تھا کہ انسان محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

حضورؒ نے ایک مجلس عرفان میں جرمنی کی ترقی سے متعلق فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ مساجد میں آکر پناہ ڈھونڈیں گے۔ اس لئے آپؒ نے ہمیں بار بار توجہ دلائی کہ جلد از جلد مساجد کی تعمیر کریں کیوں کہ وقت کم ہے اس روحانی زندگی کے لئے مساجد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضورؒ کے ان ارشادات کو سن کر ہمیں اپنی کمزوریوں پر ندامت ہوتی ہے۔ اسی طرح حضورؒ نے ہم جرمنوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یورپ میں اسلام کی ترقی آپ کے ذریعہ ہونی ہے اور یہ خداتعالیٰ کی ایک تقدیر ہے اسی لئے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد کو اللہ تعالیٰ نے جرمنی میں لا کر آباد کیا ہے۔ جنگ عظیم میں تباہی کے بعد جرمن ایک نئی طاقت بن کر ابھر رہے ہیں یہاں بھی پاکستان کی طرح مخالفت ہوگی لیکن اسلام غالب آئے گا (انشاءاللہ)۔

ہومیوپیتھی میں بھی آپ یدطولیٰ رکھتے تھے اور میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جو کہ بالکل مایوس تھے اور انہیں حضورؒ کے ہاتھ سے معجزانہ شفا ہوئی۔

حضورؒ نظام جماعت کے اوپر عملدرآمد میں بہت سختی سے کاربند تھے اور اگر کوئی غلطی ہوتی تھی تو فوراً اس کی نشاندہی فرما دیا کرتے تھے اور تمام معاملات پر آپؒ کی بڑی گہری نظر تھی۔

حضورؒ کی وفات کی خبر اچانک آئی اور یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ میں نے ایک دن قبل آپ کو ایم ٹی اے پر دیکھا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی افواہ ہے۔ پھر مسجد فضل لندن جا کر مَیں نے آپؒ کا آخری دیدار کیا۔ حضورؒ کے دیدار کے وقت آپ کے چہرے پہ مکمل اطمینان تھا۔ وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے۔

……❁……❁……❁……

رسالہ ”نورالدین“ جرمنی کے ”سیدنا طاہرؒ نمبر“ میں مکرم شکیل احمد بٹ صاحب سابق ریجنل قائد اپنی چند یادیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ 1994ء میں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر حضورؒ سے ذاتی ملاقات ہوئی تو پیارے حضورؒ ایک نہایت شفیق مہربان کی طرح اُٹھے اور میرے دونوں بازؤں پر لگے بیجز کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے گلے لگا لیا بڑی شفقت سے بٹھایا۔

1997ء میں ہماری فیملی ملاقات کے دوران میری اہلیہ نے حضورؒ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا بیٹا سہیل ”ر“ کو ”ل“ بولتا ہے مثلاً نور کو نول اور شکریہ کو شُکلیہ بولتا ہے۔ ہم کافی کوشش کرتے ہیں مگر درست نہیں ہو رہا۔ حضورؒ نے سہیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کہو شکریہ تو سہیل نے کہا شکریہ۔ تو حضورؒ مسکرائے اور فرمایا بس اتنی سی بات تھی۔ ہم حیران ہو گئے کہ گھر میں تو ہمیشہ کوشش کی لیکن حضورؒ کے فیض سے ایک ہی لمحہ میں اللہ کا فضل ہوگیا۔

ایک صومالین دوست زکریا صاحب خاکسار کے ذریعہ احمدی ہوئے تو حضورؒ نے بڑی محبت کا اظہار کرتے ہوئے جوابی خط میں تحریر فرمایا کہ ”صومالین لوگوں میں اللہ کے فضل سے دین کا بڑا جذبہ ہے اور بالعموم یہ شریف الطبع نیک فطرت لوگ ہوتے ہیں“۔

……❁……❁……❁……

رسالہ ”نورالدین“ جرمنی کے ”سیدنا طاہرؒ نمبر“ میں مکرم مبارک عارف صاحب سابق نائب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ اپنے خدام سے بہت پیار کرتے تھے لیکن اصولی باتوں پر ناراضگی کا اظہار بھی کرتے تھے۔ لیکن یہ ناراضگی بھی اپنے اندر تربیت کا پہلو رکھتی تھی۔ اور عموماً چند لمحوں کے لئے ہی ہوتی تھی۔ حضورؒ اپنے خدام میں رہ کر بے حد خوشی محسوس کرتے تھے اور اس کا اظہار آپ کے پُرنور چہرہ مبارک پر بخوبی نظر آتا تھا۔ آپ جب خدام اجتماعات میں تشریف لاتے تو کبڈی اور مجلسِ عرفان میں آپ کے چہرے کی بشاشت ہر کوئی محسوس کرسکتا تھا۔

حضور رحمہ اللہ اصولوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں رہنمائی اور دعا کے لئے ایک ایسے کام کے بارہ میں لکھا جو مجلس خدام الاحمدیہ نے محترم امیر صاحب کے مشورہ اور اجازت سے اپنے ذمہ لیا تھا۔ خاکسار مذکورہ خط میں یہ لکھنا بُھول گیا کہ امیر صاحب کے مشورہ سے یہ کام کیا گیا ہے۔ حضورؒ کی طرف سے ناراضگی کا خط موصول ہوا کہ امیر سے آگے نکلنے کا تصور بھی غلط ہے۔ خاکسار نے فوراً جواب تحریر کیا کہ سہواً لکھنے سے رہ گیا ہے۔ ہم اِس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کسی طرح ہمارا قدم امیر سے آگے نکلنے پائے۔ جس پر حضورؒ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا کہ اچھا ہوا آپ نے وضاحت کردی ورنہ دِل میں افسوس رہتا۔

……❁……❁……❁……

رسالہ ”نورالدین“ جرمنی کے ”سیدنا طاہرؒ نمبر“ میں مکرم مظفر احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی بیان کرتے ہیں کہ 1993ء کے سالانہ اجتماع کے دوران خاکسار کو حفاظت خاص میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔ ایک موقع پر حضورؒ کسی پروگرام سے واپس تشریف لا رہے تھے اور اتفاقاً خاکسار کی ڈیوٹی دروازہ پر تھی۔ ابھی خاکسار اسی انتظار میں تھا کہ حضورؒ سیڑھیاں چڑھ جائیں تو سلام کروں کہ حضور نے وہیں سے خود ہی ہاتھ اٹھا کر سلام کر دیا۔ اس قدر عاجزی کہ ایک ڈیوٹی پر موجود ادنیٰ خادم بھی نظر انداز نہ ہوا۔

اسی اجتماع کے دوران نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی حضورؒ کے ساتھ میٹنگ تھی۔ کسی نے حضورؒ سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ذکر کیا کہ ویزے، روزگار، علاقہ نہ چھوڑ سکنے کے مسائل وغیرہ کی وجہ سے خدمت دین میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ یہ مسائل تو اللہ کرے گا کہ بہت جلد حل ہو جائیں گے لیکن میری آنکھ اس سے بڑے مسائل کو آتا دیکھ رہی ہے، چنانچہ ان مسائل سے نپٹنا سیکھیں۔

……❁……❁……❁……

رسالہ ”نورالدین“ جرمنی کے ”سیدنا طاہرؒ نمبر“ میں مکرم لئیق احمد منیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے میری ملاقاتیں تو خلافت سے پہلے بھی ہوتی رہی ہیں۔ جلسہ سالانہ پر لنگر خانہ 2 پر ناظم دیگ پکوائی کی ڈیوٹی بھی دی۔ حضورؒ اُس وقت ناظم لنگر خانہ تھے۔ 1977ء میں ہی میری تقرری جرمنی کے لئے ہوئی تو جرمن سفارتخانہ نے لکھا کہ اپنا پاسپورٹ، ہیلتھ سرٹیفکیٹ اور NOC لاؤ اور ویزا لے جاؤ۔ لیکن پولیس نے NOC میں احمدی کا لفظ کاٹ کر غیرمسلم لکھ دیا۔ مَیں نے کہا بھی کہ غیرمسلم کوئی مذہب نہیں ہے لیکن کسی نے بات نہ سنی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ غیرمسلم کے طور پر ہمارا کوئی بھی معلم باہر نہیں جائے گا۔ حضورؒ نے یہ معاملہ حل کرنے کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپؒ نے اس سلسلے میں بہت کام کیا اور کئی افسران بلکہ لاہور کے ہوم سیکرٹری سے بھی ملاقات کی مگر کوئی افسر بھی اس کام کو کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ آخر میں نے ارادہ کرلیا کہ سفارتخانے میں NOC نہیں دکھاؤں گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ انہوں نے صرف میرا پاسپورٹ اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ لیا اور مجھے چھ ماہ کا ویزا دے دیا۔ یہ صرف خدا کا فضل اور دو خلفاء کی دعائیں تھیں کہ افسران نے NOC کا پوچھا تک نہیں۔

1980ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ ہمبرگ (جرمنی) تشریف لائے۔ میں وہاں مربی تھا چنانچہ آپ کو ہمبرگ کی سیر کروانے کا موقع ملا۔ اس وقت ہمیں حضورؒ کی دو باتوں کا علم ہوا کہ ایک تو یہ کہ حضورؒ بہت تیز چلتے ہیں اور دوسرا یہ کہ دو دنوں کا کام ایک دن میں ختم کر لیتے ہیں۔ اس دوران میرے اصرار کے باوجود مجھے ہی نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ بعد میں مَیں نے حضورؒ کی ہمبرگ میں تصاویر آپؒ کو بھجوائیں تو آپؒ نے فرمایا کہ اس سیر کے دوران جتنے گروپ ممبران تھے ان سب کے نام مجھے بھجوائیں۔ قریباً دو ہفتے کے بعد حضورؒ کا ایک اَور خط آ گیا کہ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ گروپس کے نام مجھے بھجوائیں۔ مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ میں نے نام بھجوا دیئے۔ بعد میں جب خلافت کے بعد حضورؒ پھر جرمنی تشریف لائے تو ان سب کو حضورؒ نے خاص طور پر یاد رکھا ہوا تھا۔ اور ان کے نام بھی حضورؒ کو یاد تھے۔ آپؒ نے ان کارکنان کے ساتھ بہت ہی پیار اور شفقت کا سلوک فرمایا۔

ہمبرگ میں حضورؒ جب خلافت کے بعد پہلی مرتبہ تشریف لائے تو اس وقت خطبہ جمعہ میں ہمبرگ جماعت کی بہت زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ ہمبرگ کی جماعت نے میری اس قدر خدمت کی ہے کہ خدا کرے میری ساری دعائیں آپ کو لگ جائیں۔ حالانکہ ہم کوئی خاص خدمت نہیں کر سکے تھے۔ جرمنی کی جماعت کے ساتھ حضورؒ کا خاص تعلق تب پیدا ہوا جب حضورؒ نے دعوتِ الیٰ اللہ کی تحریک فرمائی۔ چھوٹے بڑے، ان پڑھ پڑھے لکھے غرض سب اپنے اپنے دائرے میں تبلیغ کرنے لگے۔ تب حضورؒ نے بارہا محبت سے جماعت جرمنی کا ذکر فرمایا۔

انتظامات کے سلسلے میں حضورؒ بڑی نظر رکھتے تھے۔ ہمبرگ میں ہم نے خواتین کے لئے ایک خیمہ لگایا ہوا تھا۔ زمین گیلی تھی اس لئے اوپر ہم نے خشک گھاس بچھا کر صفیں بچھا دیں تا کہ نماز پڑھی جا سکے۔ لیکن کسی خاتون نے شکایت کردی کہ خیمہ میں لکڑی کا فرش نہیں لگایا ہوا۔ حضورؒ نے مجھے لجنہ کے سامنے ڈانٹا کہ آپ نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضورؒ کی اس قسم کی ڈانٹیں نہیں ہوتی تھی ہماری راہنمائی ہوتی تھی۔ جلد ہی کسی بات سے پتہ چل جاتا کہ حضورؒ کے دل میں غصہ نہیں ہے۔ یہ میں نے خاص طور پر

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 27/دسمبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہے درد بھرے دل کو ارمان وصیت کا
مولا مرے کر دینا سامان وصیت کا
اقرار بیعت پر یہ اک مہرِ صداقت ہے
ہوتا نہیں ہر اک کو عرفان وصیت کا
کرتی ہے وصیت بھی اس شخص کی نگرانی
جو شخص کہ ہوتا ہے نگران وصیت کا
کرتی ہے منافق کو مومن سے جدا بے شک
اک زندہ کسوٹی ہے عنوان وصیت کا

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 21/اگست 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ نظم جلسہ سالانہ 2007ء کے نظاروں سے متأثر ہوکر کہی گئی ہے:

رحمت باری کو دن رات برستے دیکھا
اُس کے فضلوں کو صبح و شام اُترتے دیکھا
اک مسیحا کی صدا نے ہے جگایا جادو
ایک جنگل کو گلستاں میں بدلتے دیکھا
عشق بھی چیز ہے کیا، کیسے بیاں ہو اس کا
اک نظر پڑتے ہی اشکوں کو برستے دیکھا
وہ سرِ بزم جو آیا تو عجب عالم تھا
اک تلاطم کو کناروں سے چھلکتے دیکھا
کیا عجب جذب کی طاقت تھی بیاں میں اُس کے
اُس کی ہر بات کو سینوں میں اُترتے دیکھا

دیکھا ہے کہ خلیفۂ وقت کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا تعلق اور واسطہ ہوتا تھا کہ ہر ایک واقعہ کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اور زیادہ وضاحتیں یا لمبی تقریریں کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی اور ویسے بھی یہ گستاخی ہوتی ہے کہ آدمی اپنی وضاحتیں لے کر بیٹھ جائے۔ خلیفہ وقت جو ارشاد فرماتے ہیں خاموشی سے سننا چاہئے اور اپنی غلطی پر استغفار ہی کرنا چاہئے، اپنے حقوق کو لے کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔

جرمنی میں اُس وقت دو مراکز ہوا کرتے تھے، ایک فرینکفرٹ کی مسجد اور ایک ہمبرگ کی مسجد۔ اور اُس وقت ہمارا تصور بھی نہیں تھا کہ اتنے بڑے بڑے مراکز جماعت خرید لے گی اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خاص توجہ جرمنی پر اس لحاظ سے بھی تھی کہ انہیں جرمنی کا مستقبل نظر آرہا تھا۔ چنانچہ حضورؒ نے بڑے بڑے مراکز خریدنے کی اجازت دی۔ کولون کا جو مرکز خریدا گیا وہ بہت بڑا تھا۔ جب ناصر باغ خریدا تو حیرت ہوئی کہ اتنے بڑے بڑے مراکز۔ پھر حضورؒ نے جرمنی جماعت کو سو مساجد کی تعمیر کا جو تحفہ دیا ہے اس کے نتیجے میں پورے جرمنی میں جگہ جگہ مسجدیں بنانے کا ولولہ پیدا ہو چکا ہے۔

یہاں چند جرمن احمدی ہوئے تھے۔ ان کی تربیت کی ذمہ داری میری تھی۔ ہر ہفتہ میں ان کے پاس بھی جاتا تھا۔ وہ لوگ لاہوریوں کے کچھ زیادہ زیر اثر آگئے تھے۔ پہلے پہل بڑا اخلاص اور جذبہ ان کے اندر تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ پھر انہوں نے خلافت پر باتیں کرنی شروع کردیں۔ یہ باتیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے علم میں بھی آئیں۔ حضورؒ ایک دفعہ تشریف لائے تو مجھ سے اُن کا مسئلہ پوچھا۔ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت بھی غلطیاں کرسکتے ہیں۔ حضورؒ نے پوچھا کہ پھر آپ نے ان کو کیا کہا؟ میں نے کہا کہ یہ تو انسانی کمزوریاں ہیں ہر انسان کرسکتا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا اصل مسئلہ لاہوریوں والا ہی ہے کہ چندے کے پیسے ہمیں دیئے جائیں، اموال ہمارے قبضے میں دیئے جائیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ حضورؒ کی بات سو فیصد درست تھی ان لوگوں کے بعد میں یہی خاص تقاضے تھے کہ جو سہولتیں امیر صاحب کو ہیں، جو گھر جماعت ان کو دیتی ہے ہمیں بھی دے یعنی وہ جماعت میں قربانی کرنے نہیں آئے تھے بلکہ سمجھ رہے تھے کہ اب جماعت ہمیں تنخواہیں دینی شروع کردے گی کیونکہ ہم احمدی ہیں۔ حضورؒ نے پھر یہی کہا کہ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ بعد میں پھر انہوں نے جماعت کو چھوڑ دیا۔

رسالہ ''نورالدین'' جرمنی کے ''سیدنا طاہر نمبر'' کے ایک مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کبڈی سے محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضورؒ ایک بہت اچھے کھلاڑی بھی تھے، اچھے گھڑ سوار، اچھے تیراک، بیڈمنٹن اور سکواش کے دلدادہ، سیر، سائیکل چلانے اور نشانہ بازی کے شوقین اور پھر کبڈی کے بھی ایک اچھے کھلاڑی تھے۔ کبڈی سے حضورؒ کی دلچسپی ساری عمر قائم رہی اور آپؒ نے کبڈی کی بہت زیادہ سرپرستی بھی کی۔ ربوہ میں آپ کے نام سے طاہر کبڈی ٹورنامنٹ بھی منعقد ہوتا رہا۔ اسی طرح جرمنی میں بھی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت طاہر کبڈی ٹورنامنٹ منعقد ہوتا رہا ہے۔ حضورؒ ہمیشہ اچھے کھلاڑی کی تعریف کرتے اور بعض کھلاڑیوں کو دوران میچ نصائح سے بھی نوازتے کہ کبڈر کو کیسے پکڑنا ہے کیونکہ حضورؒ خود بھی ایک ماہر جاپھی رہ چکے تھے۔

مکرم محمد منور عابد صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات کبڈی کے دوران اگر کسی دوست کو چوٹ لگ گئی ہے اور وہ ایمبولینس میں جا رہا ہے تو حضور انورؒ نے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ فضل فرمائے گا تو بظاہر خطرناک چوٹیں بھی جلد مندمل ہوگئیں۔ بعض اوقات اگر حضور انورؒ نے کبڈی کے دوران فرمایا کہ لگتا ہے کہ پکڑا جائے گا تو پھر وہ چھوٹا نہیں۔ اور اگر کسی کے متعلق فرمایا کہ لگتا ہے کہ چھوٹ جائے گا تو وہ پکڑا نہیں گیا۔ ایک سالانہ اجتماع پر حضورؒ نے قافلہ کے ممبران کا نیشنل عاملہ جماعت جرمنی کے ممبران کے ساتھ کبڈی کا میچ بھی کرایا۔ جرمنی والے وہ میچ جیت گئے۔ اس پر آپؒ نے قافلے کے کھلاڑیوں کی ٹریننگ بھی کی۔ اگلے سال پھر مقابلہ ہوا اور اس مرتبہ قافلے والے جیت گئے۔

ہمارے لئے دعا کرنا ناگزیر ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/جولائی 2007ء میں مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اے رسول) تو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا (اور استغفار) نہ ہو۔

دراصل دعا اور استغفار کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ استغفار بہترین دعا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''خوب سمجھ لو کہ اگر تم آہ و بکا اور عجز و انکسار میں سستی کرو گے تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔...... کئی لوگ صرف فرض عبادت کو ضروری سمجھتے ہیں اور دعائیں اور ذکر الٰہی کرنے سے غافل رہتے ہیں مگر یہ بھی دہریت کی ایک رگ ہے۔ جب کوئی قوم ذکر الٰہی کو چھوڑ دیتی ہے تو ایک فضول چیز کی طرح نکال کر پھینک دی جاتی ہے۔''

حدیث شریف میں دعا کو عبادت کا مغز بتایا گیا ہے۔ دراصل انسان کی پیدائش کی غرض ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے اپنی ہر حاجت عرض کرنا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر ناراض ہوتا ہے جو اس کی جناب میں دعا نہیں کرتا۔ نیز آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مصیبت میں اللہ تعالیٰ تمہاری دعا سنے تو عافیت اور خوشحالی کے دنوں میں دعا جاری رکھو۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ''جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین و دنیا پر آفت نہ آئے گی''۔

دعا کی مثال ایک خزانے یا جمع شدہ پونجی کی طرح ہے جو مشکل کے وقت بندے کے کام آتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اماں جانؓ نے اپنے بچوں سے فرمایا: ''بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا''۔

دعا اس یقین کے ساتھ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سب خیر اور خزانے ہیں اور اگر وہ کسی کو کوئی نعمت عطا کرنا چاہے یا دعا کرنے والے کی دلی مراد پوری کرنا چاہے تو اس کی بادشاہت میں خیر و فضل اور لطف و کرم کی کبھی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

''تذکرۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بلخ میں سخت قحط سالی ہوگئی۔ ایک دن دنیا کے پیچھے سرگرداں ابوعلی شفیق بلخی بازار سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو بہت خوش اور مطمئن نظر آتا تھا۔ آپ نے اس سے اس بے فکری کی وجہ پوچھی تو وہ بولا کہ میرے آقا کے پاس غلے کا انبار ہے۔ وہ مجھے کبھی بھوکا نہ رکھے گا تو پھر میں کیوں فکر اور غم کروں۔ یہ سن کر حضرت ابوعلی شفیق بلخی کے دل پر بہت اثر ہوا اور آپ فوراً اللہ کے حضور جھکے اور عرض کیا: اے اللہ جب ایک غلام کو اپنے آقا پر اس قدر اعتماد ہے تو میں تیری ذات پر اعتماد کیوں نہ کروں جو تمام آقاؤں کا آقا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس واقعہ نے آپ کی کایا پلٹ دی اور آپ اپنے وقت کے عالم ربانی کہلائے۔

قبولیت دعا کے سلسلہ میں اول اور اہم بات یہ ہے کہ دعا کرنے والے کا کامل یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ قادر و توانا ہستی ہے جس قبضۂ قدرت میں سب اسباب اور اثمار اور نتائج ہیں اور دعا پوری استقامت اور باقاعدگی سے جاری رکھنی چاہئے۔ پورے الحاح اور گریہ وزاری سے دعا کرنا اس کی قبولیت کو نزدیک تر کردیتا ہے۔

دعا کرنے کے ساتھ ساتھ پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ درود شریف بھیجنے کا التزام بھی ضروری ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دعا آسمان پر جانے سے رُکی رہتی ہے جب تک سرور کائنات ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام تر روحانی ترقیات کو رسول اللہ ﷺ کا فیضان اور درود شریف کا ثمرہ قرار دیا ہے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنے سے انسان کی اپنے حق میں کی گئی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو بتائے بغیر اس کے حق میں کوئی دعا کرتا ہے تو خدا کا ایک فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو دعا یہ شخص اپنے بھائی کے لئے کر رہا ہے وہی دعا پہلے اس کے حق میں قبول فرما۔

قبولیت دعا کے لئے صدقہ و خیرات کرنے کی بھی بہت تاکید آئی ہے۔ صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ اسی طرح ہر صاحب ایمان پر فرض قرار دیا گیا ہے کہ دوسروں کا حق نہ کھائے اور ان پر زیادتی نہ کرے۔ یعنی رزق حلال کھانے والا ہو۔ اس طرح کسی پر کسی قسم کا ظلم کرنا یا کسی کمزور کو اپنے ستم و غضب کا نشانہ بنانا بھی قطعاً حرام ہے۔ ان ساری چیزوں پر غور کرنا چاہئے تا کہ قبولیت دعا کے امکانات زیادہ ہوں۔

ایک حکائت ہے کہ ایک ظالم بادشاہ نے کسی بزرگ سے عرض کیا کہ میری مشکل دُور ہونے کے لئے دعا کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ! تمہارے ظلموں کی وجہ سے اَن گنت رعایا تمہارے خلاف بددعائیں کر رہی ہے تو ان کے مقابل میں میری دعا تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ پہلے اپنے ہاتھ مخلوق خدا پر ظلم سے روکو تا کہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔

ایک حکایت یوں درج ہے کہ ایک ظالم و جابر بادشاہ نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ کونسی عبادت افضل ہے۔ اس دانشمند نے جواب دیا کہ تمہارے لئے دوپہر کو زیادہ سے زیادہ سوجانا بہتر ہے تا کہ کم از کم اس وقت مخلوق خدا تمہارے ظلم سے محفوظ رہے۔

بعض دفعہ انسان گھبرا جاتا ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہو رہی۔ اہل اللہ کا یہ قول ہے کہ دعا کے تین نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اول دعا کا من و عن قبول ہو جانا۔ دوم ظاہری طور پر دعا کے قبول ہونے کی بجائے کسی بلا کا ٹل جانا۔ سوم آخرت میں دعا کا اجر عطا ہونا۔ چنانچہ دعا کرتے چلے جانا چاہئے اور راضی برضا رہنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔

حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جو فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ اس میں 'ل' کا مطلب ہے کہ جس میں تمہارا فائدہ ہوگا''۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مناظرے کے سلسلہ میں مجھے لاہور سے حافظ آباد جانا تھا اور سانگلہ ہل جنکشن پر ٹرین تبدیل کرنی تھی۔ چنانچہ اگلی ٹرین کے متعلق دریافت کرنے پر ایک شخص نے بتایا کہ وہ گاڑی سامنے کے پلیٹ فارم پر تیار کھڑی ہے۔ مَیں اپنا بھاری بھرکم سامان اٹھالیا اور تیز قدموں سے چل پڑا۔ اتنے میں وہ گاڑی بھی روانہ ہوگئی۔ میں اس کام کی اہمیت کے پیش نظر دوڑتا ہوا اور دعا کرتا ہوا گارڈ کے ڈبے تک جا پہنچا اور بڑے الحاح سے اسے کہا کہ مجھے بہت ضروری کام ہے گاڑی ذرا روکیں یا آہستہ کریں تا کہ میں سوار ہوجاؤں میں اس طرح گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑتا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے بڑے تضرع سے دعا کر رہا تھا کہ پلیٹ فارم ختم ہوگیا میں سخت مایوس اور رنجیدہ ہوا۔ اسی حالت میں پلیٹ فارم پر بیٹھ گیا تو ایک شخص نے مجھے اس طرح دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کو کہاں جانا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے ایک نہایت ضروری کام کے لئے حافظ آباد پہنچنا تھا۔ اس نے کہا کہ حافظ آباد کی گاڑی تو سامنے کھڑی ہے اور چند منٹ میں روانہ ہوگی۔ یہ گاڑی تو لاہور جا رہی تھی۔ جونہی میں نے یہ بات سنی میرے شکوہ و شکایت کے خیالات جذبات تشکر سے بدل گئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو جو میرے لئے بہت ہی نقصان دہ تھی ردّ کر کے مجھے تکلیف اور نقصان سے بچالیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے یہ الفاظ بار بار پڑھنے کے لائق ہیں:

''اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے جو کہ انسانی نظر میں ردّ کی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے لیکن نادان گھبراتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اس کا قبول ہونا یہی ہوتا ہے کہ ردّ کی جائے۔''

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25/اکتوبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب کی عالمی بیعت کے حوالہ سے لکھی گئی ایک نظم سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے:

ایک ہی لمحے ہزاروں لاکھ سجدہ ریز تھے
جن کے پیمانے خدا کے عشق سے لبریز تھے
کیاں کہوں کیا میں نے دیکھی شان ان عشاق کی
چہرے تھے گل ہائے خنداں منہ سبھی گلریز تھے
آج صادق مل گیا تھا زندگی کا ماحصل
اپنے آقا کی طرح ان کے قدم بھی تیز تھے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
7th August 2009 – 13th August 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 7th August 2009

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat & Medical News Review
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st March 1995.
02:20	Al Maaidah: a culinary programme.
03:00	MTA World News
03:20	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 278, recorded on 20th October 1998.
04:25	Dars-e-Malfoozat
04:45	Huzoor's Jalsa Salana Address: Opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana Burkina Faso 2004.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 3rd January 2009.
08:00	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 59.
08:20	Siraiki Service
09:05	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Rec. on 30/03/1994.
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:15	Bengali Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking guests.
15:15	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:10	Peace Symposium 2004: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
17:30	Le Francais C'est Facile: programme no. 59 [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Medical News Review
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Honey Bees: a discussion programme
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 8th August 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15	Le Francais C'est Facile
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
03:00	MTA World News
03:15	Friday Sermon: Recorded on 7th August 2009
04:25	Peace Symposium 2004
04:55	Rah-e-Huda: an interactive talk show about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 15th March 1998.
08:15	Friday Sermon [R]
09:15	Ashab-e-Ahmad
10:20	Indonesian Service
11:10	Mauritian Service
11:40	Sydney Boat Show
12:00	Tilawat & MTA Jamaat News
12:45	Bangla Shomprochar
13:45	Live Intikhab-e-Sukhan
14:45	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 14th March 2009.
15:50	Rah-e-Huda
16:50	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:05	Huzoor's Jalsa Salana Address: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana Burkina Faso 2004.
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 9th August 2009

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd March 1995.
02:10	Ashab-e-Ahmad
03:15	MTA World News
03:40	Friday Sermon Recorded on 7th August 2009.
04:40	Kidz Matters: a discussion programme with members of Nasirat.
05:40	Sydney Boat Show
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Children's Class with Huzoor.
07:30	Kidz Matters
08:15	Honey Bees: a discussion programme
08:50	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Birmingham, UK, including the inauguration of Dar-ul-Barakat Mosque.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon, recorded on 23rd February 2007.
12:00	Tilawat
12:15	Learning Arabic
12:55	Bengali Reply to Allegations
13:55	Friday Sermon: Rec. on 7th August 2009[R]
15:00	Children's Class [R]
15:45	Honey Bees [R]
16:25	Kidz Matters [R]
17:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996. Part 1.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Learning Arabic
21:05	Children's Class [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Huzoor's Tours [R]

Monday 10th August 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & MTA News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th March 1995.
02:05	Friday Sermon: recorded on 7th August 2009.
03:05	MTA World News
03:20	Honey Bees [R]
03:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996. Part 1.
04:40	Learning Arabic: lesson no. 29
05:20	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor.
08:15	Le Francais C'est Facile
08:40	French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends.
09:30	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon, recorded on 12th June 2009.
10:45	Khilafat Jubilee Mosha'airah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: Recorded on 8th August 2008.
15:15	Medical Matters
16:00	Children's Class [R]
17:05	French Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th March 1995.
20:35	MTA World News
21:10	Children's Class [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:15	Medical Matters [R]

Tuesday 11th August 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:40	Liqaa Ma'al Arab: Rec. on 29th March 1995.
02:45	MTA World News
03:00	Friday Sermon
03:45	French Service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 16th March 1998.
04:30	Medical Matters
05:10	Khilafat Jubilee Moshaairah
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
08:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th June 1996. Part 2.
09:00	Spectrum: Orphan Maker – a discussion programme on the AIDS virus and its impact on human life.
09:30	MTA Travel: a programme documenting a visit to Turkey.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 10th October 2008.
12:10	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Ansar UK Ijtema 2004: An Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th September 2004.
15:00	Children's Class [R]
16:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th June 1996. Part 2.
17:05	Spectrum: Orphan Maker [R]
17:25	MTA Travel [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service, including Arabic translation of Friday sermon delivered on 7th August 2009.
20:30	MTA International News
21:05	Children's Class [R]
22:15	Ansar UK Ijtema 2004 [R]
22:45	Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 12th August 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th March 1995.
02:40	Spectrum: Orphan Maker
03:00	MTA World News
03:20	Learning Arabic: Lesson no. 23.
03:45	Question and Answer Session Recorded on 18th June 1996. Part 2.
04:45	MTA Travel [R]
05:15	Ansar UK Ijtema 2004 [R]
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor.
08:05	MTA Variety: a programme documenting the inaugural ceremony of a Lajna hall in Islamabad, Pakistan.
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th June 1996. Part 1.
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Abdul Ghaffar about the foundation of Jamaat Ahmadiyya in Ghana. Recorded on 30th July 2005 at Jalsa Salana UK.
14:30	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th November 1986.
15:45	Children's Class [R]
17:00	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th April 1995.
20:35	MTA International News
21:05	Children's Class [R]
22:05	Jalsa Salana Speeches [R]
22:35	MTA Variety [R]
23:10	From the Archives [R]

Thursday 13th August 2009

00:30	MTA World News
00:40	Tilawat
01:05	MTA Variety
01:55	Liqaa Ma'al Arab: Rec. on 4th April 1995.
03:00	MTA World News
03:20	From the Archives
04:20	Sydney Boat Show
04:35	MTA Variety [R]
05:25	Jalsa Salana Speeches [R]
06:05	Tilawat
06:20	Ilmi Khutabaat: a Friday sermon delivered on 24th December 1976 by Hadhrat Mirza Nasir Ahmad, Khalifatul Masih III (ra).
06:50	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor recorded on 9th May 2009.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th August 1995.
09:05	Kidz Matters: a discussion programme with members of Nasirat.
10:00	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Bengali Service
13:40	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st October 1998.
14:50	Huzoor's Jalsa Salana Address: Opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana Burkina Faso 2004.
16:05	Ilmi Khutbaat [R]
16:45	English Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Kidz Matters [R]
21:20	Tarjamatul Quran Class [R]
22:20	Dars-e-Malfoozat [R]
22:35	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 24 July & 31 July , 2009 | Issue No. 30-31

''وہ جو خدا کے مامور اور مُرسَل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''۔

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔

(ارشادات حضرت مسیح موعودؑ)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔

(روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کی اشاعت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام)

(لندن:10/اگست2008ء):

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔

اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا (الزلزال:4) کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:11) کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ473)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

''...... کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے...... ایسا ہی آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:3) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت ﷺ کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں ہو گا...... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اُردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ مَیں تمام کافّہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی رہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو مَیں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 260-262)

سو اس زمانہ میں نبی اکرم ﷺ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے۔ اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را در آن دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 62۔ تذکرہ صفحات 508،558)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ106۔ بحوالہ تذکرہ، صفحہ 508)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''مَیں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ403)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے

باقی صفحہ نمبر12 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد